حدیث کی مشہور کتابیں

اردو ترجمہ

المستطرفہ

مترجم
مولانا مفتی شعیب احمد صاحب

اقرا سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37355743

حدیث کی مشہور کتابیں

اردو ترجمہ

المستطرفہ

مترجم

مولانا مفتی شعیب احمد صاحب

مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 37224228-37355743 042

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ

نام کتاب: ---------------------------- حدیث کی مشہور کتابیں

مترجم: ---------------------------- مولانا مفتی شعیب احمد صاحب

ناشر: ---------------------------- مکتبہ رحمانیہ

مطبع: ---------------------------- لعل سٹار پرنٹرز لاہور

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

فہرست

عرض ناشر

علامہ محمد بن جعفر کتانی کی کتاب ''الرسالہ المستطرفہ'' علمی حلقوں میں اپنی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ یہ کتاب تا حال عربی زبان میں تھی۔ جبکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ اس کے مضامین اور معلومات ہمارے اردو خواں طبقے تک بھی اچھے اور عمدہ طریقے سے پہنچیں۔ مکتبہ رحمانیہ لاہور جو عرصہ دراز سے ایسے مفید علمی کاوشوں کو ان کے شائقین کی دہلیز تک پہنچانے میں ہمہ تن مصروف کار ہے۔ اس کیلئے سعادت کا مقام ہے کہ وہ اس تحفے کو بھی اہل علم، خصوصاً اردو خواں طبقے تک پہنچانے کا اہتمام کر رہا ہے۔ مکتبہ رحمانیہ نے اپنے اصول اور نہج کے مطابق اس کتاب کی بھی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، طباعت جلد بندی اور ٹائٹل سازی میں معیار کو برقرار رکھنے کی مقدور بھر سعی کی ہے۔ اس کے باوجود اگر ناظرین کو کوئی کمی، یا اصلاح کی ضرورت محسوس ہو تو وہ مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مزید مفید کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

انتساب

راقم اپنی اس ابتدائی کاوش کی نسبت تمام اساتذہ کرام اور والدین کی طرف کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ جن کی شبانہ روز محنت اور سحر خیز دعاؤں سے وہ علم کی منزل کا سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

عرض مترجم

کراچی کے ایک معروف علمی ادارے کی لائبریری میں کتابوں کی فہرست (Catalogue) والی پرچیوں کو دیکھتے ہوئے ایک کتاب کے نام پر نظر پڑی جو یہ تھا۔

الرسالة المستطرفه لبيان مشهور كتب السنة المشرفه

کتاب کا موضوع اور مواد نام سے ہی ظاہر تھا، یعنی ایسی کتاب جس میں حدیث کی مشہور کتابوں کا تعارف ہے۔

اس کے بعد غالباً وہاں اس کتاب کو دیکھنے کا موقع نہ ملا۔ لیکن اس کے عنوان اور موضوع کی اہمیت اور کشش کی وجہ سے اسے پڑھنے کی طلب ضرور قائم رہی۔

پھر اس کے بعد تخصص فی الفقہ کے دوران ایک مخلص ساتھی مفتی عبدالرحمان نذر صاحب (متخصص فی الحدیث کراچی) کے سامنے اس کتاب کا ذکر آیا تو انہوں نے یہ کہہ کر مزید طلب بڑھا دی کہ یہ کتاب بنوری ٹاؤن کے شعبہ تخصص فی الحدیث کے نصاب کا بھی حصہ ہے اور تخصص کے شرکاء اس کا باقاعدہ مطالعہ کرتے ہیں۔

کچھ عرصے بعد وہ ساتھ ایک دن یہ کتاب کسی کتب خانے سے خرید کر لائے تو راقم نے اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہوئے پکڑا اور مطالعہ شروع کر دیا۔

کچھ ہی صفحات کے مطالعہ کرنے کے بعد دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ اس اہم اور مفید کتاب سے استفادے کا دائرہ مزید وسیع کرنا چاہیے، کیوں نہ ہو کہ اسے اردو کا جامہ پہنا دیا جائے تا کہ ہمارا اردو خواں طبقہ بھی اس سے مستفید ہو سکے، اور دوسرے ترجمے سے خود اپنا مطالعہ بھی بہت اچھا اور گہرا ہوگا۔

چنانچہ اللہ کے نام سے یہ کام شروع کر دیا گیا۔ لیکن ہر مفید اور اہم کام کی طرح یہ کام

بھی ظاہر ہے وقت اور محنت طلب تھا چنانچہ اس میں اچھا خاصا وقت بھی لگا۔ لیکن خدا خدا کر کے قدرے طویل دورانیے کے وقفوں کے ساتھ یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ ہی گیا۔

یاد رہے کہ ترجمے میں ترجمے کے فنی تقاضے اور ذمہ داریاں ملحوظ رکھنے کی بجائے آزاد ترجمانی کا انداز اپنایا گیا ہے۔ جس میں بسا اوقات اصل عبارت اور ترجمے کے درمیان عملی اور بادی النظر میں خاصا تفاوت اور بعد بھی محسوس ہو سکتا ہے۔ اور ایسا قصداً کیا گیا ہے کیونکہ اصل کتاب کی عبارت میں ایک تو انداز پرانا اور ایجاز و اختصار کا ہے، دوسرے مصنف کا اپنا انداز تحریر خاصا مغلق اور علمی ہے۔ اس لیے اگر اسے جوں کا توں اردو میں اتارا جاتا تو ترجمے کا مقصد حاصل نہ ہوتا کیونکہ ایسے ادق ترجمے کو وہی آدمی سمجھ سکتا تھا، جو اصل عبارت کو سمجھ سکے اور ایسے آدمی کے لیے ظاہر ہے ترجمہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

باقی رہے عام اور اس سطح سے نیچے کے لوگ تو ان کے لیے یہ ترجمہ آسمان سے گرا کھجور اٹکا) کا مترادف ہوتا۔

اور اسی آزاد ترجمے ہی کی بدولت (محدود حد تک) کچھ ایسی ترمیمات وحذف سے بھی کام لینا پڑا جو اصل کتاب کے لیے لازمی اور مفید تھے یا نہیں تھے، لیکن ہمارے اردو خواں طبقے کے لیے وہ یقیناً غیر ضروری تھے جیسے مثلاً ایسا جملہ جس کی اہمیت اور لطافت سے صرف عربی دان ہی لطف اندوز ہو سکتے ہیں، یا تاریخہائے وفات میں بے جا طوالت وغیرہ۔ اسی طرح کچھ چیزیں ایسی بھی تھیں کہ جن کا اضافہ کرنا ناگزیر تھا، کیونکہ مصنف کی تحریر کا مجموعی انداز ایک خط یا مسلسل املائی تحریر کا سا ہے۔ ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف جاتے ہوئے وہ ایسے غیر محسوس طریقے سے کام لیتے ہیں کہ عام قاری کے لئے وہ پریشانی کا باعث بنتا ہے۔ اس لیے ایسے مواقع پر ہمیں کچھ تمہیدی اور اضافی باتیں کرنے کی بھی ضرورت پڑی۔ کتاب کے متن کی حرمت اور تقدس کا قانونی تقاضا اگرچہ آڑے آیا تھا، تاہم اسے یہ سوچ کر نظر انداز کر دیا گیا کہ اول تو مقصد معلومات کا اچھے طریقے سے دوسری زبان کے قاری تک منتقل کرنا ہے۔ دوسرے اگر کسی محقق یا وہمی مزاج کو اشکال ہو بھی تو اصل کتاب سے رجوع کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس لحاظ سے اگر اس کتاب کو ترجمے کی بجائے اردو ایڈیشن کہا جائے تو بھی بے جا نہ ہوگا۔

ترجمے کے دوران راقم کے پیش نظر کتاب کا وہ نسخہ تھا جس میں مسلسل عبارت ہی عبارت ہے نہ کہیں عنوانات ہیں اور نہ فصلیں اور سرخیاں، اس لیے ترجمے میں یہ کام بھی خود سے کرنا پڑا۔ چنانچہ تمام عنوانات اور سرخیاں راقم ہی کی قائم کردہ ہیں۔

اسی طرح نسخے کے شروع میں مصنف کتاب کے چار پانچ سطروں پر مشتمل انتہائی مختصر تعارف کر کے سوا مزید کوئی مقدمہ وغیرہ بھی نہیں تھا۔

راقم نے ضرورت محسوس کرتے ہوئے یہ اضافہ بھی کیا ہے بلکہ مصنف کے تعارف اور کتاب کے تذکرے سے کچھ آگے بڑھتے ہوئے حدیث کے ابتدائی ادوار کی تاریخ اور پھر ہندوستان میں حدیث کے حوالے سے تحریری کاوشوں کا بھی مختصر تذکرہ کیا ہے۔ اور اس حصے کی ترتیب میں جن کتابوں سے مدد لی گئی ہے ان میں الرسالۃ المستطرفہ مطبوعہ دار البشائر کا مقدمہ اور محدث ہند علامہ عبدالرشید نعمانیؒ کی کتاب ابن ماجہ اور علوم حدیث خاص طور سے تشکر اور امتنان کے جذبات کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

آخری گذارش

فارسی زبان کا ایک محاورہ ہے۔"مشک آں باشد کہ خود ببوید، نہ کہ عطار بگوید" جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے کہ خوشبو اپنی پہچان میں عطر فروش کی مدح سرائی اور تعریف وتوصیف کی محتاج نہیں ہوتی، اگر وہ خود عمدہ ہے تو اس کی عمدگی خود اپنے آپ سے ہی پھوٹتی اور ظاہر ہوتی ہے، اور اگر بری ہے تو بھی اپنے ہی بل بوتے پر پہچانی جاتی ہے۔

آپ کے ہاتھوں میں موجود میری ابتدائی کاوش کا حال بھی یہی ہے کہ اگر اس میں کوئی واقعی خوبی اور عمدگی ہوگی تو وہ خود پڑھنے والے کے سامنے آجائے گی اور اگر نہیں تو کسی کے کچھ کہنے سننے اور تعریف وتفریظ سے وجود میں نہیں آسکتی۔

چنانچہ، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، خود دیکھیں، جانچیں، پرکھیں، اور اگر ہو سکے تو معائب (جو کہ زیادہ ہیں) ومحاسن (جو کہ نسبتاً کم ہیں) سے مجھے بھی مطلع کر دیجیے۔

آخر میں میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں جن کے مخلصانہ تعاون وتحریض اور مشوروں سے یہ کام ہوا ہے۔ خصوصاً مفتی عبدالرحمان نذر صاحب جنھوں نے یہ نسخہ فراہم کیا اور عزیز القدر ہمدم بھائی صبیح الحسن ہمدانی، جنھوں نے اردو انشاء واملاء کے حوالے سے خاصا تعاون کیا اور بھائی ناصر صاحب جنھوں نے اس کام میں میری قابل قدر حوصلہ افزائی کی۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ مفید تالیفی وتصنیفی کاموں میں اخلاص کے ساتھ لگائے رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

شعیب احمد
۱۰ صفر الخیر ۱۴۳۱ھ

☆ فاضل: جامعہ دارالعلوم کراچی
☆ متخصص فی الفقہ والاصول: لاہور

مقدمہ

- مصنف کا تعارف اور حالات
- کچھ کتاب کے بارے میں
- حدیث کے ابتدائی ادوار کی تاریخ
- ہندوستان میں حدیث کی تحریری خدمات

کچھ مصنف کے حوالے سے

فاس شہر:

اگر آپ دنیا کے نقشے پر نظر ڈالیں تو براعظم افریقہ کے وہ علاقے جو بالکل شمال میں ہیں اور یورپ میں سے سپین کے ساتھ لگتے ہیں ان میں آپ کو ایک اہم ملک نظر آئے گا، جسے اردو میں مراکش انگریزی میں (Mirocco) اور عربی میں مغرب کہتے ہیں۔

یہ وہی ملک ہے جس کے ساحل پر پہنچنے کے بعد بحر اوقیانوس کے اندر اپنے گھوڑے کے پاؤں ڈال کر آسمان کی طرف منہ کرتے ہوئے عقبہ بن نافع نے یہ تاریخی الفاظ کہے:

''خدایا! اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ اس اتھاہ سمندر سے آگے بھی تیری کوئی مخلوق بستی ہے تو یہ پانی کا قطرہ ہمارا راستہ نہ روک سکتا۔''

مراکش کا شمالی حصہ اپنے دور کی عروس البلاد یعنی اندلس مرحوم کے ساتھ لگتا ہے۔ جہاں دونوں کے درمیان صرف تھوڑے سے سمندر کا فاصلہ ہے۔ افریقہ کے اسی کنارے سے طارق بن زیاد، محاورے کے مطابق کشتیاں جلا کر اترا تھا۔

اس کنارے کے قریب ہی پہاڑوں اور صحرا میں گھرا ہوا بلاد مغرب کا تیسرا بڑا شہر ''فاس'' واقع ہے جو سترہ لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے۔ فاس شہر کو اپنے مردم خیزی، علمی و ثقافتی سرگرمیوں، اور تاریخی قدامت کے لحاظ سے وہی مقام حاصل ہے جو ہمارے ہاں غیر منقسم ہندوستان میں دہلی و لکھنؤ، یا لاہور اور ملتان کو ہے۔ عالم اسلام کی موجود قدیم ترین درسگاہ اور جامعہ (University) جامع القرویین اسی شہر میں واقع ہے۔ جہاں سے ہر دور میں کثیر تعداد میں علماء اور اولیاء پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جامع القرویین کا کتب خانہ بھی عالمی شہرت کا حامل ہے، اس میں چھ ہزار نادر مخطوطات موجود ہیں۔ [کاروان زندگی: مولانا ابوالحسن علی ندوی]

کتانی خاندان:

فاس شہر شروع ہی سے علماء صلحاء اور بڑے بڑے مشائخ کا مسکن اور مرکز رہا ہے اندلس مرحوم کے اجڑنے اور مٹ جانے کے بعد وہاں کی بچی کھچی ثقافت اور اثرات بھی ان علاقوں میں

آ کر ہی جمع ہو گئے۔ ان علماء و مشائخ میں سے جو حضرات یہاں آنے کے بعد یہیں کے ہو کر رہ گئے اور ان کا سلسلہ آگے چلتا رہا، وہ مستقل خانوادوں اور خاندانوں کی شکل اختیار کر گیا۔ انہی خاندانوں میں سے فاس میں سادات کا کتانی خاندان اہل علم کے درمیان خاص شہرت کا حامل ہے۔ اس خاندان کی علمی، ثقافتی، تصنیفی و تالیفی شہرت صرف فاس اور مراکش تک ہی محدود نہیں بلکہ دنیا بھر کے علمی حلقے ان کے علمی کاموں کی وجہ سے ان سے متعارف ہیں۔

کتانی حضرات کے اسی خاندان میں ماضی قریب میں ایک نمایاں نام علامہ محمد بن جعفر الکتانی کا ہے۔

مختصر سوانحی خاکہ

علامہ کتانی کا مختصر سوانحی خاکہ یہ ہے۔

نام و نسبت:

ابوعبداللہ محمد بن جعفر بن ادریس بن محمد الزمزمی بن فضیل بن عربی بن محمد فتحا بن علی کتانی۔

علامہ کتانی حضرت سیدنا حسن بن علیؓ کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے حسنی کی نسبت بھی رکھتے ہیں۔

تاریخ پیدائش:

علامہ کتانی سن ۱۲۷۴ھ بمطابق ۱۸۵۷ عیسوی کو فاس شہر میں پیدا ہوئے۔ تمام علوم وفنون کی تعلیم، اپنے خاندان میں ہی حاصل کی۔ ۱۸ سال کی عمر میں تحصیل علم کے بعد مشائخ اور بڑے علماء کے امتحان اور جانچ پرکھ کے بعد خانقاہ کتانیہ میں تدریس شروع کی اور ۲۰ بیس سال کی عمر میں فاس کی سب سے بڑی مسجد جامع قرویین میں تدریس کی ابتداء کی جہاں اپنے والد صاحب کی نگرانی میں تقریباً سب ہی علوم وفنون کی متعدد کتابیں پڑھائیں۔

حجاز اور عرب ممالک کے طویل دورانیے پر مشتمل دو سفر بھی کئے۔ ۱۳۳۲ھ کو اپنے اہل خانہ سمیت مدینہ منورہ علی صاحب الف تحیۃ کے لئے وطن سے نکلے اور ۱۳۳۸ تک یعنی چھ سال وہاں قیام کیا۔

پھر وہاں سے دمشق چلے آئے جہاں ۱۳۴۵ تک یعنی سات سال قیام کیا۔ اس کے بعد پھر اپنے وطن واپس آ گئے۔ اور پھر یہاں ۱۳۴۵ھ ۱۹۲۸ء کو ربیع الثانی کے مہینے میں سوموار والے دن

انتقال کیا اور خانقاہ میں دفن ہوئے۔[بحوالہ معجم المولفین، والأعلام للزرکلی]

مصنف کے پاس جس حد تک علم، رسوخ اور سلیقہ تھا۔ اس کا اگر ان کی تالیفات کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو خاصا تفاوت ہے۔ یعنی ان کے پاس جتنی معلومات تھیں اتنی اور اس انداز سے تالیفات نہیں چھوڑیں۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مصنف نے اپنی اصل توجہ اور کمال تصنیف پر مرکوز کرنے کی بجائے تدریس و تعلیم اور شاگرد بنانے پر رکھی۔ بڑے بڑے قابل اور ماہر شاگرد اور علماء پیدا کئے یعنی مصنف نے کتاب سازی کی بجائے مردم سازی پر زیادہ توجہ دی۔

یہی وجہ ہے کہ مغرب، بلاد عرب، اور حجاز میں ان کے تلامذہ کی ایک بہت بڑی تعداد پیدا ہوئی۔ جن میں بڑے بڑے نامی گرامی اور محقق علماء شامل ہیں۔

اس لحاظ سے مصنف کی زندگی میں ان کے تدریسی پہلو کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ذیل میں اس کا قدرے تفصیل سے ذکر کیا جارہا ہے۔

پیچھے اشارۃً آچکا ہے کہ مصنف کی عمر ابھی اٹھارہ سال کی نہیں ہوئی تھی کہ تمام مروجہ اور متداول علوم وفنون کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد، بڑے بڑے مشائخ اور علما نے ان کا علمی امتحان لیا۔ جس میں پوری جانچ پرکھ کے بعد انہوں نے کتانی خاندان کی معروف خانقاہ، زاویہ کتانیہ میں تدریس کے لئے منتخب کیا۔ ابھی دو سال کا عرصہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ عالم اسلام کی بڑی جامعہ جامع القرویین میں آپ کو مسند تدریس مل گئی۔ جہاں مصنف نے اپنے والد صاحب کی نگرانی میں، علم توحید، حدیث، فقہ، اصول حدیث، اصول فقہ، سیرۃ، نحو، لغت، صرف، معانی، بیان، سلوک وتصوف، اور علم وضع جیسے علوم کی متعدد کتابوں کی تدریس کی۔

مصنف کی تدریس کی عمدگی اور خوبی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے دروس میں لوگوں کا اتنا ہجوم ہوتا تھا کہ جامع قرویین باوجود اتنی وسیع ہونے کے تنگ پڑ جاتی تھی۔

[وصف جامع لدروس الشیخ الکتانی]

اسی طرح جب مولف نے مشرقی ممالک یعنی حجاز وعرب کا سفر کیا تو وہاں بھی ہجوم کی صورت یہی ہوتی تھی، مصنف نے حرمین شریفین، جامع اموی (دمشق) وغیرہ میں تدریس وتعلیم کا اسی پابندی سے سلسلہ جاری رکھا۔ اس کے علاوہ اپنے گھر پر بھی یہ سلسلہ جاری رکھا جہاں مختلف اوقات میں طلبہ آ آکر مستفید ہوتے تھے۔ مصنف کے مختلف شاگردوں نے ان کے اسباق اور تدریس کا اندازہ کچھ یوں نقل کیا ہے۔

"مسائل کو واضح کرنے میں مصنف کا انداز اجتہادی شان کا ہوتا تھا۔ جس فن کا بھی مسئلہ ہوتا اسے پورے مالہ وما علیہ کے ساتھ بیان کرتے۔ حتیٰ کہ وہ وضاحت کی وجہ سے ایسا لگتا گویا بالکل بدیہی بات ہے۔ پھر اس مسئلے سے متعلق تمام اقوال مع دلائل کے ذکر کرتے پھر دلائل میں قوت و ضعف کے حوالے سے ترجیح قائم کرتے۔ ایسا نہ ہوتا تھا کہ کوئی طالب علم ان کے سامنے آئے اور ان کے بیان کردہ مسئلے کے تمام پہلوؤں پر اصول وفروغ کے لحاظ سے اسے پوری بصیرت حاصل نہ ہو۔"

اسی طرح مصنف، تعصب اور بے جا حمیت سے بھی کوسوں دور تھے۔ ہر بات کو تحقیقی نظر سے دیکھتے تھے۔ جب انہوں نے مغرب واپس آنے کے بعد جامع القرویین میں مسند احمد بن حنبل کا درس شروع کیا تو گویا علوم حدیث وفقہ کا ایک موسوعہ کھل جاتا تھا۔ ہر ہر حدیث پر رجال، سند، جرح وتعدیل، متن، فقہی حدیثی نظر، تعارض، تطبیق اور ترجیح کے حوالے سے پورا پورا کلام کرتے تھے، اسی وجہ سے جامع القرویین میں اتنی بڑی مسجد ہونے کے باوجود تل دھرنے کی جگہ نہ ہوتی تھی۔ [وصف جامع لدروس الشیخ محمد بن جعفر الکتانی]

تصنیفات

مصنف کی فقہ، حدیث، تاریخ، تصوف، تفسیر، سیرۃ اور انساب وغیرہ جیسے مختلف موضوعات پر ساٹھ سے زائد تالیفات ہیں۔ جن میں سے چند معروف یہ ہیں:

(۱) سلوۃ الانفاس: اس کتاب کا پورا نام یہ ہے۔

"سلوة الانفاس و محادثه الاكياس فيمن اقبر من العلماء و الصلحاء بفاس"

اس میں ان تمام علماء اور صلحاء کا تذکرہ ہے جنہوں نے فاس شہر میں وفات پائی اور ان کی وہیں تدفین ہوئی۔

اس کتاب کی تالیف میں مصنف نے چودہ سال کا طویل عرصہ خرچ کیا۔ اور اس کی تالیف کا مواد اکٹھا کرنے کے لئے بجائے لائبریریوں میں جانے کے فاس شہر کے تمام گلی محلے چھان مارے اور جگہ جگہ جا کر قبروں کی تختیاں دیکھیں، لوگوں سے معلومات اکٹھی کیں اور پھر کتابوں سے بھی مواد لیا۔ [مقدمہ سلوۃ الانفاس]

اس لحاظ سے مصنف کی یہ کتاب حوالے کی چیز بن گئی ہے اور اس پر مشرق و مغرب کے متعدد محققین نے تحقیقی کام اور ریسرچ کی ہے۔

(۲) رسالہ مستطرفہ: یہ ہمارے زیر نظر کتاب ہے۔ جس کا تذکرہ (کچھ کتاب کے بارے میں کے عنوان سے) آگے آئے گا۔

(۳) الازهار العاطرة الانفاس: بذكر بعض محاسن قطب الغرب و مدنية فاس

[بحوالہ معجم المؤلفین: البتہ محمد منصر کتانی نے اس کی بجائے اس کا نام یہ ذکر کیا ہے: الازهار العاطرة الانفاس فی مناقب ادریس بن ادریس بانی فاس۔ دونوں میں تفاوت ظاہر ہے (ملاحظہ ہو مقدمہ رسالہ مستطرفہ دار البشائر]

اس میں فاس شہر اور اس کے محاسن و خوبیاں اور خصوصیات اکٹھی کی گئی ہیں یہ کتاب بھی کئی مرتبہ چھپ چکی ہے۔

(۳) نظم المتناثر في الحديث المتواتر:

یہ ڈیڑھ سو کے قریب صفحات کی کتاب ہے۔ جس میں مصنف نے موضوعات کے اعتبار سے بہت سی وہ احادیث اکٹھی کی ہیں، جن کا تواتر سے ثبوت ہے، ان کے راوی بھی بہت ہیں، اور علماء و حدیث نے بھی ان کے متواتر ہونے کی تصریح کی ہے۔

(۴) اعلاء الحجة و البرهان على منع ماعم و فشى من استعمال عشبة الدخان

یہ فقہی موضوع کی تالیف ہے، جس میں مصنف نے حقہ اور سگریٹ کے استعمال سے اجتناب کرنے کا کہا ہے۔

(۵) اسعاف الراغب الشائق، بخبر ولاوة خير الانبياء و سيد الخلائق:

یہ ہادی عالم، سرور دو جہاں، سر دلبراں، مطلوب عاشقاں...... جناب سیدنا و شفیعنا محمد مصطفیٰ رسول خدا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم آلہ و اصحابہ و بارک وسلم کی سیرۃ طیبہ و طاہرہ کے مبارک اور بہا آفریں موضوع پر تالیف ہے۔

(۶) شفاء الاسقام (۷) بلوغ القصد الرام

(۸) نیل المنی والسول بمعراج الرسول (۹) الدعامہ فی احکام سنۃ العمامۃ

(۱۰) الاقاویل المفصلۃ بیان حدیث البسملۃ

(۱۱) الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد (۱) النصیحہ فی دعوۃ المسلمین للجہاد

(۲) ارشاد المالک، لما یجب علیہ من مواساۃ الھالک

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی تصنیفات ہیں جن میں سے کچھ طبع ہو چکی ہیں اور بعض مصنف کی ایسی بھی تحریریں ہیں جو کہ مختلف کتابوں پر تعلیقات اور حواشی یا مختلف نکات اور نوٹس کی شکل میں ہیں۔ وہ بھی ایک اچھا خاصا علمی مواد اور تحقیقی ذخیرہ ہے۔ [مقدمہ مستطرفہ ص ۳۶]

کچھ کتاب کے بارے میں

ہمارے زیر نظر کتاب الرسالۃ المستطرفۃ۔ کی ابتدائی شکل ہر بڑے کام کی ابتدا کی طرح یہ تھی کہ یہ ایک کاپی یا کچھ اوراق پر مشتمل یادداشت اور نوٹس کا مجموعہ تھا جس کا اس دور میں نام مالا یسع المحدث جہلہ تھا۔ مصنف کے ثبت میں اس کا یہی نام ملتا ہے جو ان کی تالیفات کے ضمن میں ہے۔

شنقیط کے ایک عالم محمد الخضر نے اس کو دیکھا تو اس کو نہایت اہم اور ضروری سمجھا اور مصنف سے درخواست کی کہ اس کو مزید تفصیل کے ساتھ اکٹھا کر دیں۔ ان کی درخواست پر مصنف نے مزید کام کیا جو کہ بالآخر الرسالۃ المستطرفہ کی شکل میں سامنے آیا اور یہی مصنف کی عالمگیر شہرت کا باعث بنا۔

الرسالۃ المستطرفہ علما کے حلقوں میں معروف کتاب ہے۔ رسالہ مستطرفہ کا علوم حدیث اور تعارف محدثین کے حوالے سے کتابوں میں وہی مقام ہے جو عام علوم کی نسبت ابن ندیم کی مشہور کتاب الفہرست لابن الندیم کا ہے۔

یہ تالیف حدیث اور علوم حدیث کی 1400 کتابوں کے تذکرے اور جو چھ سو کے قریب مشہور محدثین کے تراجم اور تعارف پر مشتمل ہے۔

جس میں ہر کتاب کا مختصر جامع تعارف، مصنف کے متعلق پر مغز اور جامع کلمات میں تعارف نقد اور تبصرہ، بڑی جامعیت اور مناسب اختصار کے ساتھ مل جاتا ہے۔

علما نے اس کتاب کو منظر عام پر آتے ہی بڑی توجہ اور استحسان کی نظر سے دیکھا۔ عرب کے ایک عالم نے اس کی نثر کو نظم اور اشعار کا جامہ بھی پہنایا۔

اپنی اسی اہمیت کے پیش نظر، یہ کتاب جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شعبہ تخصص فی الحدیث کے نصاب کا بھی حصہ ہے۔

رسالہ کے مختلف نسخے

رسالہ مستطرفہ پہلی دفعہ، مصنف کی زندگی میں ہی بیروت سے طبع ہوا تھا۔ اور اس وقت اس کی تالیف کو چار سال ہو چکے تھے۔ اور یہ ۱۳۳۲ھ کی بات ہے، یعنی مصنف (م ۱۳۴۵ھ) کی وفات سے بارہ سال پہلے۔ یہ نسخہ ۱۸۰ صفحات پر مشتمل تھا۔

دوسری دفعہ پاکستان میں مکتبہ نور محمد سے ۱۳۷۹ میں طبع ہوا جو ۲۱۲ صفحات پر مشتمل تھا۔

اس کے علاوہ دارالبشائر سے مصنف کے پوتے (محمد منتصر الکتانی) کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ اس کا (ایک) عمدہ نسخہ طبع ہوا ہے جس کے آخر میں انہوں نے متعدد فہارس (Indexes) اور شروع میں خاصہ سیر حاصل مقدمہ لکھا ہے۔

یہ نسخہ ۳۸۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ ٹائپ شدہ نسخہ ہے۔ اس کے علاوہ دارالکتب العلمیۃ بیروت۔ سے بھی اس کا کمپوز شدہ نسخہ چھپا ہے لیکن اس میں تعلیقات وتحقیقات بھی برائے نام ہیں اور شروع میں مصنف کے دو چار سطروں پر مشتمل تعارف کے علاوہ کوئی مقدمہ وغیرہ بھی نہیں۔ یہ نسخہ باریک خط میں ۱۶۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

مقدمہ

مصنف کتاب علامہ محمد بن جعفر الکتانی نے زیر نظر کتاب میں حدیث کی تاریخ اور تدوین کی تفصیلات کی ابتداء حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں تدوین وحدیث کے لئے ہونے والی باضابطہ کاوشوں سے کی ہے اور اس سے پیچھے دور رسالت تک کے متعلق صرف چند اشارات پر ہی اکتفا کیا ہے۔ حالانکہ اس دور کو تاریخی حوالے سے انتہائی اہم اور بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

اسی طرح کتاب کے آخر میں مصنف نے اپنے زمانے اور علاقے کی حد تک ہونے والی خدمات پر بات کو ختم کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مصنف کی کتاب میں تاریخ حدیث کا لیا گیا حصہ اپنی جگہ کافی ووافی ہے، البتہ اس سے پہلے کا حصہ اور بعد کا خصوصاً ہمارے ہندوستان کے حوالے سے حدیث کی خدمات کا تذکرہ نہیں ہے۔ ایک طرف یہ صورت حال تھی اور دوسری طرف یہ خیال اور احساس بھی کہ ہندوستان کی علاقائی زبان میں کوئی کتاب چھپے اور اس میں خود یہاں کا تذکرہ نہ ہو تو یہ ایک ستم ظریفی سے کم نہیں۔ اس لئے یہاں اس بات کی طلب اور ضرورت محسوس کرتے ہوئے بطور تتمہ کے ذیل میں دو بابوں کے ضمن میں اس خلا کو پر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

(۱) پہلا باب: عہد رسالتؐ سے لیکر عمر ثانی کے دور تک (تدوین و تالیف حدیث) کا اجمالی تذکرہ۔

(۲) دوسرا باب: ہندوستان میں حدیث کی تاریخ اور تحریری خدمات۔

پہلا باب: حدیث کی شان اور مقام واہمیت

ممبر کے قریب لوگوں کا مجمع جمع ہے، رسول خدا، سرور دو عالم ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمانے لگے:

''ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی شخص جو اپنی مسہری پر ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا ہو اور اپنی متکبرانہ جہالت سے یہ دعویٰ کرنے لگے کہ خدا نے تو صرف وہی چیزیں حرام کی ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے۔''

خبردار!! خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

میں نے بہت سی چیزوں کا حکم دیا ہے اور بہت کچھ نصیحتیں کی ہیں۔ اور بہت سی چیزوں سے منع کیا ہے۔ یہ سب احکام قرآن کے برابر بلکہ اس سے کچھ زائد ہیں۔ الخ''

اسی طرح صحابی رسول عرباض بن ساریہؓ ہی سے یہ بھی مروی ہے:

ہادی اعظم، محسن کائنات، نے ایک موقع پر نماز سے فارغ ہونے کے بعد نمازیوں کی طرف متوجہ ہو کر ایسی پر اثر اور بلیغ نصیحت فرمائی کہ آنکھیں چھلک پڑیں اور دل لرزنے لگے۔ موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے ایک جان نثار نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ الوداعی نصیحتیں ہیں ہمیں کوئی وصیت فرما دیجئے۔

آپ نے زبان نبوت سے ارشاد فرمایا:

''میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں۔ میرے بعد جو لوگ زندہ رہیں گے وہ بہت سے اختلافات دیکھیں گے۔

ایسے موقع پر تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو حرز جان بنانا، تم اس کو تھام لو اور دانتوں کی مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو۔'' [مسند احمد]

رسول خدا کی ان دور اندیش نصیحتوں اور موقع بہ موقع کی گئی دیگر ہدایات کی وجہ سے امت نے شروع دن سے ہی جہاں ہدایت و رہنمائی کے اولیں سرچشمے قرآن مجید کی حفاظت اور نشر و

اشاعت میں بے مثال کردار ادا کیا وہیں وحی خفی اور رسول اللہ کی سنت و احادیث کے اس عظیم الشان ذخیرہ کی حفاظت اور اسے آنے والی نسلوں تک اصلی حالت میں پہنچانے کے لئے بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ہزاروں زندگیاں اپنی تمام توانائیوں کے ساتھ صرف اس ایک نکتے پر مرتکز ہوگئیں کہ رسول خدا کی زبان سے نکلا ہوا کوئی لفظ، آپ کی زندگی کا کوئی گوشہ، حتیٰ کہ آپ شکل و شباہت، چال ڈھال، رفتار و گفتار الغرض کوئی بھی ایسی چیز نہ ہو جو مرور زمانہ سے پردہ خفا میں چلی جائے۔ اور آنے والی نسلوں کی نظر سے اوجھل ہو جائے۔ ان رجال کار نے اپنی توانائیوں سے ایسا نقشہ محفوظ کر دیا کہ آج بھی صدیاں بیت جانے کے باوجود اگر حدیث کی کتابیں کھول کر بیٹھ جائیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے رسول خدا اور ان کے جاں نثار صحابہ کے درمیان پہنچ گئے ہوں وہی معاشرہ وہی صحبتیں وہی شامیں۔

محفوظ کرنے والوں نے محبت میں کیا کچھ لکھ کر محفوظ نہیں کیا۔ اپنے محبوب کی ادائیں حتیٰ کہ گفتگو کے دوران اشارے، چہرے کے تاثرات، مسکرانے کے انداز ہر چیز کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔

حدیث کیا ہے؟

لفظ حدیث عربی زبان میں وہی مفہوم رکھتا ہے جو اردو زبان میں گفتگو کلام یا بات کا ہے۔ لیکن اصطلاح میں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال افعال اور اعمال کو حدیث کہتے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت تک پیغام الٰہی کو پہنچانے والے صرف پیغام رساں ہی نہیں تھے بلکہ آپ کی بعثت کا مقصد جہاں ہدایت الٰہی کا لوگوں تک پہنچانا تھا وہیں پر ان جامع اور دقیق تعلیمات کی عملی قولی ہر طرح کی تشریح کرنا بھی تھا۔ چنانچہ اپنے اس فرض منصبی کے طور پر آپ نے اپنی تیئس سالہ نبوت کی زندگی میں ضرورت کے مطابق تعلیمات خداوندی کی ہر طرح سے تشریح و تعبیر فرمائی، جہاں قولی وضاحت اور تشریح کی ضرورت تھی وہاں قولی سے کام لیا اور جہاں عملاً کرنے کا معاملہ تھا، وہاں عملی طور سے کر کے دکھایا۔

اس لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاۃ مبارکہ اپنے مختلف اور متنوع پہلوؤں کے ساتھ قرآن پاک کی عملی اور قولی تفسیر اور تشریح ہے۔ اور تشریح و تعبیر کے اس سارے نظام العمل کا نام حدیث ہے۔ اس کو محفوظ رکھنے کے لئے محدثین نے اپنی زندگیاں لگا دیں اور اس کے نتیجے میں دنیا بھر کے علوم و فنون کی تاریخ میں اسماء الرجال کے اس عظیم الشان علم و فن کا اضافہ ہوا جس

کے اندر ہزاروں آدمیوں کے نام معہ تمام حالات اور کردار کے محفوظ ہو گئے۔ [سیرۃ النبی: شبلی نعمانی]

کتابت حدیث:

تاریخ کی کتابوں میں عربوں کے واقعات پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور میں زمانہ بداوت اور فطرت سے قریب تر ہونے کی وجہ سے ان کا حافظہ دنیا بھر میں اپنی مثال آپ تھا۔ ایک ہی مجلس میں کئی کئی قصیدے پڑھ دینا اور اسے سن کر بعینہ محفوظ کر لینا ان لوگوں کے ہاں معمول کی بات تھی۔ بڑے بڑے خطبے، لمبے لمبے قصیدے نظمیں، شجر ہائے نسب، اہم تاریخی واقعات و حکایات اور جنگی کارنامے، سب کے سب اپنے حافظے کی مدد سے لفظ بلفظ یاد رکھتے اور اسے ضرورت پڑنے پر بعینہ بیان کر دیتے تھے۔ اپنے حافظے کی اسی خوبی و پختگی اور اس پر بجا اعتماد کی وجہ سے ان کے ہاں کسی چیز کو لکھ کر محفوظ کرنے کا زیادہ اہتمام کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی جاتی تھی بلکہ عام طور سے لکھنے کا کام صرف وہی لوگ کیا کرتے تھے جو یاتو یاد نہ رکھ سکتے ہوں۔ یا وقتی ضرورت سے آگے بڑھ کر زیادہ دوراندیشی اور احتیاط کے طور پر کسی یادگار کو محفوظ رکھنا چاہتے ہوں۔ جیسے حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے میں بیان کردہ تعلیمات کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے ایک صحابی جن کا نام ابوشاہ تھا انہوں نے درخواست کی کہ یارسول اللہ یہ باتیں مجھے لکھ دیجئے آپ نے صحابہ سے فرمایا:

اکتبو الا بی شاہ (بخاری: رقم: ۱۱۲) ابوشاہ کو لکھ کر دے دو بھائی!

رسول اللہ کے دور میں حدیث کی تاریخ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جہاں ایک طرف ہر روز جبریل امین کے ذریعے آنے والی وحی جلی یعنی قرآن پاک، کو اہتمام کے ساتھ لکھا اور یاد کر کے سینوں میں محفوظ کیا جاتا تھا وہیں وحی خفی یعنی آنجنابؐ کے فرمودات کو بھی یاد کرنے کا بہت بڑے پیمانے پر البتہ لکھنے کا قدرے کم پیمانے پر اہتمام موجود تھا۔

جامع ترمذی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔

ایک انصاری صحابی آپؐ کی خدمت مبارک میں بیٹھے تھے، آپؐ کی باتیں سنتے اور بہت پسند کرتے۔ مگر یاد نہ رکھ پاتے۔ آخر انہوں نے اپنی یادداشت کی کمزوری کی شکایت آپؐ سے کی کہ یارسول اللہ میں حدیث سنتا ہوں وہ مجھے اچھی لگتی ہے مگر میں اسے یاد نہیں رکھ سکتا۔ اس پر آپ نے

اپنے ہاتھ سے لکھنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ (زریں ارشاد) فرمایا:

استعن بیمینک۔ اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو۔

[جامع ترمذی باب ماجاء فی الرخصۃ فی کتابۃ العلم حدیث رقم:۲۶۶۶]

اسی طرح حضرت رافع بن خدیج نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کے فرمودات سنتے ہیں اور انہیں لکھ لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

اُکتبوا ولا حَرَج کوئی بات نہیں! لکھ لیا کرو۔ [معجم کبیر: رقم:۴۴۱۰]

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے یہ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

قیدوا العلم بالکتاب [مستدرک حاکم: رقم:۳۶۲]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات، صحابہ نے سنے اور اس پر عمل بھی کیا، کہ خود بھی لکھنے کا (اگرچہ زیادہ نہ سہی) اہتمام ضرور کیا۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر جو دیگر علاقوں میں رہنے والے مسلمانوں کے نام ہدایتیں بھیجیں وہ لکھ کر بھیجیں اور انہیں سرکاری سطح پر محفوظ کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا۔ ذیل میں آپ کے دور ہی کی صحابہ کی اور بعد میں تابعین کی بعض تحریری یاداشتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

صحابہ کے تحریری مجموعے (صحیفہ صادقہ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نبی پاک ﷺ کے ایک باصلاحیت اور علم کے شوقین جاں نثار تھے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کی باتوں کو لکھنا شروع کیا تو بعض دوسرے احباب نے یہ کہا (کہ تم ہر بات کو نہ لکھا کرو نہ معلوم آدمی کی کس وقت کیا حالت ہوتی ہے آنحضور ﷺ بشر ہیں کبھی غصے میں ہوتے ہیں اور کبھی خوشی میں؟ تو انہوں نے عارضی طور سے لکھنا چھوڑ دیا، لیکن جب آنحضرت سے اس بات کا تذکرہ ہوا تو آپ نے اپنی انگلی مبارک سے اپنے دھن مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تم لکھا کرو اس ذات کی قسم جس کے قبضے قدرت میں میری جان ہے اس سے حق کے علاوہ کوئی بات نہیں نکل سکتی۔ [سنن ابوداؤد: رقم:۳۶۴۸]

اس طریقے سے حضرت عبداللہ کے پاس اس مجموعے کی شکل میں احادیث نبویہ کا ایک اچھا خاصہ ذخیرہ جمع ہو گیا۔

حضرت عبداللہ کے اس حدیثی مجموعے کا حضرت ابوہریرۃ نے بھی تذکرہ فرمایا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ کی احادیث میں سے سب سے زیادہ میرے پاس ہیں، اگر میرے علاوہ

کسی اور کے پاس ہوں تو وہ صرف حضرت عبداللہ ہو سکتے ہیں، ورنہ دربار رسالت کا کوئی بھی طالب علم شوق علم میں مجھ سے بڑھا ہوا نہیں تھا۔ لوگ اپنے اپنے کاروبار زندگی میں لگ جاتے تھے اور میں اپنے محسن و معلم کی خدمت میں ہمہ وقت حاضر باش رہتا تھا اور حضرت عبداللہ کے مجھ سے زیادہ حدیثیں یاد ہو سکنے کی وجہ سے یہ ہے کہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔

[سنن دارمی حدیث نمبر: ۴۸۳]

حضرت عبداللہ کا یہ صحیفہ صحیفہ صادقہ کے نام سے مشہور تھا۔ اور یہ اسے اپنی زندگی میں جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ جو بعد میں ان کی اولاد میں چلتا رہا۔ محدثین کے ہاں، عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ والی سند اسی صحیفے پر قائم ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اس پورے صحیفے کو مسانید عبداللہ بن عمروؓ کے ضمن میں ضم کر دیا ہے۔

نسخہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

(۲) عہد رسالت ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کے تحریری مجموعوں میں سے ایک مجموعہ حضرت علیؓ کا بھی تھا جس میں زکوۃ کے علاوہ، دیت، قیدیوں کی آزادی، کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہ کرنے، حرم مدینہ کے حدود اور اس کی حرمت، غیر کی طرف انتساب کی ممانعت نقص عہد کی برائی، وغیرہ جیسے بہت سے مسائل درج تھے۔ حدیث کی اکثر کتابوں میں اس کی روایات موجود ہیں۔ [ابن ماجہ اور علوم حدیث]

نسخہ رافع بن خدیج

رافع بن خدیجؓ جن کے متعلق گزر چکا ہے کہ وہ عہد رسالت میں حدیثیں لکھا کرتے تھے، یہ ان کا تحریری مجموعہ ہے ان کے علاوہ صحابہ ہی کے متعدد اور بھی تحریری مجموعے ایسے ہیں جن کا ذکر کتب حدیث میں جا بجا ملتا ہے۔ جیسے حضرت ابو ہریرۃؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت جابرؓ، حضرت سمرۃ بن جندبؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے تحریری مجموعے، صحابہ کے دور کے ان مجموعوں کی اس کثرت سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عہد رسالت و صحابہ میں اگرچہ اصل اعتماد تو عملی زندگی میں احکام پر عمل پیرا ہونے پر تھا جو کہ کسی چیز کو یاد رکھنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہی کے معاشرے میں ثانوی درجے میں حدیث کی کتابت اور اسے سینوں کے ساتھ ساتھ کتابوں میں محفوظ کرنے کا بھی کس قدر اہتمام برتا گیا ہے۔

عہد تابعین میں حدیث کی تاریخ:

عہد رسالت وعہد صحابہ کی طرح تابعین کے عہد میں بھی اگرچہ عام رجحان یہی تھا کہ ہر چیز کو اپنے حافظے کی بنیاد پر یاد رکھا جائے، اسی وجہ سے لکھنے کو اتنی زیادہ پذیرائی نہیں ملی تھی۔ امام مالک فرماتے ہیں:

لم یکن القوم یکتبون، انما کانو یحفظون و من کتب منھم الشیی انما یکتبه لیحفظه فاذاحفظه محاه [جامع بیان العلم وفضلہ ج:۱ص ۲۷۱رقم:۴۵۴]

ترجمہ: اگلے لوگ لکھتے نہیں تھے، بلکہ زبانی یاد کرتے تھے اور اگر وہ لکھتے بھی تھے تو صرف یاد کرنے کی غرض سے، جب یاد ہو جاتا تھا تو لکھے ہوئے کو مٹا دیتے تھے، اسی طرح امام شعبی فرماتے تھے:

ما کتبت سواد افی بیاض، ولا استعدت حدیثاً من انسان [جامع بیان العلم وفضلہ ج:۱ص ۲۹۵، رقم: ۴۷۸] میرا حافظہ اتنا اچھا تھا کہ مجھے نہ تو کبھی کچھ لکھنے کی نوبت آئی اور نہ ہی میں نے کسی سے کوئی بات سن کر یاد کرنے کی غرض سے دوبارہ کہنے کی فرمائش کی۔

یہ دونوں اقتباس اس دور کے عام رجحان کی عکاسی کرتے ہیں کہ ان حضرات کے ہاں اصل اعتماد حافظے پر ہی تھا۔ لیکن اس کے باوجود بہت سی محتاط طبیعتیں لکھنے کا بھی اہتمام کرتیں تھیں، جن کا تذکرہ تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں ملتا ہے۔ چند ایک کا تذکرہ یہ ہے۔

(۲) مجموعہ بشیر بن نہیک دوسیؒ

بشیر بن نہیک حضرت ابوہریرہؓ کے شاگرد اور مشہور تابعی ہیں، وہ فرماتے ہیں، میں حضرت ابوہریرہ سے احادیث سن کر لکھ لیا کرتا تھا جب میں تحصیل علم کے بعد ان کی خدمت سے رخصت ہونے لگا تو میں نے مزید تسلی اور اطمینان کی غرض سے اپنا نوشتہ اور مجموعہ اپنے استاد صاحب کو سنایا اور ان سے تصدیق چاہی کہ آپ نے ایسا ہی بیان کیا تھا؟

انہوں نے فرمایا، ہاں، ٹھیک ہے۔ [جامع بیان العلم وفضلہ ج:۱ص ۳۲۲ رقم:۴۰۳]

صحیفہ ہمام بن منبہؒ

یہ حضرت ہمام بن منبہ کا جمع کردہ احادیث کا مجموعہ ہے، جو حضرت ابوہریرہ کی روایات پر مشتمل ہے، اس مجموعے میں ایک سو چالیس کے قریب احادیث نبویہ مذکور ہیں، امام احمد بن حنبل

نے اپنی مسند میں اس پورے صحیفے کو یکبار روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ صحیحین میں بھی اس صحیفے کی روایتیں متفرق طور سے موجود ہیں یہ صحیفہ اہل علم کے درمیان اپنی کتابی حیثیت سے مشہور تھا۔ حافظ ابن حجر نے اس کے متعلق ابن خزیمہ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

صحیفة همام عن ابی هریرة مشهورة [تہذیب التہذیب بحوالہ ابن ماجہ اور علوم حدیث]

البتہ جب بعد میں محدثین نے خصوصاً امام احمد نے اس کو اپنی کتاب میں ضم کر دیا تو پھر ضرورت ختم ہونے اور اس کی مستقل حیثیت نہ رہنے کی وجہ سے متداول نہ رہا۔ ۱۹۰۰ء میں برلن کے کتب خانے سے اس کا مخطوط لے کر ڈاکٹر حمید اللہ نے ایڈٹ کر کے طبع کرایا۔

یہ بات لطف سے خالی نہیں کہ اس صحیفے کے چھپنے کے بعد حدیث کی تاریخی و امتیازی حیثیت پر شک اور تردد رکھنے والے بڑے بڑے لوگ بھی انگشت بدنداں رہ گئے کہ اس کی روایات اور اس سے منقول دیگر متداول کتب حدیث کی روایات میں سرمو فرق نہیں۔

اس کے علاوہ تابعین ہی کے دور میں جلیل القدر تابعی سعید بن جبیر کے بارے میں بھی ملتا ہے وہ فرماتے تھے میں حضرت ابن عباس کی خدمت میں حدیثیں لکھا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ بھی متعدد تابعین کا تذکرہ ملتا ہے۔ کہ جو اپنے حافظے کے ساتھ ساتھ لکھنے سے بھی کام لیتے تھے۔ اور یہ حضرت اس جم غفیر کے مقابلے تھوڑے تھے جو اپنے عمدہ حافظوں کی بنیاد پر صرف زبانی یاد کرنا ضروری اور کافی سمجھتا تھا۔

بہر حال ان اقتباسات اور تفصیلات سے اتنی بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ عہد رسالت ہو یا عہد صحابہ یا تابعین کا دور اس میں تقریباً حدیث کا تمام ضروری ذخیرہ ایک تو قید تحریر میں آ چکا تھا، دوسرے اس سے اس علم و فن کے ساتھ ان حضرات کے شغف کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

یہاں تک تو وہ کاوشیں تھیں جو انفرادی سطح پر کی گئی تھیں جو کسی بھی علم و فن کی بالکل ابتدائی شکل میں ہوتا ہے اس کے بعد سے پھر باقاعدہ تدوین حدیث کے فن کا آغاز ہوتا ہے جس کی سوچ اور فکر کا سہرا حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے سر ہے جنہوں نے سرکاری سطح پر تدوین حدیث کے کام کی سرپرستی کی۔

چونکہ یہاں سے آگے مصنف نے تاریخ و تدوین حدیث کو لیا ہے۔ اس لئے ہم یہاں تک ہی اکتفاء کرتے ہیں اور دوسرے باب کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔

باب دوم: ہندوستان میں حدیث کی تاریخ

مصنف کتاب علامہ کتانی مغرب کے شہر فاس کے باشندے تھے اور انہوں نے اپنے مختلف اسفار میں شام مصر اور حجاز وغیرہ کی تو سیاحت کی۔اس لئے ان علاقوں میں حدیث کے حوالے سے ہونے والے کام میں سے کتابوں اور ان کے مصنفین پر ان کی نظر بھی ہے۔اور ان کا انہوں نے حسب موقع تذکرہ بھی کیا ہے۔البتہ ہمارے بلاد ہندوستان میں نہ تو خود مصنف کا آنا ہوا اور نہ ہی اس دور میں رابطوں اور ذرائع مواصلات کی سہولت اس قدر تھی۔اس لئے ہندوستان کے حوالے سے حدیث پر ہونے والے ایسے تحریری کاموں کا ذکر ان کی کتاب میں ضروری حد تک بھی نہیں آسکا۔صرف علامہ طاہر پٹنی پھر صاحب کنز العمال اور اس کے بعد آخر میں علامہ عبدالحی لکھنوی کا ذکر ملتا ہے۔اس کے علاوہ یہ کہ ہندوستان میں حدیث کی تاریخ کیا تھی؟ یہاں کون کون سی تصنیفات وجود میں آئیں۔اس حوالے سے کوئی بات نہیں اور پھر خاص طور سے وہ کام جو مصنف کے عین زمانے میں یا قدرے بعد ہوئے ہیں ان کا نہ آنا بھی ظاہری بات ہے۔

حالانکہ ہندوستان میں خصوصاً آخری صدیوں میں تو حدیث کے حوالے سے وہ خدمات انجام دی گئی ہیں جن کا برملا اعتراف علمائے عرب نے بھی کیا ہے:مصر کے مشہور ادیب اور محقق رشید رضا لکھتے ہیں:

> ''ولولا عناية اخواننا علماء الهند بعلوم الحديث في هذا العصر لقضيي عليها بالزوال من امصار الشرق، فقد ضعف في مصر والشام والعراق والحجاز منذ القرن العاشر للهجرة'' [مفتاح کنوز السنۃ]
>
> ''علوم حدیث کی رونق دسویں صدی ہجری میں مصر اور حجاز وعراق میں تو ماند پڑ ہی چکی تھی،ادھر اگر ہندوستان کے علماء اسی دور میں اس کی طرف توجہ نہ کرتے تو ان علاقوں سے یہ علم ختم ہی ہو جاتا۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں ہندوستانی علماء کا اس کام میں لگ جانا یہ عین برمحل تھا اور علوم حدیث کی عالمی سطح پر تاریخ کا حصہ تھا۔اس لئے اگر علوم حدیث پر ہونے والی مساعی میں ہندوستانی علماء کی خدمات کا ذکر نہ کیا جائے تو یہ کتاب گویا تاریخ حدیث کے حوالے سے تشنہ اور نامکمل رہے گی۔اس لیے اختصار کے ساتھ ہم اس پہلو پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

ہندوستان اور حدیث:

ہندوستان کا اسلامی علوم خصوصاً حدیث کے ساتھ تعلق تو بہت پرانا ہے بلکہ یوں کہیے کہ جتنی ہندوستان میں اسلام کی تاریخ اور ثقافت پرانی ہے اتنا ہی حدیث کا یہ تعلق بھی پرانا ہے ربیع بن صبیح ہندوستان کی سرزمین پر قدم رکھنے والے مجاہدین اور غازیوں میں سے ہیں ان کے بارے میں علامہ حلبی نے کشف الظنون میں لکھا ہے کہ وہ اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے مصنف ہیں۔

علی الاطلاق اول مصنف نہ بھی ہوں تو کم از کم حدیث کے اولین مصنفوں میں ان کا شمار ضرور ہوتا ہے۔[تراث الحدیث والسنۃ فی الہند۔تقی الدین ندوی]

اسی طرح ہندوستان کی قرون وسطی کی تاریخ میں بھی یہ ملتا ہے کہ یہاں صاغانی کی بہترین کتاب مشارق الانوار (جس میں بخاری ومسلم کی احادیث جمع کی گئی ہیں) داخل درس تھی اور اس کی باقاعدہ تدریس ہوتی تھی علما نے اس پر متعدد شروحات بھی لکھیں۔ بلکہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کو باقاعدہ زبانی یاد کرنے اور حفظ کرنے کا بھی اہتمام تھا۔خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی رحمۃ اللہ کے تذکرہ میں ملتا ہے کہ انہوں نے پہلے عربی ادب کی ادق کتاب مقامات حفظ کی بعد میں اس کے کفارے کے طور پر مشارق الانوار حفظ کی۔

[ہندوستان میں نظام تعلیم وتربیت :مولانا مناظر احسن گیلانی]

اس کے علاوہ اور متعدد ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے یہاں حدیث کے تعلق کی نوعیت کا اندازہ ہوتا ہے۔البتہ اس تعلق کی کمی وزیادتی میں زمانوں کے اعتبار سے فرق تو آتا ہی رہا لیکن کہیں ایسا نہیں ہوا کہ ہندوستان کے لوگ حدیث سے بالکل غافل ہی ہو گئے ہوں اور حدیث کا علم ان کے لئے عنقا ہو گیا ہو۔ ہاں! زمانے کے لحاظ سے دلچسپیاں اور ترجیحات میں تو تنوع ہوتا ہی رہتا ہے۔.البتہ آخری دور میں (جیسا کہ رشید رضا کے حوالے سے پیچھے گزرا) سعادت عظمیٰ کا یہ پھل ہندوستان ہی کی جھولی میں آپڑا۔

اس پر شباب دور کی ابتدا شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ (۱۰۵۲ھ) سے ہوتی ہے جنہوں نے خود بھی تدریس وتالیف سے حدیث کا کام کیا اور ملک کے دارالحکومت دہلی میں اس علم کی شمع روشن کی۔ البتہ ان کے دور میں زیادہ توجہ مشکوۃ پر ہی رہی۔ اور ان کے بعد اصل کام اور مضبوطی اور پھیلاؤ مسند ہند شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۷۶ھ) کے ذریعے پیدا ہوا۔جنہوں نے مشکوۃ کے ساتھ ساتھ صحاح ستہ کو بھی باقاعدہ نصاب کا حصہ بنا دیا۔ پھر ان کے بعد ان کی اولاد واحفاد کے

ذریعے یہ شجرہ طیبہ پورے ہندوستان میں پھیلتا چلا گیا، حتیٰ کہ اس کی شاخیں باہر کی دنیا اور بلاد عرب کو بھی پھل دینے لگیں اور اسی تدریسی سلسلے کے نتیجے میں حدیث وعلوم حدیث پر بہت وسیع اور عمدہ ذخیرہ سامنے آیا۔ پیش آمدہ صفحات میں ہم انہی ثمرات کو خاص طور سے ذکر کریں گے کیونکہ یہاں سے باقاعدہ مرتب کام شروع ہوتا ہے باقی، اس سے پہلے حدیث میں ہندی علما کی تالیفات کا وجود تو ہے لیکن وہ اتنا منظم، مرتب اور وسیع نہیں۔ اور اس تقدیم وتعارف میں بجائے شخصیات یا ادوار کو محور بنانے کے (رسالہ مستطرفہ ہی کے طرز پر) کتابوں کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

چنانچہ ذیل کی سطور میں ان عنوانات کے تحت لکھا جائے گا۔

(۱) شروحات وتعلیقات
(ب) صحیح بخاری پر ہونے والے کام
(ج) صحیح مسلم پر ہونے والے کام
(د) سنن ابوداؤد پر ہونے والے کام
(ھ) طحاوی شریف
(و) موطا امام مالک
(ز) مشکوۃ شریف

(۲) .... اصول حدیث
(۳) .... مستدلات حدیثیہ
(۴) .... حالات محدثین اور متفرقات
(۵) .... اردو میں حدیث کی عام فہم کتابیں

صحیح بخاری پر ہونے والے کام

صحیح بخاری اپنی شہرت اور متداول ہونے کی وجہ سے علماء تو علماء عوام کے حلقوں میں بھی تعارف کی محتاج نہیں۔ اس کی ترتیب جامعیت اور مصنف کی دقت نظر کی وجہ سے ہر دور کے علماء نے اسے بنظر استحسان دیکھا، اور اس پر مقدور بھر حواشی وشروح لکھنے کی طبع آزمائی کی ہے۔

ہندوستان میں بھی متقدمین (قرون وسطی کے حضرات یا دسویں صدی یعنی پر شباب عہد سے پہلے کے) حضرات نے اس کی متعدد شروحات لکھی ہیں۔ جن کا ذکر الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند۔ نزہۃ الخواطر، دستور العلماء اور آثر الکرام وغیرہ میں بکثرت ملتا ہے۔ لیکن ہم یہاں سردست دسویں صدی کے بعد سے آگے چلتے ہیں۔

الابواب والتراجم (شاہ ولی اللہ دہلویؒ):

فقہ البخاری فی تراجمہ یعنی امام بخاری مختلف حدیثوں پر جو باب یعنی عنوان قائم کرتے ہیں اس سے ان کی فقاہت اور سوچ کی گہرائی اور باریک بینی اور ذہن کی تیزی کا اندازہ ہوتا ہے۔ کہ ان کا ذہن کہاں سے کہاں پہنچتا ہے۔ عام طور سے یہ عنوان تو واضح ہی ہوتے ہیں لیکن بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ عنوان کچھ ہے اور نیچے درج کچھ ہے یا حدیث سرے سے ہے ہی نہیں، ایسے مواقع پر یہ تراجم علماء کی طبع آزمائی کا میدان ثابت ہوتے ہیں۔ مختلف ادوار میں شارحین بخاری نے یہ تراجم سلجھانے کی کوشش کی ہے۔ فی الحال ہمارے زیر بحث دہ کاوش ہے جو مسند ہند شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے ابواب وتراجم کے حوالے سے کی ہے اس میں انہوں نے اپنے مخصوص اجتہادی اور تطبیقی ذوق کے مطابق متعدد اصول بھی ذکر کیے ہیں۔

شاہ صاحب کی یہ کتاب بعد میں آنے والے حضرات کے لئے اس رخ پر سوچنے کی ایک اچھی بنیاد ثابت ہوئیے۔ شاہ صاحب کا یہ رسالہ بخاری کے ہندوستانی نسخے کے ساتھ ہی طبع ہوتا ہے۔

الابواب والتراجم: شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

[مولانا کا نام حسن پر الف لام کے بغیر ہی ہے البتہ اب لوگوں کے بہت زیادہ غلط استعمال کی وجہ سے تقریباً غلط العوام بن چکا ہے تاہم محتاط حضرات اب بھی اصل کے مطابق ہی لکھتے اور بولتے ہیں]

یہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے ابواب وتراجم ہیں جس میں انہوں نے شاہ صاحب کے بتائے ہوئے اصولوں کے علاوہ اپنے ذوق اور استقراء کے مطابق بھی اصول ذکر کیے ہیں۔

تراجم بخاری: مولانا ادریس کاندھلویؒ

تراجم بخاری: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب

یہ گویا یہ بخاری کے ابواب وتراجم کا موسوعہ ہے جس میں متقدمین سے منقول تمام توجیہات اور اشارات کے ساتھ ساتھ مصنف اپنے خاص ذوق سے بھی تراجم حل فرماتے ہیں۔

بعض حضرات کے بقول: بخاری کے ابواب وتراجم کا جو قرض علما کے ذمے تھا وہ اس کتاب کے بعد اتر گیا ہے یہ کتاب ہندوستانی طرز پر باریک لکھائی میں مطبوع ہے۔ اگر عربی لکھائی میں ہو تو کم از کم آٹھ جلدوں میں پوری ہو۔

حاشیہ صحیح بخاری: مولانا احمد علی سہارنپوریؒ/مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کا ہندوستان میں حدیث کے حوالے سے بڑا نام ہے مولانا نے بخاری پر نہایت قیمتی حاشیہ لکھا۔ جس کی تکمیل انہی کے حکم پر مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (بانی دارالعلوم دیوبند) نے کی۔ حواشی کی وقعت و جامعیت کا صحیح اندازہ تب ہوتا ہے جب آدمی مطولات سے مراجعت کرنے کے بعد آئے یہاں وہ بات دو لفظوں میں حل ہوئی پڑی ہوتی ہے۔

لامع الدراری: شرح صحیح بخاری: مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

یہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے بخاری شریف کے درسی افادات پر مشتمل شرح ہے۔
جسے ان کے بعض تلامذہ نے نقل اور جمع کیا تھا شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نے ان افادات کی اہمیت اور وقعت کا اندازہ کرتے ہوئے اسے باقاعدہ مرتب کرنے کے بعد اپنے مقدمے اور تعلیقات کے ساتھ شائع کیا ہے۔

عون الباری: شرح صحیح بخاری: نواب صدیق حسن خان صاحب (بھوپالی)

یہ نواب صدیق حسن خان کی بخاری شریف کی شرح ہے جو دس جلدوں پر مشتمل ہے۔

[جہود علماء الہند سہیل حسن عبدالغفار]

فیض الباری: مولانا انور شاہ کشمیریؒ

یہ محدث کبیر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے درسی افادات اور امالی کا مجموعہ ہے جسے ان کے نامور شاگرد مولانا بدر عالم میرٹھی نے جمع کیا اور ترتیب دیا ہے۔ یہ چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلے مصر سے پھر بیروت سے کمپیوٹر کمپوزنگ میں بخاری کے مکمل متن کے ساتھ طبع ہوئی ہے بقول کسے: فیض الباری پر ابھی کام کی کسر باقی ہے۔ خصوصاً اسلوب اور لہجے میں بھی کہیں کہیں تعقید ہے۔

انوار الباری: مولانا کشمیریؒ

یہ بھی علامہ کشمیری ہی کے درسی افادات کا مجموعہ ہے۔ اور اس کے جامع مولانا کے شاگرد احمد رضا بجنوری نے یہ کوشش کی ہے کہ حضرت کشمیری کے وہ افادات اور معارف جو فیض الباری میں سرے سے نہیں آئے یا پوری طرح نہیں آئے انہیں سمیٹا جائے۔ اور مولانا اس حوالے سے بہت حد تک کامیاب بھی رہے ہیں۔

یہ ۲۲ جلدوں میں ملتان سے طبع ہوئی ہے۔

فضل الباری:

یہ علامہ شبیر احمد عثمانی کے بخاری شریف کے درسی افادات کا مجموعہ ہے۔ جس میں مولانا عثمانی کا معقول طرز استدلال جچی تلی عبارت، دلچسپ توجیہات، اور رسوخ فی النقل والعقل ٹپکتا ہے۔

تحفۃ القاری، بحل مشکلات البخاری

مولانا ادریس کاندھلوی صاحب کی شرح ہے۔

تقریر بخاری: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ، یہ مولانا کے درسی افادات پر مشتمل ہے جو معلومات اور مواد کے اعتبار سے مکمل شرح ہی ہے۔ مولانا کا عام فہم اور دلچسپ انداز ایسا ہے کہ آدمی پڑھتے ہوئے اکتاتا بھی نہیں۔ متعدد جلدوں میں پاکستان وہندوستان سے بارہا طبع ہو چکی ہے۔

(۲) کشف الباری: عمافی صحیح البخاری

یہ مولانا سلیم اللہ خان صاحب (شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ) کے درسی افادات کا مجموعہ ہے۔ بخاری کی گویا تمام شروحات کا سلیس اردو زبان میں خلاصہ اور جوہر ہے۔ مولانا کا وسیع مطالعہ اور دلنشیں انداز تفہیم اس کتاب کے خاص اوصاف ہیں۔ یہ کتاب، دس سے زیادہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۳) انعام الباری:

یہ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کے درسی افادات کا مجموعہ ہے جو بہت سے مفید نکات اور مسائل کو حل کرنے والی کتاب ہے۔ فقہ الحدیث خصوصاً معاملات کے مسائل کے حوالے سے اس کا ایک اپنا مقام ہے۔ ابھی مکمل زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئی۔

ان کے علاوہ بھی درسی افادات پر مشتمل متعدد شروح بخاری ہیں جن میں صوفی محمد سرور صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ کی الخیر الجاری، اپنی جامعیت اور اختصار کے حوالے سے ممتاز ہے۔

صحیح مسلم شریف

صحیح مسلم شریف بھی بخاری کی ہم پلہ کتاب ہے بلکہ بعض علما کے ہاں اس کا درجہ بخاری سے

بھی اوپر کا ہے ہندوستان میں اس پر ہونے والے کام یہ ہیں:

السراج الوہاج: فی کشف مطالب صحیح مسلم بن الحجاج

یہ نواب صدیق حسن خان صاحب (م ۱۳۰۷ھ) کی تالیف ہے جس میں صحیح مسلم کے اہم مقامات کی شرح کی گئی ہے۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اور مطبوع ہے۔

فتح الملہم:

یہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی تالیف ہے جس میں مولانا کا خاص محدثانہ اور محققانہ ذوق نمایاں ہے۔ شرح کے ساتھ ساتھ مولانا کا اس کے شروع میں لکھا جانے والا مقدمہ بہت ہی قیمتی اور اہم کام ہے۔ وہ تو گویا اصول حدیث پر ایک مستقل تالیف ہے۔ جس میں مولانا عثمانی نے بہت سے نئے نکات اور توجیہات بھی پیش کی ہیں۔ اور متعدد گنجلک اور تشنہ مباحث کو سلجھایا ہے۔ مولانا اپنی سیاسی مصروفیات کی وجہ سے یہ کتاب پوری نہ کر سکے۔

تکملہ فتح الملہم:

جس کو بعد میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے بیٹے مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے تکملہ فتح الملہم کے نام سے پورا کیا۔ مولانا نے بھی اپنے خاص ذوق اور وسعت علمی اور محنت و وقت سے خوب کام لیا ہے۔ یہ دونوں کام ایسے ہیں جن پر علمائے عرب نے بھی ہندوستان کے حضرات کو خراج تحسین پیش کیا اور حدیث کے میدان میں ان کی صلاحیتوں کا اعتراف کیا ہے۔

درس مسلم:

یہ مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کے مسلم شریف سے متعلق درسی افادات کا مجموعہ ہے جس میں مولانا کے طویل عرصے کے کتاب الایمان کے مطالعے کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔ کتاب الایما ن مسلم شریف کی اہم کتاب ہے۔ مفتی صاحب نے اس کتاب میں اسی کو خاص طور سے موضوع بحث بنایا ہے۔ جس میں ایمان و عقائد، تکفیر وغیرہ سے متعلق بہت سی اصولی باتیں اشکالات وغیرہ کو بڑی تحقیق و تدقیق کے ساتھ اکٹھا کیا گیا ہے۔ یہ ایک جلد پر مشتمل ہے اگرچہ کام محدود اور جزوی ہے لیکن جس حد تک ہے خاصے کی چیز۔

سنن ابوداؤد شریف:

ابوداؤد شریف کا صحاح ستہ میں سے تیسرا یا چوتھا مرتبہ ہے یہ احادیث الاحکام کے حوالے سے جامع ترین کتاب ہے جس میں ہر فقہی رائے اور ہر مذہب کے مستدلات موجود ہیں۔ علماء ہند کے اس پر ہونے والے کام یہ ہیں۔

حاشیہ حضرت شیخ الہند:

یہ مولانا محمود حسن صاحبؒ کا ابوداؤد شریف کا حاشیہ ہے، جو یہاں ہندوستان میں متداول نسخے کے ساتھ چھپتا ہے۔ مولانا نے اس کے علاوہ مختلف نسخوں سے مقابلہ کروا کر ابوداؤد شریف کے متن کی تصحیح کا اہم اور نازک کام بھی سرانجام دیا تھا۔

انوار المحمود:

یہ مولانا انور شاہ کشمیری کے ابوداؤد شریف کے درسی افادات پر مشتمل مجموعہ ہے۔

بذل المجہود:

یہ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کی تالیف ہے۔ جو ابوداؤد کی چند بہت اچھی جامع اور مکمل شروحات میں سے ایک ہے۔ اس کی تالیف میں مولانا خلیل احمد صاحب اور ان کے ساتھ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ صاحب نے ایک طویل عرصہ خرچ کیا ہے، اس کا کچھ حصہ ہندوستان میں لکھا گیا جبکہ تکمیل مدینہ منورہ میں ہوئی۔

عون المعبود:

یہ مولانا شمس الحق عظیم آبادی کی شرح ہے۔ جو دراصل ان کی دوسری ابوداؤد شریف کی ایک طویل شرح غایۃ المقصود کی تلخیص ہے۔ غایۃ المقصود بہت طویل شرح تھی، مصنف نے خود ہی عون المعبود کے نام سے اس کی تلخیص کی ہے۔ اول الذکر کتاب کے بعض حصے اور دوسری مکمل کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہے۔

الدر المنضود علی سنن ابی داؤد:

یہ حضرت شیخ الحدیث زکریا صاحب کے شاگرد مولانا محمد عاقل مظاہری سہارنپوری کی شرح ہے۔ جو بذل المجہود کا اردو میں بہترین حل اور خلاصہ ہونے کے ساتھ خود صاحب شرح کی بھی

بہت سی تحقیقات اور نکات کی حامل ہے اس حوالے سے اسے بذل کا تتمہ یا ضمیمہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔

جامع ترمذی:

جامع ترمذی کو اپنی جامعیت فقہ الحدیث، اور اختلاف فقہاء کے ذکر کرنے اور احادیث کی علل بیان کرنے کے حوالے کتب حدیث میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اس پر ہونے والے کاموں کی تفصیل یہ ہے۔

الکوکب الدری:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا یہ معمول تھا کہ ایک سال میں تمام صحاح ستہ کا درس دیتے تھے۔ ان میں سے فقہی مسائل سے متعلق ابحاث کو درس ترمذی میں ذکر کرتے تھے۔
یہ مولانا گنگوہیؒ کے انہی درسی افادات کا مجموعہ ہے جسے بعد میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ صاحب نے اپنے حاشیہ اور تعلیقات کے ساتھ مرتب کرا کے چھپوایا تھا۔ یہ بھی اپنی جامعیت کے لحاظ سے (قامت کہتر قیمت بہتر) کا مصداق ہے۔

العرف الشذی:

یہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے درسی علوم و معارف کا مجموعہ ہے جو ان کے ایک شاگرد مولانا چراغ محمد پنجابی نے ترتیب دیا ہے۔ جس کے متعلق اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اس میں ابھی مزید نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

تحفۃ الاحوذی:

یہ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ کی شرح ہے جو جامع ترمذی کی چند اچھی شروح میں سے شمار کی جاتی ہے۔ اس میں مصنف نے العرف الشذی کو خاص طور سے سامنے رکھا ہے۔ جس پر موقع بموقع رد و قدح بھی کرتے چلے جاتے ہیں۔

تقریر ترمذی:

یہ حضرت شیخ الہندؒ کے درسی افادات ہیں جو اتنی زیادہ ضخامت میں نہیں۔ اور ان میں احادیث کو بھی بالاستیعاب نہیں لیا گیا۔
تقریر ترمذی ہی کے نام سے مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا اشرف علی تھانویؒ کے بھی درسی

افادات ہیں۔موخرالذکر اپنے تطبیقی انداز کی وجہ سے خاص معروف ہے۔

معارف السنن

یہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی تالیف ہے جس میں بنیادی طور سے العرف الشذی میں رہ جانے والی کمیوں کو پورا کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ حضرت بنوری کے خود حضرت کشمیری سے سنے ہوئے نکات اور تحفۃ الاحوزی میں العرف الشذی پر ہونے والا انقدان چیزوں کی وجہ سے یہ شرح علمی ہونے کے ساتھ ساتھ خاصی خوشگوار بھی ہے۔

جس کے اندر مولانا بنوری کے انداز بیان اور بلاغت وادبیت کو بھی خاص دخل ہے۔یہ کام بہت عظیم اور وسیع ہوتا، لیکن افسوس کہ مولانا اسے اپنی زندگی میں پورا نہ کر سکے۔ چھ جلدوں میں کتاب الحج تک پہنچی ہے۔

ایک طویل عرصے کے خلا کے بعد مولانا نذیر صاحب (جامعہ امدادیہ فیصل آباد والوں) کے بیٹے مولانا زاہد صاحب نے اس کا تکملہ لکھنا شروع کیا ہے جس کی ایک جلد طبع ہو کر آ چکی ہے۔ حضرت بنوری کا خاص اسلوب اور نہج نہیں تو نہ سہی لیکن کتاب تو پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گی۔

کشف النقاب:

عما اوردہ الترمذی وفی الباب: مولانا حبیب اللہ مختار صاحب

امام ترمذی کا یہ اسلوب ہے کہ وہ کسی بھی عنوان کے تحت کچھ حدیثیں ذکر کرنے کے بعد آگے اختصار سے کام لیتے ہوئے دیگر اس سے متعلقہ روایات کی طرف صرف اتنا کہہ کر اشارہ کر دیتے ہیں ''وفی الباب عن فلاں وفلاں'' پوری حدیث ذکر نہیں کرتے۔مولانا حبیب اللہ مختار صاحب جو حضرت بنوری کے شاگرد ہیں انہوں نے اس کتاب میں امام ترمذی کے انہی اشارات کو موضوع بحث بنایا ہے اور اس پر خوب تتبع اور تلاش سے کام لیا ہے۔یہ کتاب بھی مطبوع ہے۔

درس ترمذی اور تقریر ترمذی:

یہ مولانا تقی عثمانی صاحب کے درسی افادات پر مشتمل ترمذی شریف کی شرح ہے۔اول الذکر شروع کتاب سے لیکر۔کتاب البیوع تک کے ابواب پر مشتمل ہے جس کو جمع کرنے اور تخریج وتحقیق کا کام مولانا رشید اشرف سیفی صاحب نے کیا ہے۔اور ثانی الذکر۔کتاب البیوع سے ترمذی جلد اول کے آخر تک کے ابواب پر مشتمل ہے جس میں حدیث کی تشریح کے علاوہ۔فقہ

الحدیث خاص طور سے جدید مسائل کے حوالے سے نہایت قیمتی مواد موجود ہے۔
اس حصے کی ترتیب وضبط اور تخریج وتعلیق کا کام مولانا عبداللہ میمن صاحب نے سرانجام دیا ہے۔

طحاوی شریف:

امام طحاوی محدثین اور فقہاء دونوں کے حلقے میں بلند پایہ مقام کے حامل ہیں۔ خاص طور سے شرح حدیث اور تطبیق کے حوالے سے ان کا بڑا نام ہے۔ ان کی کتاب شرح معانی الآثار حدیث کی بنیادی کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں ہندوستان میں اس پر ہونے والے چند کام یہ ہیں۔

(۱) امانی الاحبار: شرح معانی الآثار

یہ امیر جماعت تبلیغ مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ (م ۱۳۸۴ھ) کی شرح ہے۔ لیکن یہ پوری نہیں ہوسکی تھی۔ اور تا حال تشنہ تکمیل ہے۔

(۲) مجانی الاثمار: شرح معانی الآثار

یہ مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ کی تالیف ہے۔ طبع بھی ہوچکی ہے دارالعلوم کراچی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۳) رجال طحاوی:

یہ مولانا ایوب مظاہری صاحب کی تالیف ہے جس میں انہوں نے طحاوی کے اندر موجود رجال اور رواۃ کو موضوع بحث بنایا ہے۔ اس کے علاوہ مولانا ایوب مظاہری نے طحاوی کے ہندوستانی نسخے پر حاشیہ بھی لکھا ہے جس میں رواپر کلام کے ساتھ ساتھ، احادیث کی تخریج اور تشریح کے حوالے سے بھی کام کیا ہے۔

(۴) نظر طحاوی:

امام طحاوی کی کتاب میں احادیث کے درمیان تطبیق کے حوالے سے اصل اور اہم کام ان کا اپنا نکتہ نظر ہوتا ہے۔ جس میں وہ نہایت درجہ دقت اور باریک بینی سے کام لیتے ہیں یہ بحث علمی حلقوں میں نظر طحاوی کے نام سے مشہور ہے۔ قال ابو داؤد کی طرح یہ بھی علماء کی تحقیق ایک

موضوع ہے۔ نظر طحاوی مولانا عبدالرحمان کاملپوری صاحب کی تالیف ہے جو ان نکات کی وضاحت پر مشتمل ہے اس کے علاوہ بھی متعدد حضرات نے نظر طحاوی پر رسالے لکھے ہیں جو درسی ضروریات کو بخوبی پورا کرتے ہیں۔

موطا امام مالک

امام مالک تبع تابعین میں سے ہیں ان کی متعدد روایات تابعین سے براہ راست ہیں اس لئے ان کی اس کتاب کو حدیث کی دستیاب اولین کتابوں میں سے ہونے کا شرف حاصل ہے۔

موطا کے متعدد نسخے ان کے مختلف شاگردوں کے ذریعے دنیا میں پھیلے جن میں سے دو زیادہ مشہور ہیں۔

(۱) جو موطا امام مالک ہی کے نام سے معروف ہے۔

(۲) امام محمد بن الحسن الشیبانی" کا نسخہ جو موطا امام محمد کے نام سے معروف ہے۔

موطا امام مالک پر بھی ہندوستان میں متعدد کام ہوئے جن میں سے نمایاں یہ ہیں۔

(۱) المصفّٰی:

یہ مسند ہند شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی عربی شرح ہے۔

(۲) المسوّٰی:

یہ حضرت شاہ صاحب" کی ہی مؤطا امام مالک کی فارسی شرح ہے جو علاقائی زبان کے پیش نظر لکھی تھی۔

(۳) اوجز المسالک:

یہ ریحانۃ الہند شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ صاحب کی شرح ہے جو موطا امام مالک کی شروحات میں نہایت بلند پایہ اور ممتاز شرح ہے۔ یہ ۱۵ جلدوں پر مشتمل ہے۔

جو سعودیہ کی وزارات اوقاف کی طرف سے عمدہ طریقے سے طبع ہوئی ہے۔

حاشیہ موطا:

حاشیہ علی الموطا یہ مولانا اشفاق الرحمان کاندھلوی" کا موطا پر حاشیہ ہے جو ایک متوسط شرح کی ضخامت کا حامل ہے۔ حل کتاب، مختصر سوالات و جوابات، تشریحات سب کچھ موجود ہے۔

مشکوۃ شریف

مشکوۃ شریف منتخب احادیث کی مشہور کتاب ہے۔ ہندوستان میں اس پر یہ کام ہوئے

(۱) لمعات التنقیح:

یہ شاہ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ کی تالیف ہے جو عربی میں مشکوۃ شریف کی شرح ہے۔ ابتدا سے لیکر کتاب الجنائز تک چار جلدوں میں لاہور سے طبع ہوئی تھی باقی کا حصہ تا حال مخطوط ہے۔ جو اس کا مخطوط، پشاور یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات میں موجود ہے۔

(۲) اشعۃ اللمعات

یہ بھی شاہ عبدالحق دھلویؒ کی شرح ہے جو فارسی زبان میں ہے یہ متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے۔

(۳) التعلیق الصبیح:

یہ مولانا ادریس کاندھلویؒ صاحب کی عربی تالیف ہے جو آٹھ جلدوں میں بیروت سے طبع ہوئی ہے۔

(۴) مرعاۃ المصابیح:

یہ مولانا عبید اللہؒ مبارکپوری کی تالیف ہے۔

(۵) مظاہر حق:

یہ نواب قطب الدین خانؒ کی تالیف ہے جو اردو خوان طبقہ کے لئے لکھی گئی تھی بعد میں مولانا عبداللہ جاوید غازیپوری نے اس کی تسہیل اور اضافہ جات کئے تھے جس کی وجہ سے یہ عوامی مقبولیت والی شرح سمجھی جاتی ہے۔

(۶) اشرف التوضیح:

یہ مولانا نذیر صاحبؒ کی شرح ہے جو ابتدائی حصوں کی تفصیلی سہل اور دلنشیں شرح ہے۔

(۷) نفحات:

یہ مولانا سلیم اللہ خاں صاحبؒ کی شرح ہے۔

حجۃ اللہ البالغۃ:

یہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی تصنیف لطیف ہے۔

حجۃ اللہ البالغۃ: تاریخ اسلام کی انگلیوں پر گنے جانے والی چند بہترین کتابوں میں سرفہرست کتاب ہے۔اس میں شاہ ولی اللہ صاحب نے دین کے پورے نظام کا فلسفہ حکمت اور اسرار بیان کئے ہیں۔ لیکن چونکہ اس کی بنیاد اور ترتیب میں انہوں نے احادیث پھر خاص طور سے مشکوۃ شریف کو سامنے رکھا ہے۔اس لحاظ سے اسے مشکوۃ شریف کی ایک اچھوتی طرز کی شرح بھی کہا جا سکتا ہے۔[ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، مولانا مناظر احسن گیلانی]

اس کے صرف اسی پہلو کی وجہ سے اس کا شمار مشکوۃ شریف پر ہونے والی خدمات میں کیا گیا ہے ورنہ اس کا اصل مقام اور مرتبہ تو بہت بلند ہے۔

اصول حدیث

اصول حدیث کے حوالے سے چند نمایاں کتابیں یہ ہیں:

(۱) ظفر الامانی علی مختصر الجرجانی:

یہ مولانا عبدالحی لکھنویؒ کی تالیف ہے۔اس کی فنی اہمیت اور قیمت کے پیش نظر مولانا کی دیگر کتابوں کی طرح عرب کے ایک معروف عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے اسے ایڈٹ کرنے کے بعد بلاد عرب سے طبع کروایا ہے۔ان کے علاوہ شیخ تقی الدین ندوی نے بھی اس کو ایڈٹ کیا ہے۔

(۲) قواعد فی علوم الحدیث:

یہ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی تالیف ہے۔ جو دراصل ان کی دوسری عظیم الشان کتاب اعلاء السنن کا مقدمہ ہے لیکن اصول حدیث کے تمام مباحث کے استقصاء اور بہت سے مفید نکات کی وجہ سے یہ اصول حدیث پر موسوعاتی طرز کی کتاب بن گئی۔مولانا عثمانی نے اس میں حدیث کے بارے میں فقہاء میں سے حنفیہ اور عام سادہ محدثین کے درمیان مختلف فیہ اصول کو زیادہ لیا اور ان پر کھل کر لکھا ہے۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے اس کو ایڈٹ کرنے کے بعد بلاد عرب سے طبع کرایا اس کا یہ نام

انہی کا تجویز کردہ ہے۔ جبکہ اس کا اصل نام ''انهاء السكن لمن يطالع اعلاء السنن'' تھا۔ سندھ کے ایک اہل حدیث عالم بدیع الدین راشدی نے نقض قواعد فی علوم الحدیث کے نام سے اس کتاب کا رد بھی لکھا ہے۔ جو ضخامت میں اصل کتاب سے کم ہے۔ البتہ لکھائی کے بڑا ہونے کی وجہ سے دونوں کے صفحات تقریباً برابر ہیں۔

(۳) مقدمہ مشکوۃ:

یہ شاہ عبدالحق محدث دھلویؒ کا مقدمہ ہے جو مشکوۃ کے ساتھ طبع ہوتا ہے۔ اس میں شاہ عبدالحق صاحب نے نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ لیکن سہل اور عام فہم سلیس عبارت میں اصول حدیث سے متعلقہ اہم مباحث کو یکجا کر دیا ہے، اصول حدیث میں یہ حوالے کی چیز ہے۔ جو اپنے ان اوصاف اور جامعیت کے اعتبار سے دریا بکوزہ کا مصداق ہے۔

(۴) الرفع والتكميل في الجرح والتعديل:

یہ زبدۃ الہند مولانا عبدالحی لکھنویؒ کی تصنیف لطیف ہے، جس کا موضوع اور مباحث عنوان سے ہی ظاہر ہیں۔ یہ ۴۰۰ کے قریب صفحات پر مشتمل کتاب ہے۔ اس میں مولانا نے اپنے اسلوب اور وسعت علمی کے مطابق جرح و تعدیل کے متعلق جو کچھ جمع ہو سکتا تھا کر دیا ہے۔ اس لحاظ یہ جرح و تعدیل کے موضوع پر گویا موسوعہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے اسے بھی ایڈٹ کر کے اور گرانقدر حواشی و تعلیقات کے ساتھ عرب سے طبع کروایا ہے۔

اس کے بعد پاکستان وغیرہ میں بھی اس کا عکس چھپتا ہے۔

(۴) الاجوبه الفاضله للاسلة العشرة الكامله:

یہ کتاب بھی اصول حدیث اور فقہ الحدیث کے حوالے سے اچھوتی اور زریں کتاب ہے جس میں مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے اصول حدیث کی بہت سی قابل اشکال باتیں اسی طرح فقہ الحدیث کے حوالے سے بہت سے گنجلک ختم کئے ہیں۔ یہ بنیادی طور سے ایک خط کا جواب ہے جس میں لاہور کے کسی عالم نے مولانا کی خدمت میں دس سوالات بھیجے۔ مولانا نے ان کا جواب لکھا لیکن یہ جواب اپنی علمی گرانقدری کی بدولت ایک مستقل کتاب کی شکل میں دنیا کے علمی سرمایے کا حصہ بن گیا ہے۔ یہ کتاب بھی شیخ عبدالفتاح جیسے آدمی کی مخدوم ہے۔

(۱) عجالہ نافعہ: یہ امام الہند شاہ عبدالعزیز دھلویؒ کا اصول حدیث پر رسالہ ہے۔

مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی صاحب نے فوائد جامعہ کے نام سے اس کی شرح اور اس پر تعلیقات لکھی ہیں، جو پانچ سو سے اوپر صفحات کی ضخامت پر مشتمل ہے۔ اس میں مولانا نے بہت سے نوادر اور ایسے قیمتی نکات کو بھی جمع کیا ہے جو پہلے حضرات محققین کی نظر سے نہیں گزرے۔

(۲) **امعان النظر**: یہ شیخ محمد اکرم سندھی کی کتاب ہے جو نخبۃ الفکر حافظ ابن حجر کی اصول حدیث پر مشہور کتاب کی شرح ہے اپنے قیمتی نکات کی وجہ سے متداول شروح میں اسے خاص مقام حاصل ہے۔

(۳) **بهجة النظر**: یہ شیخ ابوالحسن سندھی کی تالیف ہے جس میں بنیادی طور سے شیخ اکرم سندھی کی کتاب کی تہذیب و تلخیص ہے۔ اس کے علاوہ فوائد و نکات مزید برآں ہیں۔

(۴) **خیر الاصول**: یہ مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کا اصول حدیث پر مشتمل انتہائی مختصر لیکن خاصا جامع رسالہ ہے جو وفاق المدارس کے نصاب کا حصہ ہے، اس کے ساتھ مولانا خدا بخش کاندھلوی صاحب کا فارسی منظومہ بھی ہے جس میں انہوں نے اصول حدیث کو نہایت سلیقے سے شعروں کا جامہ پہنایا ہے۔

تبصرہ بر المدخل الحاکم:

اصول حدیث پر لکھی جانے والی بالکل اولین کتابوں میں سے ایک کتاب امام حاکم صاحب مستدرك على الصحيحين کی کتاب ''المدخل فی علوم الحدیث'' بھی ہے۔

ہمارے ہندوستان میں علوم حدیث کے اوپر گہری نظر رکھنے والے عالم و محقق مولانا عبدالرشید نعمانی صاحبؒ نے اس پر تبصرہ کے نام سے تعلیقات اور حواشی لکھے تھے۔

یہ مولانا کی تالیفی زندگی کا ابتدائی زمانہ تھا، لیکن اس کے باوجود سید سلمان ندوی، مولانا شبیر احمد عثمانی وغیرہ جیسے بڑے بڑے جہابذہ علم نے اس کو نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔

مصنف کے استحضار علمی و وسعت مطالعہ اور سلیقہ تالیف میں پختگی کا اندازہ لگانے کے لئے اتنی بات ہی کافی ہے کہ جب مصنف نے پچاس سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد دوبارہ اس پر مقدمہ لکھا تو اس میں یہ لکھا کہ پچاس سال کے بعد نظر ثانی کرتے ہوئے کسی اضافے یا ترمیم کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی گویا ایک دفعہ ہی سب کچھ پورا پورا لکھ دیا۔ مولانا کو چند گنے چنے علما کی طرح یہ وصف حاصل تھا کہ آپ کا مسودہ ہی بیضہ ہوتا تھا۔ یہ کتاب کراچی سے ماضی قریب میں بھی چھپ چکی ہے۔

دراسات فی اصول الحدیث علی منهج الحنفیه: عام محدثین اور فقہائے احناف کے درمیان خود حدیث کے اصولوں میں علمی اختلافات ہے اور یہی اصولی اختلافات ان متعدد اور مشہور فروعی اور فقہی اختلافات کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ بہرحال دونوں کے اصول حدیث جدا ہیں۔ حنیفہ کے اصول حدیث اصول فقہ ہی کی کتابوں میں باب السنۃ کے ضمن میں ذکر ہوتے ہیں علیحدہ سے اس پر اس عنوان سے کام نہیں تھا۔

حال ہی میں جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے شعبہ تخصص فی الحدیث کے ایک ریسرچ سکالر نے اپنے مقالے کا موضوع ہی اس کو بنایا ہے، اور عربی زبان میں بڑے استقصاء کے ساتھ اپنے موضوع کو سمیٹا ہے۔ چنانچہ اب اصول فقہ کی سنت کی ابحاث یا یوں کہیں کہ احناف کے مرتب اور منضبط اصول حدیث ایک ہی جگہ ترتیب کے ساتھ مل سکتے ہیں۔ یہ کتاب اپنے اسلوب اور مواد کے استقصاء کے لحاظ سے وقت کی ضرورت بھی تھی۔ یہ کتاب ایک ضخیم جلد میں طبع ہوئی ہے۔

مستدلات حدیثیہ

اس میں شک نہیں کہ فقہ قرآن وحدیث ہی سے اخذ کردہ مسائل کے مجموعے کا نام ہے۔ چنانچہ فقہ کے یہی دونوں ماخذ ہیں۔

لیکن چونکہ فقہ کے ساتھ زیادہ اشتغال رکھنے والوں کا ظاہر ہے حدیث کے ساتھ اس درجے کا اشتغال نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے ہمارے ہاں عام طور سے یہ مشہور تھا کہ حنفیہ کی فقہ کے پیچھے حدیث کے دلائل اور مستندات نہیں ہیں بلکہ یہ محض قیاس تخمین اور رارئے پر مبنی عمارت ہے۔

علماء ہند نے اس پراپیگنڈے اور غلط فہمی کے ازالے کے لئے جو تحریری مساعی سرانجام دیں وہ یہ ہیں۔

(۱) فتح الرحمان فی دلائل مذہب النعمان

یہ شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کی تالیف ہے جس کا موضوع اور مواد نام سے ہی ظاہر ہے لاہور کے ایک طباعتی ادارے سے اچھے ورق پر ایک جلد میں طبع ہوئی ہے۔

(۲) آثار السنن:

یہ علامہ شوق نیموی کی تالیف ہے۔ جس میں انہوں نے خاص طور سے حنیفہ کے فقہی

مستدلات کو اجاگر کیا ہے۔ علامہ نیموی نے کتاب لکھنے کے بعد شیخ الہند مولانا محمود حسن کے پاس بھیجی اور انہوں نے اپنے شاگرد علامہ انور شاہ کشمیریؒ صاحب کو دیکھنے کیلئے دی۔

مولانا نے اس کے مطالعے کے دوران پر بین السطور مفید نکات اور تبصرے لکھے۔ مولانا کے قلم سے لکھے ہوئے یہ نوٹس جوں کے توں مولانا یوسف بنوری نے طبع کروائے۔ جس کا ایک نسخہ جامعہ دارالعلوم کراچی کی لائبریری میں موجود ہے۔ ان تعلیقات سے مولانا کی حدیث کے اندر وسعت علمی، اور گہری نظر کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ آثار السنن اپنی اسی فنی اہمیت کی وجہ سے درس نظامی کا باقاعدہ حصہ ہے۔ اس کا اردو ترجمہ مع تخریج چھپ چکا ہے۔

حالات محدثین اور متفرقات

(۱) بستان المحدثین:

یہ شاہ عبدالعزیز دھلویؒ کی تالیف ہے جس میں انہوں نے محدثین کا تعارف ان کے حالات اور ان پر مختصر آراء وغیرہ ذکر کی ہیں۔

(۲) ابن ماجہ اور علوم حدیث:

یہ محقق ہند مولانا عبدالرشید نعمانی کی تالیف ہے۔ مولانا نعمانی نے امام ابن ماجہ پر بڑا عمدہ کام کیا ہے۔ یہ کام عربی میں "ماتمسّ الیہ الحاجہ لمن یطالع ابن ماجہ" کے نام سے معروف ہے۔ جس پر علامہ عبدالفتاح کی تعلیقات بھی ہیں۔

اور اردو میں ابن ماجہ اور علوم حدیث کے نام سے مشہور ہے، کہنے کو تو یہ امام ابن ماجہ کی سوانح عمری ہے لیکن درحقیقت یہ تدوین حدیث کی تفصیلی تاریخ ہے اور مسلمانوں کی ان مساعی اور جانفشانیوں کا مرقع ہے جو انہوں نے رسول خدا کی احادیث کو محفوظ رکھنے اور اسے آئندہ نسلوں تک پہنچانے کے لئے اٹھائی ہیں۔

(۳) تدوین حدیث:

مغرب کے تسلط کے بعد مسلمانوں میں پیدا ہونے والے فتنوں میں ایک نمایاں فتنہ انکار حدیث کا تھا۔ علماء نے اس کا بروقت تعاقب اور اس کے خلاف کام کیا، اور اس ضمن میں بہت سا

تحریری ذخیرہ وجود میں آ گیا۔ اس میں سے یہ کتاب بھی ہے جو مولانا مناظر احسن گیلانی کی تالیف ہے۔ مولانا کے وفور علمی اور خاص مرتب اور مسلسل دلچسپ مضمون اور اچھوتی تحریر ہونے کی وجہ سے قاری بہتا چلا جاتا ہے۔ علماء اور عام پڑھے لکھے طبقے کے لئے یہ کتاب بہت اہم حیثیت کی حامل ہے۔

لاہور کے ایک طباعتی ادارے سے یہ حال میں ہی پرانی کتابت میں طبع ہوئی ہے اس کے علاوہ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب نے اس کا عربی ترجمہ بھی کیا ہے۔

(۱) الحطه بذكر الصحاح السته

یہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی تالیف ہے۔ صحاح ستہ یعنی بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، کی کتابوں اور ان کے مصنفین سے متعلقات پر مشتمل ہے۔ اور یہ علمی دنیا میں حوالے کی چیز ہے۔

اردو میں حدیث کی عام فہم کتابیں

اردو میں حدیث کے اس عام فہم طرز کے کام کا حجم عربی کے مقابلے میں کم نہیں۔ دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق سلیس اور عام فہم اردو میں تمام احادیث کی تشریح ہے لیکن یہاں اختصار کے ساتھ پیش نظر صرف، عام فہم اور مقبول عام چند کتابوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۱) ترجمان السنۃ:

یہ مولانا بدر عالم میرٹھی کی تالیف ہے جس میں انہوں نے تفصیل اور تطبیق کا کام کیا، مولانا بدر عالم صاحب کو نکتہ رسی کے حوالے سے علما کے درمیان خاص مقام حاصل ہے۔ ان کا یہ ذوق استنباط اس کتاب میں جابجا نظر آتا ہے۔

یہ کتاب بارہا چار جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

(۲) معارف الحدیث:

یہ مولانا منظور نعمانی کی تالیف ہے جس میں انہوں نے خاص طور سے ایسے عوام کو پیش نظر

رکھا ہے۔ جو شرعی علوم سے زیادہ واقف نہیں۔ اسی وجہ سے یہ کتاب شروع دن سے مقبول عام ہے۔ اس میں ایمان، عقائد، عبادات، اخلاق و ادب، قیامت جنت جہنم جیسے تمام مضامین کو احادیث کی روشنی میں سلیس انداز میں بیان کیا ہے۔

یہ کتاب بھی چار جلدوں میں بارہا طبع ہو چکی ہے۔

(۳) فہم حدیث:

یہ مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ کی تالیف ہے، جس کو مولانا نے ہر شعبے سے متعلق احادیث کے انتخاب سے ترتیب دیا ہے۔ خاص طور سے علمی حوالے سے احادیث کو زیادہ لیا ہے۔ مثلاً عقائد، سنت و بدعت، عبادات، معاملات، آداب سب کچھ کے متعلق احادیث ہیں۔

جہاں کہیں اشکال ہو سکتا ہو اس کو ایسے تمہیدی اسلوب اور مثبت طریقے سے ختم کیا گیا ہے کہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ یہاں کوئی اشکال ہے بھی ہے یا نہیں اور مصنف کے پیش نظر علمی دلچسپی رکھنے والے دنیاوی علوم پڑھے لکھے لوگ ہیں اور اس طبقے کے لئے یہ کتاب واقعۃً دل کی آواز کا مصداق ہے۔ تین جلدوں میں کراچی سے طبع ہوئی ہے۔

ان کے علاوہ فضائل اعمال، مصنف شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ حیاۃ الصحابہ مولانا یوسف کاندھلوی (۳ جلد) منتخب احادیث مولانا یوسف کاندھلوی یہ بھی مقبول عام کتابیں ہیں۔

ہندوستان میں ہونے والی حدیث کی تحریری خدمات کا یہ تذکرہ اور اس میں ذکر کی گئی کاوشیں، اصل کام کے تناسب سے تو نہ ہونے کے برابر ہیں۔ کیونکہ اگر استیعاب اور استقصاء کیا جائے تو یہ مضمون علیحدہ سے ایک ضخیم کتاب کا متقاضی ہے۔ لیکن یہاں نمونہ از مشت خروارے کے طور پر بطور مقدمہ یا تتمہ چند مشہور چیزوں کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

مقدمہ مولف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدائے رحمٰن ورحیم کے نام سے ابتداء ہے۔

مالک ارض وسماء ہمارے آقا ومولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اوران کی آل واصحاب پراپنی رحمتیں اورسلام نازل کرے۔

تمام تعریفیں اس ذات والاصفات کے لیے ہیں جس نے خوب سے خوب تر اور عمدہ کلام کو کتاب بنا کرنازل فرمایا۔

اوردرودوسلام ہوں اس پاکیزہ ہستی پرجوقول وعمل اورسکوت کی صورت میں اس کتاب کا بیان بن کرآئے۔

اوررحمتیں ہوں ان کی آل پرجنہوں نے ان کی باتوں کوآگے نقل کیا اوروہ لوگ بھی اس رحمت کے فیضان سے حصہ پائیں جنہوں نے احادیث وآثارکےان جواہرریزوں کومدون ومرتب کرنے کافریضہ سرانجام دیا۔

علم حدیث کی ضرورت واہمیت:

علم حدیث وسنت اوران باتوں کاعلم جونبی علیہ السلام نے اپنی امت کے لیے ایک نہج اورطریقے کے طورپرمقررفرمائیں۔ ایسامہتم بالشان اورضروری علم ہے کہ اس کے بغیر نہ توکوئی عالم عالم ہے اورنہ کسی عابدوزاہدکواس سے استغناءاور بے احتیاجی ہوناممکن ہے جس نے بھی منزل ومقصودکاسفرکرناہےاسے یہ توشہ ساتھ لیناپڑے گا۔

دین النبی وشرعه اخباره ۔۔۔ واجل علم یقتفیٰ آثاره

من كان مشتغلاً بهاوبنشوها ۔۔۔ بین البریة لاعفت آثارة

علم حدیث کی فضیلت اورشرف میں شاعر نے یہ مصرعے کہے ترجمہ ملاحظہ ہو۔

نبی کا دین اوران کی شریعت ان کی احادیث ہیں اور یہ علم تمام لائق تحصیل علوم م

سے شاندار اور نمایاں مقام کا حامل ہے۔

جو آدمی اس علم کی تحصیل اور اس کی لوگوں میں نشر و اشاعت کرنے میں لگ جاتا ہے اس کا نام ہمیشہ سلامت رہتا ہے، صفحۂ ہستی سے اس کی نیک نامی ختم نہیں ہوتی۔

علم حدیث اور محدثین کی بلند مرتبیت

علم حدیث آخرت میں کام آنے والے علوم میں سے ہے، جو اس کو مضبوطی سے تھام لے وہ ہر آفت سے مامون و محفوظ رہتا ہے۔

اور جو اس پر اعتماد کرے وہ ہدایت و رشد کے راستے پر گامزن ہو جاتا ہے۔

حدیث کے علم میں اپنی عمریں کھپانے والے لوگ دین کے دشمنوں سے شریعت کی حفاظت کا ذریعہ ہیں اور یہ سرکش اور بددین لوگوں کے مقابلے میں شریعت کے پہرے دار ہیں۔

اگر یہ لوگ نہ ہوں تو دین میں ضعف آ جائے اور دین ٹکے ٹکے کے لوگوں کا کھلونا بن کر رہ جائے۔

محدثین، امت کے عادل لوگ ہیں، اور یہی لوگ ہر پریشانی کو ختم کرنے والے اور نبی علیہ السلام کے خلفاء اور مخلوق میں آپؐ کے خاص الخاص لوگ ہیں۔

اور تو اور ان حضرات کی بلند مرتبی اور شرافت کے لیے یہی ایک بات کافی ہے کہ آقائے نامدار حبیب کبریا احمد مصطفیٰ ﷺ پر صبح و شام سب سے زیادہ درود و سلام پڑھنے کا شرف حاصل کرنے والے یہی لوگ ہیں، تاریخ کے تمام ادوار اور تمام خطوں میں یہ بات تجربہ سے مصدقہ ہے کہ محدثین کی عمریں عام لوگوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہیں۔

نبی علیہ السلام نے ان کے لیے شادابی و فراخی کی دعا فرمائی اور انہیں جنت کی خوشخبری سنائی، جو سب خوشخبریوں سے بڑھ کر ہے۔

علم حدیث کی برکات:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ محدثین کا طبقہ خیر و سلامتی اور مال کے اعتبار سے عام لوگوں کے مقابلے میں نمایاں حیثیت کا حامل ہوتا ہے اور ان کے ہاں رزق حلال وافر ہوتا ہے۔

ابو اسحاق ابراہیم بن عبدالقادر التونسی نے انہی باتوں کو یوں منظوم کیا ہے۔

اھل الحدیث طویلة اعمارھم ووجوھم بدعاء النبی منضرة
وسمعت من بعض المشایخ انھم ارزاقھم ایضا متکثرہ

محدثین حضرات کی عمریں لمبی لمبی ہوتی ہیں اور نبی علیہ السلام کی دعائے خیر کی برکت سے ان کے چہرے کھلے رہتے ہیں۔
میں نے بعض مشائخ سے سنا کہ اسی کی برکت سے ان حضرات کی روزی بھی فراخ اور کشادہ ہوتی ہے۔
ہاں! محدثین کا طبقہ ہی وہ طبقہ ہے جن کی برکت سے مصائب دور ہوتے ہیں، اور قیامت کے دن سیدالانبیاء، فخر کون ومکان شفیع عاصیاں کے سب سے قریب بھی یہی لوگ ہوں گے اور حقیقت اور کمال وتمام کے لحاظ سے علماء کا مصداق یہی لوگ ہیں اور قیامت کے دن عالم کا تمغہ ان کے علاوہ کسی اور کو نہ بخشا جائے گا۔

علم حدیث حب نبی ﷺ کا آئینہ دار ہے:

نبی علیہ السلام کی محبت کی ایک علامت یہ کہ آپ کا تذکرہ ہمیشہ رہے اور چلتے پھرتے سفر وحضر میں آپ کی حدیث زبان پر رہے۔ ایک محدث نے اپنے اس ذوق وجذبے اور وارفتگی کو ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

لم اسم فی طلب الحدیث لسمعة اولاجتماع قدیمه و حدیثه
لکن اذاقات المحب لقاء من یھوی تعلل باستماع حدیثه

ترجمہ:

میں حدیث کی تحصیل وطلب میں کسی شہرت ونام کمانے کی غرض سے نہیں لگا اور نہ ہی قدیم جدید کے اکٹھا ہونے کی وجہ سے۔
بات دراصل یہ ہے کہ جب کسی چاہنے والے کے لیے محبوب کی ملاقات ممکن نہ ہو تو وہ اس کی باتیں سن کر دل بہلا لیتا ہے۔

علوم حدیث کی مدونات کا شمار ممکن نہیں:

حدیث اور اس سے متعلقہ علوم وفنون میں چھوٹی بڑی ملا کر بہت زیادہ تصنیفات ہ

تالیفات وجود میں آئی ہیں اور وہ اتنی زیادہ ہیں کہ ان کو پوری طرح سے شمار کرنا ایک آدمی بلکہ زیادہ کے لیے بھی ممکن نہیں۔

ہمارے پیش نظر اس کتاب (الرسالۃ المستطرفہ/ حدیث کی مشہور کتابیں) میں صرف ان کتابوں کا تعارف وتذکرہ ہوگا جو مشہور و متداول ہیں اور جن کے بارے میں بنیادی طور سے معلومات کا ہونا زیادہ ضروری ہے۔

اس تعارف کا فائدہ یہ ہوگا کہ طالب علم کو بڑی حد تک ضروری معرفت اور بصیرت حاصل ہو جائے گی۔ کتاب کے تعارف کے ساتھ ساتھ چونکہ مصنف اور جامع کے تعارف اور تاریخ وفات وغیرہ کا ذکر بھی خود کتاب ہی کے تعارف کا حصہ ہے اس لیے اس کے ذکر کا بھی التزام کیا گیا ہے۔

حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی خاص مدد اور قبولیت کا شرف بخشے اور مقصد تک رسائی آسان بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

علم حدیث کیا ہے؟

جو حضرات سنت کو حدیث میں شامل اور حدیث کو اس سے عام سمجھتے ہیں ان کے مطابق علم حدیث کی تعریف یوں ہوگی۔

> ”علم حدیث وہ علم ہے جس میں نبی علیہ السلام اور صحابہ وتابعین کے اقوال و افعال تقریرات و احوال اور غزوات و تاریخ حتی کہ سونے جاگنے کی حرکات و سکنات بیان کی جائیں۔
>
> اور اس کے ساتھ ساتھ ان روایات کی سندیں ان کی ادائیگی میں پابندی و احتیاط الفاظ کی درستگی اور معانی و مطالب کی تشریح بھی ہو۔“

کتابت حدیث کی تاریخ

سلف صالحین یعنی صحابہ وتابعین (عام طور سے) حدیث کو (باقاعدہ) لکھتے نہیں تھے بلکہ وہ اس کو زبانی بیان کرنے اور حافظے کی مدد سے یاد رکھنے کا اہتمام کرتے تھے۔

البتہ! کچھ چیزیں تلاش کرنے سے ایسی مل جاتی ہیں جیسے کتاب الصدقہ ہے (جنہیں

باقاعدہ مرتب لکھا گیا تھا)۔ ایک زمانے تک صورت حال یوں ہی رہی حتیٰ کہ (فقہاء ومحدثین) کی وفات سے علم حدیث کے ختم ہو جانے کا (فطری غیر اختیاری) خدشہ پیدا ہوا۔

چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے مدینہ کے گورنر جن کا نام ابوبکر محمد بن عمر حزم الانصاری جو بذات خود تابعی بھی تھے انہیں لکھا:

''آپ کے علاقے میں جو بھی حدیث وسنت کا جو بھی ذخیرہ ہوا سے ضبط وتحریر میں لے آؤ کیونکہ مجھے علم کے ختم ہو جانے اور علماء کے دنیا سے چلے جانے کا خدشہ دامن گیر ہے اور صرف نبی علیہ السلام ہی کی باتیں قبول کرو اور علم کی اشاعت کرو علمی مجالس منعقد کرو تا کہ بے علم لوگ بھی علم سے روشناس ہوں، کیونکہ علم جب راز کی چیز بن جائے تب ہی ختم ہوتا ہے۔''

لیکن عمرو بن حزم نے جو کچھ لکھا تھا وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں روانہ کرنے سے قبل آنجناب کا انتقال ہو گیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ایسا ہی فرمان دیگر علاقوں کے لوگوں کو بھی بھیجا اور انہیں نبی ﷺ کی احادیث لکھنے اور جمع کرنے کا حکم دیا۔

سب سے پہلی تدوین حدیث:

حضرت عمر کے حکم پر جن صاحب نے سب سے پہلے باقاعدہ تدوین حدیث کا کام کیا وہ امام زہری ہیں جن کا پورا نام ابوبکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری مدنی ہے۔ اور ان کی تدوین کا یہ واقعہ پہلی صدی کے بالکل اخیر زمانے کا ہے۔

چنانچہ حلیہ میں سلمان بن داؤد سے مروی ہے:

''علم حدیث کو سب سے پہلے مدون کرنے والے ابن شہاب زہری ہیں۔''

اور خود زہری یوں فرماتے ہیں:

میرے سے پہلے اس علم کی کسی نے تدوین نہیں کی تھی، پھر اس کے بعد تو تدوین اور پھر تصنیف کا بکثرت ہونے لگی اور اس کی بدولت بہت فائدہ ہوا۔ فللہ الحمد

صحیح حدیث پر مشتمل سب سے پہلی کتاب:

یہ تو مطلقاً تدوین وتصنیف میں اولیت اور پہل کی بات تھی۔ اس کے بعد بہت سے علماء کے بقول صرف صحیح حدیث تصنیف کرنے میں سب سے پہلا نام امام بخاریؒ کا ہے۔ ان سے قبل کتب حدیث میں صحیح وغیرِ صحیح پر مشتمل ملے جلے مجموعے ہوتے تھے۔

کیا موطاء کو اولیت حاصل نہیں؟

لیکن یہاں پر موطاء امام مالک کے حوالے سے اشکال نہیں کیا جاسکتا کہ اولیت تو اسے حاصل ہونی چاہیے کیونکہ وہ بخاری سے قبل ہے اور اس میں صحیح کا التزام بھی ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ امام مالک نے موطاء میں مرسل، منقطع، اور بلاغیات کو بھی شامل کیا ہے جبکہ یہ روایات محدثین خصوصاً متاخرین کی ایک جماعت کے ہاں صحیح میں داخل نہیں۔

صحیح بخاری میں مقطوع روایات اور حافظ ابن حجرؒ کی تحقیق:

لیکن کوئی یہ اشکال بھی کرسکتا ہے کہ ایسی صورتحال تو بخاری میں بھی ہے کیونکہ اس میں بھی ایسی بہت سی احادیث ہیں جو بلاسند ہیں جنہیں تعلیقات کہتے ہیں تو پھر وہ کیسے صحیح ہوگئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ موطا میں جو کچھ ایسی روایات ہیں وہ غالباً امام نے ایسے (یعنی مقطوع) انداز میں سن رکھی ہیں البتہ خود امام صاحب اور ان کے پیروؤں کے ہاں وہ حجت ہیں اور بخاری میں جو اس طرح کی مرویات ہیں ان کی اسناد کو عمداً کچھ مقاصد کے پیش نظر حذف کیا گیا ہے۔

جن میں سے ایک مقصد تخفیف ہے یعنی حدیث ایک دفعہ دوسری جگہ ذکر ہو چکی۔ اب تکرار سے بچنے کے لیے سند حذف کردی، دوسری وجہ (تنویع) بشرطیکہ وہ امام کی شرط پر پوری نہ اترتی ہو، تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ کتاب کے موضوع ومشمولات سے خارج ہے اور امام بخاری جہاں کہیں ایسی روایات ذکر کرتے بھی ہیں تو ان کا مقصد یا تو تنبیہ ہوتا ہے یا استشہاد واستیناس یا پھر بعض آیات کی تفسیر مقصد ہوتا ہے۔

چنانچہ بخاری میں موجود اس طرح کی روایات اسے صرف صحیح روایات پر مشتمل ہونے سے نہیں نکالتی برخلاف موطا کے۔ یہ حافظ ابن حجر اور ان کے ہم فکر لوگوں کی تحقیق ہے۔

سیوطی کی طرف سے تردید اور موطا کی تائید:

لیکن امام سیوطی یہ فرماتے ہیں کہ موطا کی مرسل روایات خود امام مالک اور ان پیروں اور مرسل کو حجت ماننے والوں کے ہاں تو حجت ہیں ہی اس کے علاوہ وہ ہمارے موقف کے مطابق بھی حجت ہیں کیونکہ ہمارے ہاں جب مرسل کی دیگر روایت سے تائید ہو جائے تو وہ حجت بن جاتی ہے۔ اور موطا کی تمام مراسیل کے مویدات موجود ہیں۔ کم از کم ایک ایک موید تو ضرور ہے ورنہ اکثر و بیشتر تو کئی کئی مویدات موجود ہیں۔

چنانچہ صحیح بات یہ ہے کہ موطا علی الاطلاق اور پہلی صحیح ہے جس میں کوئی کسی قسم کا استثناء نہیں۔

حافظ صاحب کے نکات کا جواب:

اور شیخ صالح فلانی نے الفیہ السیوطی کی پر اپنی تعلیقات میں حافظ صاحب کا ابھی ابھی گزرنے والا کلام نقل کرنے کے بعد یوں فرمایا ہے:

ہمارا کہنا یہ ہے کہ حافظ صاحب نے موطا کی بلاغیات اور بخاری کی تعلیقات کے حوالے سے جو فرق قائم کیا ہے وہ محل نظر اور مخدوش ہے۔

اگر وہ موطا کو بھی ایسے غور سے دیکھتے جیسے بخاری کو دیکھا تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

اور انہوں نے جو یہ لکھا ہے کہ امام مالک نے یہ بلاغیات یوں ہی منقطع سنی ہونگی۔ یہ بھی نا قابل تسلیم ہے کیونکہ اگر ایک روایت مثلاً یحیٰی کی روایت میں مرسلاً یا بلا غا مذکور ہے تو دوسری طرف موطا کے دیگر راویوں سے وہی روایت متصل سند کے ساتھ منقول ہوتی ہے اور حافظ صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ موطا کی مرسل روایت امام مالک اور ان کے پیروں کے ہاں حجت ہیں۔ دیگر حضرات کے ہاں نہیں، یہ بات بھی مردود ہے وہ ایسے کہ یہ تمام مراسیل ابن عبدالبر اور علامہ سیوطی وغیرہ کی ذکر کردہ تفصیل کے مطابق دیگر مکمل سند والی روایات کی تائید و تقویت کی وجہ سے امام شافعی اور دیگر محدثین کے ہاں بھی حجت ہیں اور رہا عراقی کا یہ کہنا کہ موطا کی بلاغیات میں سے بعض غیر معروف ہیں یہ بھی نا قابل فہم ہے کیونکہ ابن عبدالبر نے بیان کیا ہے کہ سوائے چار روایتوں کے موطا کی تمام بلاغیات، مراسیل اور منقطع روایات صحیح طرق سے متصل ہیں۔

اور ابن الصلاح نے ان چار کو بھی اپنی ایک مستقل کتاب میں متصل ثابت کیا ہے یہ کتاب میرے پاس ہے جس پر مولف کا خط ہے۔

حاصل بحث: پہلی صحیح موطا ہی ہے:

خلاصہ کلام یہ کہ اس تمام تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ موطا اور بخاری میں اس حوالے سے کوئی فرق نہیں اور بات وہی ہے جیسا کہ ابن العربی فرماتے ہیں، صحیح حدیث کی مصنفات کی فہرست میں اولیت موطا ہی کو حاصل ہے۔

تدوین حدیث کی تاریخ پر اجمالی نظر:

ابن حجر فتح الباری کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

نبی علیہ السلام کی احادیث صحابہ اور کبار تابعین کے زمانے میں کتابی شکل میں مرتب اور مدون نہیں تھی جس کی دو وجہیں ہیں۔

(۱) صحیح مسلم کی روایت معلوم ہوتا ہے پہلے پہل قرآن کے ساتھ خلط ہو جانے کے اندیشے سے صحابہ کو (عام طور سے) احادیث لکھنے سے منع کر دیا گیا تھا۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کے حافظے غضب کے اور ذہن بلا کے تھے جس کی وجہ سے انہیں لکھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی اور اکثر صحابہ لکھنا جانتے بھی نہیں تھے۔

لیکن تابعین کے اخیر زمانے میں مختلف دینی ضروریات کی وجہ سے علماء مختلف ممالک میں پھیل گئے دوسری طرف خود اپنے اندر روافض، خوارج، اور قدریہ وغیرہ جیسے فتنے ابھرنے لگے ایسے حالات میں اصل دینی حقائق کو ہر سطح پر عوام میں لانے کی ضرورت محسوس ہوئی تو دین کے دوسرے بڑے اور تفصیلی ماخذ یعنی حدیث کی باقاعدہ تدوین کا کام وقت کی ضرورت کے پیش نظر شروع کیا گیا۔

سب سے پہلی باقاعدہ تصنیف کونسی ہے؟

چنانچہ پہلے پہل یہ کام کرنے والوں میں ربیع بن صبیح اور سعید بن ابی عروبہ وغیرہ کا نام ملتا ہے۔ ان حضرات کا طرز یہ تھا کہ وہ ہر باب کو علیحدہ لکھا کرتے تھے۔

ادھر دوسری صدی ہجری کے وسط میں دوسرے طبقے کے بڑے بڑے حضرات سامنے

آئے، انہوں نے احکام کی تدوین کی، چنانچہ امام مالک نے مدینہ میں بیٹھ کر موطا لکھی جس میں انہوں نے اہل حجاز کی صحیح احادیث جمع کرنے کو پیش نظر رکھا پھر اس کے ساتھ ساتھ صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کے فتاوی بھی ملا دیئے۔

ادھر مکہ میں ابن جریجؒ ابو محمد عبدالملک بن عبدالعزیز، شام میں عبدالرحمٰن بن عمر الاوزاعیؒ کوفہ میں سفیان ثوریؒ اور بصرہ میں ابوسلمہ حماد بن دینارؒ نے احادیث کے مجموعے تصنیف کیے۔

پھر ان ہی کی طرز پر ان کے بہت سے معاصرین نے یہ کام کیا، یہ کام آثار کا ملا جلا مجموعہ تھا پھر بعض ائمہ حدیث کو خیال ہوا کہ ان میں سے صرف نبی علیہ السلام کی احادیث کو علیحدہ کر دیا جائے اور یہ دوسری صدی کے بالکل آخر کی بات ہے۔

چنانچہ عبداللہ بن موسی العبسی الکوفی، نعیم بن حماد خزاعی نزیل مصر سرد بن مسرہد بصری اسد بن موسیٰ الاموی وغیرہ نے اپنی اپنی مسانید لکھیں۔

پھر ان کے بعد کے محدثین ان کی طرز پر چلے، چنانچہ حفاظ حدیث میں سے تقریباً ہر امام نے احادیث کو مسانید کی ترتیب پر لکھا جن میں امام احمدؒ اسحاق بن راہویہؒ اور عثمان بن ابی شیبہؒ وغیرہ جیسے جلیل القدر لوگ نمایاں ہیں۔

اور ان میں سے بعض حضرات وہ بھی تھے جنہوں نے اپنی کتاب بیک وقت ابواب و مسانید دونوں کی ترتیب سے لکھی جیسے ابوبکر بن ابی شیبہ۔

ارشاد الساری میں:

بعض محدثین نے مسانید کی ترتیب پر کام کیا جیسے امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ، ابوبکر ابن ابی شیبہ، احمد بن منیع، ابوخیثمہ، حسن بن سفیان، اور ابوبکر بزاز وغیرہ حضرات ہیں اور بعض محدثین نے علل کے انداز پر حدیث کو مرتب کیا، اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر متن میں اس کے طرق اور رواۃ کا اختلاف اس طرح جمع کر دیا جائے کہ جس کے ذریعے سے بظاہر متصل حدیث کا مرسل اور مرفوع کا موقوف ہونا واضح ہو جائے۔

اور بعض محدثین نے حدیث کو ابواب فقہیہ پر مرتب کیا اور ان کو کئی انواع بنا دیا اور ہر ہر باب میں اس سے متعلقہ تمام مواد خواہ نفیاً ہو یا اثباتاً اس انداز سے جمع کر دیا کہ مثلاً روزے سے

متعلقہ مرویات نماز کے باب سے جدا ہو گئیں۔

پھر اس طرز کے محدثین میں بعض تو وہ تھے جنہوں نے صحیح احادیث کا التزام اور پابندی کی جیسے بخاری و مسلم وغیرہ اور دیگر بعض نے ایسا اہتمام نہ کیا جیسے باقی صحاح ستہ کے مصنفین اور صحیح احادیث پر مشتمل پہلی کتاب لکھنے والے محمد بن اسماعیل بخاری ہیں۔

اور بعض محدثین وہ تھے جنہوں نے صرف ترغیب و ترھیب پر مشتمل احادیث کو جمع کرنے پر اکتفا کیا۔ اور بعض وہ ہیں جنہوں نے سندیں حذف کر کے صرف متن کو لکھا جس کی مثال بغوی کی مصابیح اور لولوی کی مشکوۃ ہے۔

شیخ الاسلام زکریا انصاری اپنی الفیہ عراقی کی شرح میں لکھتے ہیں:

سب سے پہلے حدیث کو باقاعدہ تصنیف کرنے والے مکہ میں ابن جریج، مدینہ میں امام مالک اور ابن ابی ذئب، شام میں اوزاعی، کوفہ میں سفیان ثوری، بصرہ میں سعید بن ابی عروبہ، ربیع بن صبیح اور حماد بن سلمہ، یمن میں معمر بن راشد، خالد بن جبل، ری میں جریر بن عبدالحمید اور خراسان میں ابن المبارک ہیں۔ یہ سب لوگ ایک ہی زمانے کے ہیں۔ ان کی باہم ترتیب میں پہلے کون ہے یہ معلوم نہیں۔ یہ ابن حجر اور عراقی کے بیان کے مطابق ہے۔ دیگر حضرات نے ان سابقین کے زمرے میں واسط کے رہنے والے ہشیم بن بشیر الواسطی کو بھی شامل کیا ہے۔

اُبی شرح مسلم میں ابوطالب مکی کی کتاب ''قوت'' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

پہلے طبقے کے تابعین اس اندیشے سے کہ کہیں قرآن سے بے التفاتی نہ ہو جائے (باقاعدہ) حدیث لکھنے کو پسند نہیں کرتے تھے، وہ کہا کرتے تھے: ''جیسے ہم نے زبانی یاد رکھیں تم بھی یاد کرو۔''

لیکن ان کے بعد والے حضرات نے اس کی اجازت دے دی اور یہ تصنیف کا کام سعید بن مسیب اور حسن بصری جیسے کبار تابعین کی وفات کے بعد شروع ہوا۔

چنانچہ اس حوالے سے پہلی باقاعدہ تالیف ابن جریج کی ہے جسے انہوں نے مکہ میں لکھا جس میں آثار کے علاوہ ابن عباس کے تلامذہ عطا و مجاہد وغیرہ سے منقول کچھ تفسیری افادات بھی تھے۔

پھر معمر بن راشد یمانی نے یمن میں تصنیف کی جس میں سنن تھیں۔ پھر موطا وجود میں

آئی پھر سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ کی جامع وجود میں آئیں جن میں سنن، آثار اور کچھ تفسیر سے متعلقہ چیزیں تھیں۔

یہ پانچ مجموعے اسلام کی باقاعدہ اولین تصنیفات ہیں۔

پہلی تدوین، امام ابوحنیفہ کی ہے:

تبیض الصحیفہ میں ہے: مسند ابی حنیفہ کے بعض جامعین کا کہنا یہ ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے مناقب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو باقاعدہ مدون اور ابواب میں مرتب کیا ہے پھر ان کے بعد امام مالک نے ان کی ترتیب پر موطا لکھی اور امام ابوحنیفہ سے پہلے اس میدان کی اولیت کسی کو حاصل نہیں ہے۔

اور تدریب الراوی میں ہے:

مدینہ میں ابن ابی ذئب نے موطا امام مالک سے بڑی موطا تالیف کی حتیٰ کہ امام مالک سے کہا گیا کہ اب آپ کی موطا کا کیا فائدہ؟

امام مالک نے جواب دیا، جو اللہ کے لیے ہوگی وہ باقی رہ جائے گی۔

ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ اولیت ابواب کے طور پر جمع کرنے کے حوالے سے ہے۔ باقی رہا اس طور پر حدیثیں جمع کرنا کہ ایک دوسرے سے ملتی جلتی حدیثیں ایک ہی جگہ اکٹھی کر دی جائیں یہ کام تو ان سے پہلے شعبی کر چکے تھے کیونکہ ان سے منقول ملتا ہے۔

هذا بابٌ من الطلاق جسيم

یعنی یہ طلاق کے مسائل پر مشتمل ایک ضخیم باب ہے۔

پھر اس میں وہ متعلقہ احادیث لاتے ہیں۔

ابن حجر پھر فرماتے ہیں: یہ تمام حضرات جن کا ابتدائی تدوین کے حوالے سے نام آیا ہے، دوسری صدی کے آدمی ہیں، باقی رہا تدوین حدیث کا آغاز تو وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ خلافت میں انہی کے حکم سے پہلی صدی کے بالکل آخر میں ہو چکی تھی۔

بہر حال ان ساری عبارات کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ حدیث اور پھر اس کے علوم نافعہ کی باقاعدہ تدوین پہلے دور کے بعد شروع ہوئی ہے، پھر اس کے بعد تو تصانیف پہ تصانیف ہونے لگیں اور مختلف انواع و فنون میں تالیفات کا دائرہ اتنا وسیع ہو گیا کہ شمار سے کام باہر ہو گیا۔

اوران تصنیفات میں مختلف درجات ومراتب اورانواع واقسام کی کتابیں ہیں
ان میں سے بعض وہ ہیں جن کا ابتداء ہی میں طالب علم کوتعارف ہوجانا چاہیے۔

حدیث کی بنیادی اہمیت والی کتابیں:

حدیث کی سب سے مشہور ابتدائی اور بنیادی کتابیں چھ ہیں (جنہیں صحاح ستہ کہا جاتا ہے) ان کتابوں میں سے سب سے پہلی کتاب صحیح بخاری ہے جس کے مصنف امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن مغیرہ بن بروزبہ بخاری ہیں۔

یہ بخارا شہر کے رہنے والے ہیں اور بخارا ماوراء النہر کے علاقے میں ایک بڑا شہر ہے۔
بخارااور سمرقند کے درمیان آٹھ دن کی مسافت ہے۔

چونکہ آپ کے دادا مغیرہ بخارا کے حاکم یمان بن اخنس جعفی کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس لیے آپ کو جعفی بھی کہا جاتا ہے اور چونکہ آپ فارس کے باشندے تھے اس لیے فارسی کی نسبت بھی آپ کی طرف کی جاتی ہے۔ آپ کی وفات ۲۵۶ھ کو سمرقند سے دو تین فرسخ کے فاصلے پرواقع ایک نواحی بستی فرتنگ میں ہوئی۔ امام بخاری کی یہ کتاب، کتاب اللہ یعنی قرآن کے بعد دنیا پر سب سے زیادہ صحیح کتاب سمجھی جاتی ہے۔

صحیح مسلم:

دوسری کتاب صحیح مسلم ہے جس کے مصنف امام مسلم بن حجاج القشیری ہیں اور یہ قشیری عرب کے ایک معروف قبیلے قشیر کی نسبت سے ہے۔

امام مسلم خراسان کے مشہور اور علم وفضل کے اعتبار سے جامع شہر، نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ آپ کی وفات ۲۶۱ھ میں ہوئی۔

سنن ابوداؤد:

تیسری کتاب سنن ابی داؤد ہے جس کے لکھنے والے امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث الازدی السجستانی ہیں۔

ازدی تو آپ ان کے قبیلہ ازد کی وجہ سے اور سجستانی خراسان کے شہر سجستان کے باشندے ہونے کی وجہ سے کہلاتے ہیں۔

آپ کی وفات ۲۷۵ھ کو بصرہ میں ہوئی۔ بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ امام ابوداؤد، سنن تصنیف کرنے والے پہلے محدث ہیں۔ لیکن یہ بات محل نظر ہے جیسا کہ آگے وضاحت آئے گی۔

جامع ترمذی:

چوتھی کتاب جامع ترمذی ہے جس کے مصنف ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک اسلمی ترمذی ہیں۔

ان کو سلمی قبیلہ بنوسلیم کی نسبت اور ترمذی ترمذ کا باشندہ ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے ترمذ دریائے بلخ جسے جیحون بھی کہتے ہیں اس کے کنارے ایک پرانا شہر ہے۔

آپ (امام ترمذی) نے ۲۷۵ھ یا ۲۷۹ھ کو ترمذ یا اس کے نواحی علاقے بھوغ میں وفات پائی۔

امام ترمذی کی جامع کو سنن اور جامع کبیر بھی کہتے ہیں جبکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ کتابیں ہیں۔

سنن نسائی:

پانچویں کتاب سنن نسائی ہے جس کے مولف ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر النسائی ہیں۔

نسائی خراسان کے ایک شہر نساء کی نسبت سے کہلاتے ہیں اور بعض کا کہنا ہے کہ نسا نیشاپور کے ایک قصبے کا نام ہے نساء سے منسوب ہونے میں قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ نسوی ہو۔

امام نسائی فلسطین کے شہر رملہ میں ۳۰۳ھ کو فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔

بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ آپ کو مکہ لایا گیا اور صفا ومروہ کے درمیان تدفین ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ وفات اور تدفین دونوں مکہ میں ہی ہوئیں۔

امام نسائی صحاح خمسہ کے مولفین میں سے سب سے آخر میں وفات پانے والے بزرگ ہیں اور آپ کی عمر سب سے طویل تھی۔

صحاح ستہ میں شامل نسائی سے مراد سنن نسائی صغریٰ ہے اور اسی پر لوگوں نے تخریج

اور اطراف اور رجال کے حوالے سے کام کیا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اس سے مراد نسائی کبریٰ ہے صغریٰ نہیں۔

سنن ابن ماجہ:

چھٹی کتاب سنن ابن ماجہ ہے جو ابوعبداللہ محمد بن یزید الربعی القزوینی کی تصنیف ہے۔ ان کا معروف نام ابن ماجہ ہے اور ماجہ جیسا کہ مشہور ہے نہ تو آپ کے دادا کا لقب ہے اور نہ ہی آپ کی والدہ کا نام ہے بلکہ یہ آپ کے والد کا لقب ہے۔ ماجہ جیسے بھی پڑھیں چاہے وقف میں یا فصل میں اس کی ہ ساکن ہی رہے گی کیونکہ یہ عربی لفظ نہیں عجمی زبان سے منقول ہے:

ربعی آپ اپنے مولیٰ ربیعہ کی نسبت سے

جب کہ قزوینی قزوین شہر کی نسبت سے کہلواتے ہیں۔ قزوین عراق کے عجمی حصے کا ایک مشہور شہر ہے۔ امام ابن ماجہ کی وفات سن ۲۷۳ یا ۲۷۵ کو قزوین شہر میں ہوئی۔

صحاح ستہ پر ابن عساکر اور مزی کا کام:

ابن ماجہ کو شامل کرنے سے صحاح ستہ یعنی چھ کتابیں پوری ہو جاتی ہیں۔

صحاح ستہ کے اطراف پر ابن عساکر اور پھر مزی نے رجال سمیت کام کیا ہے۔

صحاح ستہ اور ابن ماجہ:

امام نووی اور ابن الصلاح نے نہ تو سنن ابن ماجہ کو اصول میں ذکر کیا ہے اور نہ ہی ابن ماجہ کی وفات کا تذکرہ کیا ہے۔ بلکہ متقدمین اہل اثر اور بہت سے متاخر محققین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انہوں نے صحاح ستہ کی بجائے صحاح خمسہ کی ترتیب قائم کی ہے۔ جس میں ابن ماجہ صحاح ستہ کی فہرست میں شامل نہیں تھی۔

بعد میں بعض حضرات نے جب ابن ماجہ کو فقہ کے حوالے سے بہت سے قابل قدر فوائد پر مشتمل دیکھا اور یہ بھی کہ اس کے زوائد موطا سے زیادہ ہیں تو اس بنا پر اسے اصول ستہ میں داخل کیا۔ اور وہ پہلے محدث جنہوں نے اس کو صحاح ستہ کی فہرست میں شامل کیا ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی المقدسی ہیں۔ انہوں نے اپنی اطراف کتب ستہ اور شروط الائمۃ الستہ میں اس چھٹے نمبر پر شمار کیا ہے۔

پھر ان کے بعد حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی بن سرمد المقدسی نے اپنی کتاب الکمال فی اسماء الرجال میں اس ترتیب کو لیا۔ علامہ مقدسی کی الکمال کی تہذیب و ترتیب کا کام حافظ جمال الدین یوسف بن عبدالرحمٰن المزی (دمشق) نے سرانجام دیا۔

پھر اس کے بعد تو اطراف اور رجال پر کام کرنے والے عام لوگوں نے بھی اسی نہج کو اختیار کیا جبکہ بعض حضرات (جن میں رزین بن معاویہ البدری صاحب تجرید اور اثیر الدین ابوالسعادات المبارک بن محمد الجزری شافعی صاحب جامع الاصول شامل ہیں انہوں) نے صحاح ستہ میں ابن ماجہ کی بجائے چھٹی کتاب موطا امام مالک کو قرار دیا ہے۔

صحاح ستہ اور مسند دارمی:

دوسری طرف حفاظ حدیث کی ایک جماعت، جن میں ابن الصلاح، امام نووی صلاح الدین علائی، اور حافظ ابن حجر وغیرہ شامل ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ ابن ماجہ کی بجائے مسند دارمی کو صحاح ستہ میں شامل کرنا زیادہ مناسب ہے۔

صحاح ستہ یا سبعہ؟

اور بعض حضرت نے صحاح ستہ کی بجائے صحاح سبعہ کی اصطلاح بنا کر ابن ماجہ کے ساتھ ساتھ موطا مالک کو بھی داخل کیا ہے اور بعض نے اسی اصطلاح سبعہ کو باقی رکھتے ہوئے ابن ماجہ کی جگہ پر دارمی شامل کی ہے۔ (واللہ اعلم)

ائمہ اربعہ کی کتب حدیث:

حدیث کی بنیادی اہمیت والی ان کتابوں میں ائمہ اربعہ کی کتب حدیث بھی ہیں۔

پہلی کتاب نجم الہدی، امام الائمہ، عالم مدینہ، امام ابوعبداللہ، مالک بن انس بن مالک، بن ابی عامر الاصبحی المدنی کی موطا ہے جو موطا مالک کے نام سے معروف ہے۔

واضح رہے کہ اصبحی کی نسبت یمن کے ایک بادشاہ ذی اصبح کے حوالے سے ہے۔ امام مالک کی وفات ۱۷۹ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔

موطا امام مالک:

موطا امام مالک کا صحیح تجزیے کے مطابق رتبہ صحیح مسلم کے بعد کا ہے اور اس میں کل تین

ہزار مسئلے اور سات سو احادیث ہیں۔

امام مالک سے آگے موطا کو روایت کرنے والے متعدد شاگرد ہیں جن میں سے سب سے بہتر اور مشہور روایت یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر اللیثی الاندلسی کی ہے اور اس کی شہرت کا یہ عالم ہے کہ ان علاقوں میں جب صرف موطا کہا جائے تو یہی یحییٰ کی روایت مراد ہوتی ہے۔

البتہ ضخامت کے اعتبار سے عبداللہ بن سلمہ قعنبی کی روایت والی موطا سب سے بڑی ہے۔

جبکہ زیادات و اضافات اور روایات کی ضخامت کے حوالے سے قاضی مدینہ ابومصعب احمد بن ابی بکر القرشی الزہری کی ہے۔

موطا کی روایات میں سے ایک روایت امام محمد بن حسن الشیبانی کی ہے جو امام ابوحنیفہ کے خصوصی شاگرد ہیں۔

امام محمد کی موطا میں کچھ ایسی بھی روایات ہیں جو امام مالک کے علاوہ دیگر حضرات سے بھی مروی ہیں۔

اس کے علاوہ مشہور روایات سے بڑھ کر کچھ اضافات وزیادات بھی ہیں۔

امام محمد کی موطا میں کچھ ایسی روایات بھی نہیں ہیں جو باقی روایتوں اور سلسلوں میں موجود ہیں اس کے علاوہ ابوالحسن علی بن محمد بن خلف الغافری القروی القابلی ایک نابینا عالم ہیں جو مہدیہ کے قریب افریقہ کے ایک شہر تابس کے رہنے والے ہیں۔

ان کی وفات قیروان میں ۴۰۳ ہجری میں ہوئی۔ ان کی ایک کتاب ملخص کے نام سے ہے جس کے متعلق قاضی عیاض کا کہنا ہے کہ انہوں نے اس میں موطا کی وہ روایت جو عبدالرحمٰن بن القاسم المصری سے منقول اس کی متصل اسناد اکٹھی کی ہیں۔ ابوعمر دانی کے بقول اس میں کل 520 حدیثیں ہیں۔

دیگر بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ کتاب اپنی ضخامت کے اعتبار سے تو فروتر ہے لیکن اس میں فن کے اعتبار سے عمدگی موجود ہے۔

موطا پر ہونے والے علمی کام:

دمشق کے رہنے والے ایک شافعی عالم شہاب الدین قاضی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن خلیل بن سعادۃ بن جعفر بن عیسیٰ الخوی نے موطا کی شرح شروع کی تھی۔

انہوں نے ابھی پندرہ حدیثوں کی شرح کی تھی جو ضخامت میں ایک جلد ہوگئی تھی کہ پیغام اجل آ پہنچا اور ۶۷۳ھ میں فوت ہوگئے۔

قرطبہ کے رہنے والے مشہور مالکی عالم ابن عبدالبر اندلسی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''التقصی'' ہے جس میں انہوں نے موطا کی تمام مرفوع احادیث چاہے منقطع ہوں یا متصل۔ شیوخ مالک کی ترتیب پر جمع کر دی ہیں۔ ابن عبدالبر کی ہی ایک اور کتاب ہے جس میں انہوں نے موطا کی تمام مرسل منقطع اور معضل احادیث کو متصل اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

موطا کی تمام بلاغیات اور وہ روایات جن میں امام مالک یہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ثقہ کی روایت ہے اور اس کے علاوہ ساٹھ حدیثیں ایسی ہیں جن کی اسناد بیان نہیں ہوئی۔ یہ تمام کی تمام روایات امام مالک کے علاوہ دیگر ذرائع سے مسند اور متصل ہیں۔ ہاں چار روایات ایسی ہیں جن کی سند متصل ہونے کی تحقیق نہیں ہوسکی اور وہ چار یہ ہیں۔

ادھر شیخ صالح فلانی کا کہنا یہ ہے کہ ابن صلاح کا ایک رسالہ میری نظر سے گزرا جس میں انہوں نے ان چار روایات کو بھی مکمل متصل اسناد کے ساتھ ذکر کیا تھا۔ چنانچہ موطا کی تمام مرویات متصل سند کے ساتھ ثابت ہیں۔

اس کے علاوہ تیونسی نژاد مدینہ کے باشندے ابن فرحون مالکی (م۷۹۹) نے الدر المخلص کے نام کے ایک کتاب لکھی جس میں معافری کی ملخص اور ابن عبدالبر کی تقصی کی احادیث کو پہلے جمع کیا اور پھر اس کی چار جلدوں میں کی بڑی جلیل القدر شرح لکھی جس کا نام کشف المغطائی شرح مختصر الموطا ہے۔

اس کے علاوہ مصر کے رہنے والے ایک مالکی عالم ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن محمد الغافقی الجوہری (م۳۸۵ھ) نے ایک موطا کی مسند روایات پر اور دوسری وہ جو موطا میں نہیں ان

پر مسند لکھی ہے: جس کا تذکرہ دیباچ میں ہے۔

مسند امام اعظم ابوحنیفہؒ:

کتب ائمہ میں فقیہ عراق امام اعظم ابوحنیفہ النعمان الفارسی الکوفی (م ۱۵۰ھ) کی مسند بھی ہے۔

امام صاحب کی مسانید کی تعداد پندرہ ہے ابوالبصر ایوب خلوتی نے اپنے ثبت میں امام صاحب کی مسانید کی تعداد سترہ تک بتلائی ہے۔ یہ تمام مسانید آپ کی روایت ہونے کے اعتبار سے آپ کی طرف منسوب ہیں، ذاتی تالیف نہیں۔

ان مسانید میں سے پندرہ کو ابوالموید محمد بن محمود الخوارزمی (م ۶۵۵) نے جامع المسانید کے نام سے ایک کتاب میں اکٹھا کر کے مکررات کو حذف کرنے کے بعد احادیث کی فقہی ابواب کے مطابق تالیف کر دی ہے۔

بعض حضرات نے ابومحمد عبداللہ بن محمد الحارثی الکلاباذی (م ۳۴۰) المعروف عبداللہ الاستاذ کی تخریج کو بھی انہیں مسانید میں شمار کیا ہے۔

اور حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب ''تعجیل المنفعہ بزوائد رجال الاربعۃ'' میں حافظ بلخ ابو عبداللہ بن خسرو (م ۵۲۳ھ) کی تخریج کو بھی شامل کیا ہے۔

مسند امام شافعیؒ:

یہ مسند مجدد دین قطب عالم ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی المکی (م ۲۰۴) کی ہے۔ یہ بھی امام صاحب کی اپنی تصنیف نہیں بلکہ اس مجموعے میں وہ تمام احادیث ہیں جنہیں انہوں نے موقوف یا مرفوع بیان کیا ہے اور وہ احادیث جو امام شافعی کے شاگرد ربیع (م ۲۸۰ھ) کی روایت سے بواسطہ ابوالعباس الاصم المعقلی (م ۳۴۶ھ) منقول و مسموع ہیں۔

نیز اس مجموعے میں وہ احادیث بھی شامل ہیں جن کو امام نے کتاب الام اور مبسوط میں روایت کیا ہے

البتہ اس میں چار روایات وہ بھی ہیں جو ربیع کی امام شافعی سے براہ راست ہونے کی بجائے درمیان میں بویطی کے واسطے سے ہیں۔

اور انہیں چار روایات کو امام حاکم کے شیخ ابو عمرو محمد نیشاپوری (م ۳۶۰ھ) نے اپنی روایت ربیع سے قائم کرنے کے لیے لیا ہے۔

بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ عباس الاصم نے یہ روایات اپنے لیے اکٹھی کی تھیں اور مسند شافعی کا نام دیا تھا لیکن ترتیب نہیں دے پائے اس وجہ سے بہت سی جگہوں میں تکرار کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔(دیکھئے: فہرست الامیر)۔

مسند امام احمد بن حنبلؒ:

اور چوتھی جلیل القدر کتاب امام احمد بن حنبل شیبانی کی مسند ہے۔ امام کی پہلی نسبت مروزی اور دوسری بغدادی ہے۔ آپ کا انتقال بغداد ہی میں سنہ ۲۴۱ھ کو ہوا، آپ کو دس لاکھ احادیث (اسناد) یاد تھیں۔

آپ کی یہ مسند اٹھارہ مسانید کا مجموعہ ہے جس میں سب سے پہلے مسند عشرہ ہے۔ مسند میں امام صاحب کے بیٹے عبداللہ اور ان کے شاگرد ابوبکر قطیعی کے معمولی اضافات بھی ہیں۔

عام مشہور بات یہ ہے کہ مسند میں چالیس ہزار احادیث ہیں۔

ابوموسی مدینی (۲۹۰۲ھ) کا کہنا یہ ہے کہ میں پہلے تو لوگوں سے سنتا رہا پھر میں نے خود ابومنصور بن زریق کے پاس پڑھی، حافظ شمس الدین محمد بن علی الحسینی نے بھی تذکرہ میں یوں ہی ذکر کیا ہے کہ تکرار کے ساتھ چالیس ہزار مرویات ہیں۔

جبکہ دوسری طرف ابن منادی کا کہنا یہ ہے کہ تیس ہزار احادیث ہیں اور یہی بات معتبر ہے۔[1]

امام ابن حنبل نے ساڑھے سات لاکھ احادیث (اسناد)[2] سے مسند کا انتخاب کیا ہے اور وہ اس میں صرف وہی روایات لائے ہیں جو ان کے ہاں قابل استدلال تھیں۔ اس لحاظ سے ابن صلاح کا کتب سنن کو اس پر ترجیح دینا قابل تنقید ٹھہرتا ہے لیکن دوسری طرف بعض لوگوں نے بھی مبالغہ کیا اور یہ کہنے لگے کہ یہ مطلقاً صحیح ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس میں بہت سی ضعیف احادیث بھی ہیں اور پھر ضعف میں بعض ایک دوسرے سے درجات میں بھی متفاوت ہیں حتیٰ کہ

[1] دارالفکر کے مطبوعہ نسخے کی ترقیم کے مطابق ۲۷۱۸۱ احادیث ہیں۔ مترجم

[2] احادیث سے مراد متن نہیں طریق وسند ہے چنانچہ جس قدر راوی ہوں گے روایات بڑھتی چلی جائیں گے۔ مترجم

ابن جوزی نے تو بہت ساری احادیث کو اپنی کتاب میں موضوعات کے زمرے میں شامل کر دیا ہے۔

لیکن عراقی نے جزدی طور سے اور حافظ ابن حجر نے ''القول المسدد فی الذب عن مسند احمد'' میں اور سیوطی نے ''الذیل الممہد علی القول المسدد'' میں مکمل طور سے ابن جوزی پر تعقب کیا ہے۔ حافظ صاحب نے تو یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ کسی حدیث میں بھی وضع کا الزام درست نہیں اور یہ کتاب دیگر بہت سی ان کتب حدیث (جن میں صحت حدیث کا التزام ہے ان) کے مقابلے میں اچھی تحریر اور بہترین انتخاب ہے۔ فرماتے ہیں:

مسند کی بخاری و مسلم سے زوائد میں اتنا ضعف نہیں جتنا سنن ابوداؤد و ترمذی کی زوائد میں ہے۔

اور بعض اہل علم کا کہنا ہے: کہ متاخرین کی بہت سی صحیح قرار دی جانے والی احادیث سے مسند احمد کی ضعیف احادیث بہتر ہیں۔

اصبہان کے ایک محدث اسی طرح ابن زریق اور بعض دیگر متاخرین نے مسند احمد کو ابواب کی ترتیب سے بھی لکھا۔ جبکہ حافظ ابوبکر المحب نے اسے اسماء المقلین کے نام سے حروف تہجی پر ترتیب دیا ہے۔

زوائد مسند احمد بن حنبلؒ:

امام احمد کے بیٹے عبداللہ بن احمد بن حنبل البغدادی (م ۲۹۰ھ) کی زوائد مسند پر ایک کتاب ہے جو ضخامت میں اصل مسند کا ایک چوتھائی ہے۔

کہتے ہیں کہ وہ دس ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔ اس طرح عبداللہ کی اپنے والد کی کتاب الزھد پر بھی زوائد ہیں۔

(اس طرح حافظ ابوبکر المقدسی الحنبلی) نے پوری مسند کو حروف تہجی ترتیب دیا ہے۔

حدیث کی بنیادی دس کتابیں:

یہ تو ائمہ اربعہ کی کتب حدیث ہیں پچھلی چھ کتابوں (صحاح ستہ) کے ساتھ ان کو شامل کیا جائے تو یوں دس کتابیں پوری ہو جاتی ہیں جن پر اسلام کی بنیادیں استوار اور دنیا کا مدار ہے

(یعنی استخراج واستنباط مسائل میں محور ومرکز یہی ہیں)۔

مزید کتب صحاح:

اس کے بعد موطا وصحیحین کے علاوہ احادیث کی وہ کتابیں ہیں جن کے مصنفین نے ان میں صحت کا التزام وپابندی کی ہے۔ (ان کا تعارف مع تبصرہ پیش خدمت ہے)۔

صحیح ابن خزیمہ:

(۱) صحیح ابن خزیمہ: یہ ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری (م ۳۱۱ھ) کی تصنیف ہے۔ ابن خزیمہ ابن حبان کے استاذ، محدثین کے حلقے میں امام الائمہ کے لقب سے مشہور تھے۔

صحیح ابن حبان:

(۲) دوسری صحیح ابن حبان ہے جس کے مصنف ابو حاتم محمد بن حبان التمیمی الدارمی البستی ہیں۔ بست شہر خراسان کے ایک کنارے پر غوریوں کے علاقوں میں واقع ہے جس کی نسبت سے یہ بستی کہلاتے ہیں۔

ابن حبان کا شمار بڑے حفاظ حدیث میں ہوتا ہے۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کی وفات ۳۵۴ھ کو ہوئی۔

ابن حبان کی اس کتاب کا نام "التقاسیم والانواع" ہے۔ جس کی ضخامت پانچ جلدیں ہے۔ اس کی ترتیب بالکل نئی ہے نہ تو ابواب کے طریقے پر ہے اور نہ مسانید کے طریقے پر اس وجہ سے اس سے حدیث تلاش کرنا مشکل کام ہے۔

بعد کے ایک عالم امیر علاء الدین ابوالحسین علی بن للبان الفارسی الحنفی (م ۷۳۹ھ) نے "الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان" کے نام سے بڑے اچھے انداز سے اس کی ترتیب نو قائم کی۔

اس کے علاوہ علاء الدین نے معجم طبرانی کو بھی ابواب پر مرتب کیا تھا۔ صحیح ابن حبان تو اب بھی پوری کی پوری موجود ہے جبکہ سخاوی کے کہنے کے مطابق ابن خزیمہ کا بہت سا حصہ نایاب ہے۔

بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ صحیحین کے بعد صحت میں ابن خزیمہ پہلے اور ابن حبان دوسرے نمبر پر ہے۔

مستدرک حاکم:

○ اس کے بعد امام حاکم کی مستدرک علی الصحیحین ہے۔ حاکم کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ الحاکم نیشاپوری ہے جو ابن البیع کے نام سے بھی معروف ہیں۔ علم حدیث میں آپ کی انفرادی خصوصیات والی بھی کچھ کتابیں ہیں جیسے کتاب الاکلیل اور المدخل فی علوم الحدیث، اس کے علاوہ نیشاپوری کی تاریخ اور امام شافعی کے فضائل ومناقب پر بھی ایک کتاب ہے۔

مستدرک میں حاکم نے خاص طور سے وہ احادیث لانے کا اہتمام کیا ہے جو شیخین (بخاری ومسلم) کی شرط کے مطابق صحیح ہیں لیکن انہوں نے ان کو اپنی کتب میں ذکر نہیں کیا۔ اس کے علاوہ وہ احادیث بھی ہیں جو شیخین کی شرط پر تو نہیں اترتی البتہ صحت کے مرتبے کو پہنچتی ہیں۔

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حاکم حدیث کو صحیح قرار دینے کے معاملے میں تساہل سے کام لیتے تھے۔

محدثین کا کہنا یہ ہے کہ ان کے شاگرد بیہقی ان کے مقابلے زیادہ تحقیق والے آدمی ہیں۔

کیا مستدرک مکمل صحیح احادیث پر مشتمل ہے؟

علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے مستدرک حاکم کی تلخیص کی ہے اور بہت سی روایات میں حاکم پر گرفت کی ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے یہ موضوع یہ منکر ہے وغیرہ وغیرہ۔

ذہبی کا یہ بھی کہنا ہے کہ محدثین حاکم اور ترمذی کی تصحیح کو اعتماد کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔

ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں حاکم کی ساٹھ کے قریب احادیث ذکر کی ہیں لیکن ان میں سے اکثر کا علماء نے دفاع کیا ہے۔

تعقبات میں ہے:

”بعض محدثین نے مستدرک حاکم میں سے سو کے قریب موضوع احادیث علیحدہ کر کے انہیں ایک رسالے میں جمع کیا تھا۔“

اس کے علاوہ جلال الدین سیوطی نے ”توضیح المدرک فی تصحیح المستدرک“ کے نام سے

رسالہ رکھا جو پورا نہیں ہوا۔

مستدرک کی ایک اور تلخیص برہان الدین الحلبی نے بھی کی ہے اور ابوسعد مالینی کا تو یہ خیال ہے کہ مستدرک حاکم میں شیخین کی شرط پر شاید ہی کوئی حدیث ہو۔ لیکن ذہبی کا کہنا یہ ہے کہ یہ سراسر غلط ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں بہت ساری احادیث شیخین کی شرط کے مطابق ہیں اور بہت سی ایسی ہیں جو دونوں کی نہیں تو ایک کی شرط پر ضرور پوری اترتی ہیں۔

اور ایسی روایات کتاب کا تقریباً آدھ ہیں اور ایک چوتھائی روایات وہ ہیں جو شرط شیخین پر پوری نہیں اترتی البتہ (کچھ علل کے ساتھ) مرتبہ صحت کو ضرور پہنچتی ہیں اور باقی ایک چوتھائی وہ سارے کا سارا غیر مانوس اور ضعیف مواد پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں موضوعات بھی شامل ہیں۔

مستدرک حاکم کے ساتھ یہ صورتحال کیوں پیش آئی؟

امام حاکم نے جب اس قدر صحت کا التزام کیا تھا تو اس کے باوجود کتاب کی عملی طور سے یہ حالت کیوں ہے؟

اس سوال کے جواب میں علماء کی مختلف آراء ہیں:

بعض کا کہنا یہ ہے کہ چونکہ یہ حاکم کی آخری زمانے کی تصنیف ہے اس لیے بڑی عمر کے تقاضے اور معذوریاں درآئی ہیں۔

دوسری رائے یہ ہے کہ حاکم اس کتاب کا صرف مواد جمع کر پائے تھے کہ پیغام اجل آ پہنچا جس کی وجہ سے تبیض و تنقیح کے مراحل سے نہ گزر سکی اور جوں کی توں لوگوں کے سامنے آ گئی۔

اور اس بات کا قرینہ یہ بھی ہے کہ مستدرک کے پہلے خمس 1/5 حصے میں باقی حصوں کی نسبت تساہل بہت کم ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تک تبیض ہوئی تھی اور حافظ صاحب کا یہ کہنا ہے کہ:

مستدرک کا ایک چھٹا حصہ املائی افادات پر مشتمل ہے جبکہ باقی پانچ حصے اجازت کے طریق سے ہیں۔

اور امالی والے حصے میں بعد کی نسبت تساہل بہت معمولی ہے۔

مستدرک کا مقام ومرتبہ:

حازمی کا کہنا یہ ہے کہ حدیث کے معاملے میں ابن حبان حاکم سے زیادہ مضبوط ہیں اور عماد بن کثیر کہتے ہیں:

ابن حبان اور ابن خزیمہ نے بھی صرف صحیح احادیث لانے کی پابندی برتی ہے اور ان دونوں کی کتابیں مستدرک حاکم سے کہیں بہتر اور متن وسند کے لحاظ سے کئی درجے بے غبار ہیں اور ان دو حضرات کے علاوہ دیگر اہل فن کا تبصرہ کچھ یوں ہے:

صحیح ابن خزیمہ ابن حبان سے بڑھیا ہے اور صحیح ابن حبان مستدرک حاکم سے فائق ہے البتہ تساہل کے معاملے ابن حبان و حاکم دونوں قریب قریب ہیں کیونکہ ابن حبان بھی صرف تعدیل وتوثیق شدہ راویوں کی روایت لانے پر اکتفانہیں کرتے بلکہ بعض مجہول رواۃ سے بھی بسا اوقات روایت لے آتے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ ابن حبان کا اپنا موقف یہ ہے کہ وہ حسن کو بھی صحیح میں داخل کر دیتے ہیں۔

لیکن خیر یہ تو ان کی اپنی اصطلاح اور عرف ہے جس پر کوئی پابندی وقدغن نہیں لگائی جاسکتی بلکہ اس معاملے میں صرف ابن حبان ہی کی انفرادیت کہاں وہ تو ابن خزیمہ کی صحیح میں بھی بہت سی ایسی روایات مل جائیں گی جن کو انہوں نے صحیح قرار دیا ہے حالانکہ واقع میں وہ روایات حسن سے آگے نہیں بڑھ پاتی۔

اسی طرح ترمذی میں ایسی روایات ہیں جو محض حسن ہیں لیکن ترمذی نے ان کو صحیح قرار دیا ہے حالانکہ ترمذی خود حسن اور صحیح میں امتیاز کے قائل ہیں۔

بہرحال:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس ساری صورتحال کے ہوتے ہوئے ان تمام کتب سے روایت لیتے ہوئے ہر حدیث اور روایت کو انفرادی حیثیت سے علیحدہ دیکھا جائے گا کہ وہ کس پائے کی روایت ہے تاکہ اس کے مطابق اس پر کوئی حکم لگایا جاسکے۔ کسی روایت کا محض کسی کتاب میں ہونا اس کی حیثیت متعین کرنے کے لیے کافی نہیں۔

مستدرک دارقطنی:

اسی طرح مستدرک حاکم ہی کی طرز پر امام دارقطنی (م ۳۸۵ھ) نے بھی ''الالزامات'' کے نام سے کتاب لکھی جس میں انہوں نے وہ احادیث جمع کی ہیں جو شیخین کی شرط کے مطابق تھیں اور انہیں لینی چاہیے تھیں لیکن انہوں نے ان کو لیا نہیں۔ یہ کتاب ایک جلد میں مسند کی ترتیب پر جمع کی گئی ہے۔

مستدرک ابوذر عبد ہروی:

صحیحین پر ایک اور مستدرک بھی ہے جس کے مولف ابوذر عبد بن احمد بن محمد انصاری ہروی ہیں۔ یہ ہراۃ کی نسبت سے ہروی کہلاتے ہیں اور ہراۃ خراسان کے چار صوبوں (نیشاپور، مرو، بلخ، ہراۃ) میں سے ایک صوبہ ہے۔

ابوذر عبد مالکی مذہب رکھنے والے تھے بعد ازاں مکہ میں زندگی گزار دی۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ یہ زہد و ورع اور عبادت میں مشہور تھے۔

صحیح قول کے مطابق وفات (۴۳۴ھ) کو ہوئی۔ ان کی مستدرک بھی دارقطنی کی مستخرج کی طرح ایک جلد پر مشتمل ہے۔

صحیح ابن الشرقی:

اور ایک صحیح ابو حامد احمد بن محمود نیشاپوری کی ہے جو امام مسلم کے تلامذہ میں سے ہیں اور ''ابن الشرقی'' کے نام سے معروف ہیں، ان کی وفات ۳۲۵ھ کو ہوئی۔

ان کا تذکرہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اور سبکی نے طبقات میں کیا ہے۔

سبکی یوں کہتے ہیں: انہوں نے صحیح تصنیف کی اور کئی حج ادا کیے۔

لیکن ان کی یہ صحیح اہل علم کے حلقے میں شہرت یافتہ نہیں بلکہ زیادہ حد تک یہ صحیح مسلم ہی کی ایک تخریج معلوم ہوتی ہے۔

مختارہ ضیاء مقدسی:

پھر قرون وسطی میں حافظ ضیاء الدین المقدسی (م ۶۴۳ھ) نے وہ تمام صحیح احادیث جو صحیحین میں نہیں تھیں ان کو اکٹھا کیا اور انتخاب کیا جس کا نام ''مختارۃ'' المقدسی مشہور ہے۔ اس کو

انہوں نے (ابواب کی بجائے) حروف تہجی کے اعتبار سے مسند کی طرز پر اکٹھا کیا ہے۔اس کے کل اجزاء ۸۶ ہیں لیکن پوری نہیں ہوئی۔

اس میں مصنف نے صحت کا پوری طرح التزام کیا ہے اور وہ احادیث بھی ذکر کی ہیں جن کی تصحیح کے حوالے سے پہلے کوئی تفصیل نہیں ملتی، اور مقدسی کی تصحیح کو سوائے چند ایک روایات کے معتبر و معتمد مانا گیا ہے۔

ابن تیمیہ اور زرکشی کا تو یہ کہنا ہے کہ تصحیح حدیث میں مقدسی کا پایہ حاکم سے اوپر ہے اور ان کی تصحیح ابن حبان اور ترمذی کے قریب قریب ہے ابن عبدالہادی ''الصارم المنکی'' میں فرماتے ہیں۔مختارہ میں فنی غلطیاں کم ہیں اور یہ مستدرک حاکم کی طرح نہیں کیونکہ اس میں تو بہت سی وہ احادیث بھی ہیں جن کے بارے میں صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ موضوع اور من گھڑت ہیں، اسی وجہ سے مستدرک حاکم کا پایہ دیگر کتب سے نیچے ہے۔

منتقیٰ ابن جارود نیشاپوری:

صحیح احادیث کے انتخاب پر مشتمل ایک دوسری کتاب المنتقیٰ لابن جارود ہے جس کے مولف ابومحمد عبداللہ بن علی بن جارود نیشاپوری (م ۳۰۷) ہیں جو مکہ کے رہنے والے تھے۔ یہ صحیح ابن خزیمہ کی مستخرج کی طرح ایک جلد پر مشتمل ہے اور اس میں تقریباً آٹھ سو احادیث ہیں۔

میں نے ان احادیث کو تلاش کیا تو یہ معلوم ہوا کہ بہت تھوڑی سی روایات ایسی ہیں جو شیخین کی نہیں ورنہ اکثر و بیشتر انہی کی مرویات ہیں۔

منتقیٰ پر ابوعمر واندلسی کی ''المرتقی فی شرح المنتقیٰ'' کے نام سے ایک شرح بھی ہے۔

منتقیٰ قاسم بن اصبغ القرطبی:

اور منتقیٰ ہی کے نام سے قرطبہ کے قریب کے رہنے والے ایک مالکی عالم ابومحمد قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ) نے ایک کتاب لکھی۔

یہ منتقیٰ بن جارود ہی کی طرز کی کتاب ہے۔ابن جارود کے پاس جب قاسم آئے تو ان کی وفات ہو چکی تھی جس کی وجہ سے ان سے استفادہ نہیں کر پائے۔ چنانچہ قاسم نے ابن جارود کے مشائخ و اساتذہ سے احادیث لے کر ان کو ابواب پر مرتب کیا۔

ابن حزم نے اس کو ابن جارود کی منتقیٰ کے مقابلے میں اچھا اور بہتر انتخاب قرار دیا ہے۔

اس کے علاوہ صحیح احادیث پر مشتمل ایک کتاب بغدادی نژاد مصر کے باشندے ابوعلی سعید بن عثمان بن سعید بن سکن (م ۳۵۳ھ) کی تالیف ہے جو "الصحیح المنتقیٰ" کے نام سے معروف ہے۔

لیکن اس کتاب میں احادیث کی اسناد حذف کی گئی ہیں اور مصنف نے اپنے خیال کے مطابق جو احادیث صحیح سمجھیں انہیں ضروری فقہی احکام پر ترتیب دیا ہے۔

مصنف کا کہنا ہے: اجمالی طور سے یہ جو کچھ اس کتاب میں میں نے احادیث ذکر کی ہیں وہ بالاتفاق صحیح احادیث ہیں۔

اس کے بعد وہ احادیث جنہیں کسی امام نے صحیح قرار دیا ہے اور اس حدیث کی ان کے ہاں صحیح قرار دینے کی وجہ بھی ذکر کی ہے اور اس کی تصحیح کی نسبت صرف انہی کی طرف ہے۔

اور جو منفرد روایات ذکر کی ہیں۔ ان کی وجہ بھی بیان کی ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ صرف وہی اس میں منفرد ہیں دوسرے نہیں۔ (بحوالہ: تقی الدین سبکی شفاء الاسقام)

کتب مستخرجہ: مستخرج جرجانی مستخرجات بخاری:

اور اس فہرست میں وہ کتب بھی شامل ہیں جو صحیحین پر تخریج کے طور پر لکھی گئی ہیں اور ان کی اچھی خاصی تعداد ہے۔ مثال کے طور پر پہلے مستخرج جرجانی ہے جو محدث ابوبکر احمد بن ابراہیم بن اسماعیل اور سماعیلی الشافعی (م ۳۷۱ھ) کی تصنیف ہے۔

انہی کے بارے میں ذہبی کا یہ مقولہ ہے:

میں ان کے حافظے سے دنگ رہ گیا ہوں اور مجھے یہ یقین ہو گیا ہے کہ حافظے اور علم میں متاخرین کو متقدمین کے مرتبے تک پہنچنے سے ناامید ہو جانا چاہیے۔

جرجانی کی اس کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں جن میں معجم اور مسند کبیر نمایاں ہیں۔

مستخرج غطریفی:

(۲) مستخرج غطریفی: یہ ابوبکر اسماعیل کے ساتھی ابو احمد بن ابی حامد احمد بن حسین

العظر یفی الجرجانی (م ۳۷۷ھ) کی تالیف ہے۔

مستخرج ابن ابی ذہل:

(۳) مستخرج ابن ابی ذہل۔ یہ حافظ ابوعبداللہ محمد بن عباس العصمی الہروی کی تالیف ہے جن کی وفات ۳۷۸ھ میں ہوئی۔

مستخرج ابن مردویہ:

(۴) یہ حافظ ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصفہانی (م ۴۱۶) کی کتاب ہے۔ یہ ابن مردویہ وہی ہیں جن کی تاریخ اور مسند بھی ہے اور یہ ابن مردویہ الکبیر ہیں۔

اور ایک ابن مردویہ الصغیر بھی ہیں جو انہی کے پوتے اور اصفہان کے محدث ہیں جن کا پورا نام ابوبکر احمد بن محمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصفہانی ہے ان کی وفات ۴۹۸ھ کو ہوئی یہ اپنے دادا کو نہیں مل سکے۔ یہ چاروں مستخرجات بخاری شریف کی مستخرجات ہیں۔

مستخرج ابوعوانہ اسفرائینی:

(۱) انہی مستخرجات کے مصنفین میں ایک نام حافظ ابوعوانہ اسفرائینی کا بھی ہے یہ نیشاپور کے ایک نواحی گاؤں اسفرائیین کے باشندے ہیں۔

یہ ان جلیل القدر محدثین میں سے ہیں جو قریہ بقریہ علم کے لیے پھرتے رہے۔ آپ کی وفات سنہ ۳۱۶ھ کو اپنے وطن اسفرائیین میں ہی ہوئی اس میں ابوعوانہ کے کچھ اضافہ جات بھی ہیں۔

ان کے علاوہ اور گیارہ حفاظ حدیث نے صحیح مسلم پر اپنی تخریجات جمع کر کے مرتب کیں جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) حافظ ابومحمد قاسم بن اصبغ البیانی القرطبی۔

(۲) ابوجعفر احمد بن حمدان الحیری النیساپوری (م ۳۱۱ھ)

(۳) ابوبکر محمد بن رجاء نیشاپوری اسفرائینی (م ۲۸۶ھ) یہ بہت سے شیوخ میں امام مسلم کے ہم استاذ ہیں۔

(۴) ابوبکر محمد بن عبداللہ الشیبانی الجوزقی (م ۳۸۸ھ)

(۵) ابوحامد احمد بن محمد بن شارک ہروی شافعی (م ۳۵۵ھ)

(۶) ابوالولید حسان بن محمد القرشی الاموی القزوینی (م ۳۴۴ھ)

(۷) ابوالنصر محمد بن محمد بن یوسف الطوسی الشافعی (م ۳۴۴ھ)

(۸) ابوسعید احمد بن ابی بکر محمد بن حافظ الکبیر الحیری جو (۳۴۳ھ) کو طرسوس میں شہید ہوئے۔(۳۵۳ھ)

(۹) ابوالفضل احمد بن سلمہ نیشاپوری البزار (م ۲۸۶ھ) یہ بلخ و بصرہ کے سفر میں امام مسلم کے رفیق سفر تھے۔

امام ذہبی فرماتے ہیں، ان کی صحیح مسلم کی طرز پر مستخرج ہے۔اور ابوالقاسم نصرآبادی کا کہنا ہے:

میں نے ابوعلی ثقفی کو نیند میں دیکھا انہوں نے مجھے فرمایا: احمد بن سلمہ کی صحیح کو حرز جاں بناؤ۔

(۱۰) ابومحمد احمد بن محمد بن ابراہیم طوسی بلاذری (م ۳۳۹ھ) جنہوں نے امام ذہبی کے بقول صحیح مسلم کی تخریج لکھی ہے۔

(۱۱) ابوعمران موسیٰ بن عباس جوینی (م ۳۲۳ھ)

یہ گیارہ حفاظ حدیث ہیں جنہوں نے صحیح مسلم پر تخریجات کا کام کیا ہے۔

مستخرجات بخاری و مسلم

یہ تو وہ کتب جن میں جو صحیح بخاری و مسلم میں سے ہر ایک پر انفرادی طور سے تخریجات اکٹھی کی گئیں۔ اس کے علاوہ ذیل میں وہ کتابیں ذکر کی جائیں گی جن میں دونوں کو سامنے رکھ کر تخریجات مرتب کی گئیں۔ یہ کل نو کتابیں ہیں جن کے مولفین یہ ہیں۔

(۱) حافظ ابونعیم اصفہانی (م ۴۳۰ھ)

(۲) ابوعبداللہ محمد بن یعقوب شیبانی (ابن الاخرم) (متوفی ۳۴۴ھ)

(۳) حافظ ابوذر ہروی

(۴) ابومحمد حسن بن ابی طالب البغدادی المعروف (خلال) متوفی (۴۳۹ھ)

(۵) ابوعلی حسین بن محمد الماسرجسی، متوفی ۳۶۵ھ یہ پہلے عیسائی تھے پھر عبداللہ بن مبارک کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔

(۶) ابوسعود سلمان بن ابراہیم اصفہانی ملیحی (م ۴۸۶ھ)

(۷) ابوبکر احمد بن علی بن محمد بن ابراہیم بن منجویہ اصفہانی (م ۴۲۸ھ)

(۸) ابوبکر احمد بن عبدان بن محمد الشیرازی (م ۳۸۸ھ)

(۹) ابوبکر احمد بن محمد بن غالب خوازرمی ابرقانی (م ۴۲۵ھ)

مستخرجات سنن:

یہ تو صحیحین پر تخریجات کی تفصیل تھی، اس کے علاوہ محدثین نے دیگر کتب سنن پر بھی تخریجات لکھیں۔ لیکن ان تخریجات کے حوالے سے یہ بات قابل لحاظ ہے کہ ان کو علی الاطلاق یعنی ساری کی ساری کو صحیح نہیں کہا جاسکتا جیسا کہ پیچھے اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ بہر حال دیگر سنن پر مستخرجات کی یہ تفصیل ہے۔

مستخرجات ابوداؤد:

(۱) مستخرج قاسم بن اصبغ۔

(۲) ابوبکر بن منجویہ اصفہانی۔

(۳) ابوعبداللہ محمد بن عبدالملک القرطبی (م ۳۳۰ھ)

یہ تینوں مستخرجات ابوداؤد سے متعلق ہیں۔

پھر قاسم بن اصبغ نے اپنی کتاب کا اختصار کیا اور اس کا نام مجتبیٰ رکھا جس میں سات اجزاء میں دو ہزار چار سو نوے مسند احادیث ہیں۔

مستخرجات ترمذی:

یہ دو مستخرجات ہیں۔

(۱) مستخرج ابوبکر بن منجویہ۔

(۲) مستخرج ابوعلی حسن بن علی بن نصر الخراسانی الطوسی (م ۳۱۲ھ)

یہ ابوحاتم رازی کے شیخ اور خود امام ترمذی کے بہت سے شیوخ میں ہم استاذ ہیں۔

مزید مستخرجات:

اس کے علاوہ ابن خزیمہ کی کتاب التوحید پر ابونعیم اصفہانی کی مستخرج ہے، اسی طرح حافظ ابوالفضل عراقی نے مستدرک حاکم پر مستخرج املاء کروانا شروع کی لیکن وہ پوری نہ ہو سکی۔

مستخرج کسے کہتے ہیں؟

مستخرج لفظ کے محدثین کی اصطلاح میں دو استعمال ہیں ایک عام اور مشہور اور دوسرا قدرے مخصوص ومحدود دائرے میں۔

مشہور استعمال اس کا یہ ہے کہ مستخرج اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس کے مصنف نے اپنے سامنے کوئی حدیث کی کتاب رکھی اور اس کی تمام احادیث کو صاحب کتاب کے علاوہ دیگر طرق واسانید سے روایت کیا۔

اس میں یہ ہوتا ہے کہ اول تو اصل مستخرج لکھنے والے صاحب کتاب کے شیخ میں مل جاتے ہیں یعنی دونوں کا شیخ ایک ہوتا ہے یا اگر یہاں نہ ملیں تو اس سے اوپر حتیٰ کہ صحابی تک جا کر بھی مل سکتے ہیں۔ اور اس میں یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ اصل کتاب کے مصنف نے احادیث کے متون کو جس ترتیب اور طرق سے بیان کیا ہے اس کی رعایت کی جائے۔

اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ استخراج کرنے والا بعض احادیث کو اس لیے ذکر نہیں کرتا کہ ان کی سند اس کے ہاں قابل قبول نہیں ہوتی اور ایسی صورت میں کبھی مستخرج اس روایت کو اپنی بجائے اصل مصنف ہی کی روایت سے ذکر کر دیتا ہے۔

یہ تو مستخرج کا عام مشہور استعمال ہے۔ اس کے علاوہ کبھی مستخرج کا اطلاق اس کتاب پر بھی ہو جاتا ہے جسے مولف نے مختلف کتب سے انتخاب کر کے لکھا ہو۔ جیسے ابن مندہ کی مستخرج

یہ ابن مندہ اصفہان کے رہنے والے ہیں ان کی وفات ۴۸۰ھ میں ہوئی۔ ابن مندہ نے اس کتاب کو علماء کی کتابوں سے منتخب کر کے اپنی یاد دہانی کے لیے اکٹھا کیا تھا اور اس کو انہوں نے یہ نام دیا۔

''المستخرج من کتب الناس للتذکرۃ والمستطرف من احوال الناس للمعرفۃ''

اس کتاب میں انہوں نے معلومات کا ایک دریا بند کر دیا تھا۔ ابن مندہ کی تصانیف میں سے مسند اور کتاب الوفیات اور ''اکل الطین'' پر ایک رسالہ بھی ہے۔ حافظ ابن مندہ کی اس مستخرج سے حافظ ابن حجر اپنی کتابوں میں بکثرت اشیاء نقل کرتے ہیں اور ایسے مواقع پر وہ ابن مندہ کی مستخرج یا تذکرہ کا نام استعمال کرتے ہیں۔

کتب سنن:

اور حدیث کی مختلف و متنوع کتب میں سے کتب حدیث کا وہ ذخیرہ بھی ہے جو سنن کے نام سے معروف ہے۔

''محدثین کی اصطلاح میں سنن سے مراد وہ کتب احادیث ہیں جن کو ایمان طہارت صلوٰۃ، زکوٰۃ وغیرہ جیسے فقہی ابواب پر مرتب کیا گیا ہو''

ان کتب سنن میں موقوف احادیث نہیں ہوتیں، کیونکہ محدثین کی اصطلاح میں موقوف کو سنت نہیں بلکہ حدیث کہا جاتا ہے۔

کتب سنن کی فہرست میں پہلی نمایاں تو وہی سنن اربعہ ہیں جنہیں صحیحین کے علاوہ صحاح ستہ میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ یعنی ابوداود ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ

اس کے علاوہ ذخیرہ احادیث میں متعدد کتب سنن ہیں جو درج ذیل ہیں۔

سنن امام شافعیؒ

(۱) سنن امام شافعی، اس کی دو روایات ہیں۔ ایک ابو ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ المزنی کی اور دوسری ابو جعفر احمد بن محمد بن سلام ازدی طحاوی کی اس ضخامت ایک جلد ہے۔

سنن نسائی کبریٰ:

(۲) سنن نسائی (کبریٰ) امام نسائی نے کبریٰ کی وہ روایات جن کی اسناد میں تفصیل سے کلام کیا ہے ان کو نکال کر صغریٰ ترتیب دی ہے۔

اہل علم کے طبقے میں جب بغیر کسی قید کے یہ کہا جائے کہ نسائی نے اس کو سنن میں روایت کیا ہے تو اس سے مراد یہی صغریٰ ہوتی ہے۔ جس کا اصل نام مجتبیٰ ہے۔

سنن دارمی:

(۳) یہ ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن فضل بن بہرام الدارمی (م ۲۵۵ھ) کی سنن ہے، اس میں بہت سی عالی اسناد اور ثلاثیات ہیں۔

یاد رہے کہ دارمی کی ثلاثیات بخاری کی ثلاثیات سے زیادہ ہیں۔

سنن بیہقی: کبریٰ و صغریٰ:

یہ ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ بیہقی کی تصنیف ہے۔

امام بیہقی بیہق کے رہنے والے تھے اور بیہق نیساپور کے نواحی علاقے میں چند بستیوں کے مجموعے کا نام ہے۔

امام بیہقی کی وفات ۴۵۱ھ کو نیشاپور میں ہوئی۔ میت کو نیشاپور لے جایا گیا اور وہاں خسروجرد نامی ایک بستی میں تدفین عمل میں آئی۔ امام بیہقی کی سنن کے نام سے دو کتابیں۔

(۱) سنن کبریٰ: اسے کتاب [illegible] بھی کہا جاتا ہے، یہ دس جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۲) سنن صغریٰ یہ دو جلدوں میں ہے۔

یہ دونوں کتابیں امام مزنی کی مختصر کی ترتیب پر تصنیف کردہ ہیں، اسلام کی علمی تاریخ میں ان دونوں جیسی کتابیں تصنیف نہیں ہوئیں۔ کبریٰ میں تقریباً تمام احادیث احکام کا احاطہ و استیعاب کیا گیا ہے۔

الجوہر النقی:

سنن کبریٰ پر ایک حنفی عالم عز الدین علی بن فخر الدین المار دینی (م ۷۵۰ھ) کا حاشیہ بھی ہے۔ یہ ماردینی ابن الترکمانی کے نام سے معروف ہیں۔

اس حاشیے کا نام الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی ہے۔ اور خاصی ضخامت میں ہے اور اس کا اکثر حصہ بیہقی پر اعتراضات و مناقشات اور بحث و جدال پر مشتمل ہے۔

اور پھر قاسم بن قطلو بغا حنفی نے ترصیع الجوہر النقی کے نام سے اس کی تلخیص کی جسے حروف تہجی پر مرتب کیا لیکن بس میم تک پہنچ پائے آگے کام مکمل نہیں ہو سکا۔

امام بیہقی کی تصنیفات:

اس کے علاوہ امام بیہقی کی اور بھی بہت سی کتابیں ہیں بعض کا کہنا ہے کہ ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) کتاب الاعتقاد (۲) دلائل النبوۃ (۳) شعب الایمان (۴) مناقب الشافعی (۵) الدعوات الکبیر (۶) سنن کبریٰ (۷) کتاب الاسماء والصفات۔

تاج الدین سبکی کا ان کتابوں کے بارے میں یہ کہنا ہے:

بخدا! ان میں سے ہر ایک کتاب بے مثال اور بے نظیر ہے۔

(۸) کتاب الخلافیات، جس پر علامہ سبکی کا تبصرہ یہ ہے:

اس جیسا کام پہلے کبھی نہیں ہوا۔

(۹) کتاب معرفۃ السنن والآثار: اس میں حدیث و سنت کے باب میں امام شافعی کی مہارت اور براعت کو دکھایا گیا ہے۔ اس کے بارے میں علامہ سبکی یہ تبصرہ کرتے ہیں:

کوئی شافعی فقہ سے اشتغال رکھنے والا آدمی اس کتاب سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) کتاب المدخل الی السنن الکبریٰ۔

(۱۱) کتاب البعث والنشور وغیرہ۔

سنن ابو الولید:

(۵) کتب سنن کی فہرست میں سنن ابی الولید بھی ہے۔

جس کے مؤلف کا نام ابو خالد عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج رومی، اموی ہے۔
ان کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اسلام کے اولین مصنفین میں سے ہیں۔ آپ کی تاریخ وفات میں ابن المدینی کو غلطی لگی ہے کہ انہوں نے ۱۴۹ھ کہی ہے جبکہ اصل تاریخ ۱۵۰ یا ۱۵۱ھ ہے۔

سنن سعید بن منصور:

(۶) یہ ابوعثمان سعید بن منصور بن شعبہ مروزی کی تصنیف ہے۔ پہلے یہ طالقان کے رہنے والے تھے پھر بلخ میں رہے پھر خراسان اور مکہ میں وفات ہوئی وہیں ۲۲۸ھ کو یہ کتاب تصنیف فرمائی۔ ابن ابی الدنیا کی کتب حدیث کی طرح معضل منقطع اور مرسل احادیث کے حوالے سے یہ کتاب ایک اہم مرجع اور مظنہ ہے۔

سنن کشی:

(۷) یہ ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ بن مسلم بن ماغر بصری کشی کی تصنیف لطیف ہے۔ جرجان سے تین فرسخ کے فاصلے پر پہاڑوں میں ایک بستی کش کی وجہ سے انہیں کشی کہا جاتا ہے۔
بعض حضرات ان کی نسبت کو کجی کے لفظ سے بھی لکھتے ہیں۔ جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ فارسی میں کج چونے کو کہتے ہیں۔ یہ جب بصرے میں اپنا گھر تعمیر کروا رہے تھے تو کہتے تھے کج لاؤ، کج لاؤ۔ اس وجہ سے یہ ان کے نام کا حصہ بن گیا۔
اکثر علماء نے ان کو کجی کے لقب سے ہی ذکر کیا ہے۔
آپ کی وفات ۲۹۲ھ کو بغداد میں ہوئی پھر وہاں سے آپ کے جسد خاکی کو بصرہ منتقل کیا گیا۔

سنن دارقطنی:

(۸) یہ امام دارقطنی کی سنن ہے۔ اس میں انہوں نے نادر نادر احادیث کو جمع کیا ہے اور اس میں ضعیف منکر بلکہ موضوع تک احادیث کا تناسب بھی اچھا خاصا ہے۔

سنن دولابی:

(۹) یہ ابوجعفر محمد بن صباح الدولابی کی تصنیف ہے۔

ان کی پیدائش دولاب (ری) میں ہوئی پھر بغداد منتقل ہوئے۔ بزار کے نام سے معروف تھے، محدثین کے طبقہ میں حافظ اور ثقہ کے درجے پر فائز تھے۔ آپ کی وفات ۲۲۷ھ کو کرخ میں ہوئی۔

سنن زبیدی:

(۱۰) یہ ابوقرۃ موسیٰ بن طارق الزبیدی الیمانی کی تصنیف ہے۔

زبید زاء کے فتح کے ساتھ یمن کے ایک مشہور شہر کا نام ہے جس کی نسبت سے یہ زبیدی کہلاتے ہیں۔ زبیدی قاضی ہونے کے ساتھ ساتھ سنن نسائی کے رجال اور رواۃ میں سے ہیں۔ یہ خود موسیٰ بن عقبہ، ابن جریج اور ایک دوسری محدثین کی جماعت سے روایت کرتے ہیں اور امام احمد بن حنبل وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔

تقریب میں ان کو طبقہ تاسعہ کے ثقاۃ میں شمار کیا ہے، البتہ ان کی وفات کا تذکرہ نہیں کیا۔

سنن کلبی:

(۱۱) یہ ابوبکر احمد بن محمد بن ہانی الطائی الکلبی کی تصنیف ہے جو اسکاف کے نام سے معروف ہیں۔ یہ امام احمد کے ساتھی تھے۔

اعلیٰ درجہ کا حفظ وضبط ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نمایاں شخصیت اور فقیہ بھی تھے۔ آپ کی وفات ۲۷۳ ہجری کو ہوئی۔

یہ کتاب حدیث کی عمدہ کتابوں میں سے ہے جس سے صاحب کتاب کی اپنے فن میں کمال مہارت اور حافظے کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔

سنن خلال ہذلی:

(۱۲) یہ ابوعلی حسن بن علی بن محمد الہذلی الخلال کی تصنیف ہے۔ خلال ان کو خل یعنی سرکے کی طرف نسبت سے کہا جاتا تھا۔

اصل میں یہ عراق کے آخر میں واقع ایک شہر حلوان کے رہنے والے تھے اسی وجہ سے حلوانی کہلاتے تھے اس کے بعد مکہ میں رہنا شروع کیا۔ اعلیٰ درجے کے حافظے کے مالک اور ثقہ

محدث ہیں آپ کی متعدد تصنیفات ہیں۔آپ کی وفات ۲۴۲ کو ہوئی۔

سنن عقدی:

(۱۳) ابو عمرو مسہل بن ابی سہل کی تصنیف ہے جوری کے رہنے والے تھے، ورزی کا پیشہ تھا، حافظہ اچھا تھا۔آپ کی وفات ۲۴۰ کے لگ بھگ ہوئی۔

(۱۴) یہ ابوالحسن احمد بن عسبہ بن اسماعیل البصری الصفار کی تصنیف ہے۔
صفار حافظ الحدیث تھے۔ان کے بارے میں دارقطنی کا کہنا ہے:
"صفار ثقہ تھے معتمد تھے۔انہوں نے مسند لکھی اور بہت عمدہ طریقے سے کام کیا۔"
علامہ ذہبی نے ان کے تذکرہ میں وفات کا ذکر نہیں کیا۔ ہاں البتہ اتنا ذکر کیا ہے کہ علی بن احمد الشیرازی کا ان سے سماع حدیث ۳۴۱ ہجری میں ہے۔
اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ان کی اس سنن سے امام بیہقی اپنی سنن میں بکثرت روایات لیتے ہیں۔

سنن ہمدانی:

(۱۵) یہ ابوبکر محمد بن یحییٰ ہمدانی کی تصنیف ہے۔آپ شافعی مذہب کے پیرو تھے۔شیرویہ کا ان کی کتاب کے بارے میں یہ کہنا ہے:
گویا اس سے پہلے اس جیسی کتاب وجود میں نہیں آئی۔
آپ کی وفات ۳۴۷ ہجری کو ہوئی۔

سنن بن لال:

(۱۶) یہ ابوبکر احمد بن علی بن احمد بن محمد بن الفرج (بن لال) ہمدانی کی تصنیف آپ بھی شافعی مذہب سے منسلک تھے۔بن لال فارسی میں گونگے کو کہتے ہیں آپ کی وفات شام کے علاقے "عکا" میں ۳۹۸ ہجری کو ہوئی۔

سنن نجاد:

(۱۷) یہ ابوبکر احمد بن سلیمان بن حسن بن اسرائیل النجاد کی تصنیف ہے۔آپ بغداد کے

رہتے پر فائز تھے۔

آپ کی کتاب سنن کی فہرست میں ایک جلیل القدر اور نمایاں کتاب ہے۔

آپ کی وفات ذی الحجہ ۳۴۸ ہجری کو ہوئی۔

سنن الازدی:

(۱۸) یہ ابواسحاق اسماعیل بن اسحاق الازدی البصری کی تصنیف ہے جو پہلے بصرہ میں رہتے تھے پھر بغداد منتقل ہوئے۔ آپ قاضی کے منصب پر فائز رہے۔ آپ کا مذہب مالکی ہے بلکہ یہ اپنے زمانے میں مالکیہ کے شیخ اور مرجع تھے۔

سن ۲۸۲ ہجری کو اچانک آپ کی وفات کا سانحہ پیش آیا۔

سنن یوسف الازدی:

(۱۹) یہ ابومحمد یوسف بن یعقوب الازدی کی تصنیف ہے۔ ازدیوں کے ساتھ ان کا ولاء کا تعلق تھا۔ آپ کی وفات ۲۹۷ ہجری کو ہوئی۔

سنن طبری:

(۲۰) یہ ابوالقاسم جنداللہ بن حسن بن منصور طبری شافعی کی تصنیف ہے۔ آپ ری کے رہنے والے تھے اور "لال کائی" کے لقب سے معروف تھے۔ حدیث کے میدان میں حافظ کے درجے پر تھے۔ آپ کی وفات ۴۱۸ کو دینور میں ہوئی۔

سنن کی مشہور کتب کی تعداد:

یہ سنن کی مشہور کتابیں ہیں۔ البتہ ان میں سے بعض قدرے زیادہ شہرت رکھتی ہیں اور دوسری نسبتاً کم۔ صحاح ستہ میں شامل سنن اربعہ کو شامل کر لینے سے مشہور کتب سنن کی تعداد پچیس تک پہنچ جاتی ہے۔

اعتصام بالکتاب والسنتہ پر کتب حدیث:

اس کے علاوہ کتب حدیث کے وسیع ذخیرے میں کچھ ایسی کتابیں بھی ہیں جو کتب سنت کے نام سے جانی جاتی ہیں۔ اس فہرست میں وہ کتابیں شامل ہیں جن میں سنت کو مضبوطی

سے تھامے رکھنے اور اس پر عمل کرنے اور بدعات و منکرات سے اجتناب کرنے کی ترغیب و تحریض کی گئی ہے۔

ان کتب کے مصنفین کے نام مع مختصر تعارف یہ ہیں۔

(۱) کتاب السنۃ : امام احمد
(۲) کتاب السنۃ : ابوداؤد
(۳) کتاب السنۃ : ابوبکر الاثرم
(۴) کتاب السنۃ : ابوالقاسم لالکائی
(۵) کتاب السنۃ : عبداللہ بن احمد بن حنبل

ان حضرات کے تراجم پہلے گزر چکے ہیں۔

(۶) ابوعلی حنبل بن اسحاق بن حنبل بن ہلال الشیبانی۔ یہ امام احمد بن حنبل کے چچازاد بھائی اور ان کے شاگرد بھی ہیں۔ حدیث میں حافظ و ثقہ ہیں۔ آپ کی وفات ۲۷۳ ہجری کو ہوئی۔

(۷) ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون البغدادی حنبلی المعروف بالخلال۔ یہ امام احمد بن حنبل کے علوم کے جامع اور مرتب اور انہیں اکٹھا کرنے والے ہیں۔ ان کی یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ ان کی ایک اور کتاب ہے جس کا نام کتاب العلل ہے اور یہ متعدد جلدوں میں ہے۔ آپ کی وفات ۳۱۱ ہجری کو ہوئی۔

(۸) ابوالشیخ ابومحمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیان، یہ اصفہان کے رہنے والے تھے۔ اور اپنے دادا کی نسبت سے حیانی کہلاتے تھے۔ آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ آپ کی وفات ۳۲۹ ہجری کو ہوئی۔

(۹) ابوبکر احمد بن عمرو بن النبیل ابو عاصم الضحاک یہ اصفہان کے قاضی بھی تھے۔ ان کی وفات ۲۸۷ ہجری کو ہوئی۔

(۱۰) ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان البغدادی۔ یہ ابن شاہین کے نام سے معروف تھے اور وعظ کہتے تھے۔ حدیث کے باب میں حافظ و امام کے درجے پر تھے۔ آپ کی نادر تصانیف کی تعداد تین سو تیس تک ہے۔ آپ کی وفات ۳۸۵ ہجری کو ہوئی۔

(۱۱) ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی الشافعی۔ یہ شام کے شہر طبریہ کی نسبت سے طبرانی کہلاتے ہیں یہ مسند دنیا اور الحافظ المکثر کے لقب سے متصف تھے۔ آپ کی بے شمار تصنیفات ہیں۔ آپ کی وفات ۳۶۰ ہجری کو تقریباً سو سال کی عمر میں ہوئی۔

اہل بدعت کی تردید میں لکھی ہوئی کتب حدیث

اور کتب سنت کے اس ضمن میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن میں اہل بدعت وغیرہ پر رد اور نقد کیا گیا ہے۔ جیسے درج ذیل تصنیفات۔

(۱) کتاب الرد علی الجہمیۃ : عثمان بن سعید دارمی

(۲) کتاب الرد علی الجہمیۃ : عبدالرحمٰن بن ابو حاتم

کتاب الاستقامہ:

(۳) کتاب الاستقامۃ فی الرد علی اہل البدع۔ یہ ابو عاصم خشیش ابن اصرم النسائی کی تصنیف ہے جن کی وفات ۲۵۳ ہجری کو ہوئی۔

الحجہ:

(۴) الحجۃ علی تارک المحجہ۔

یہ ابوالفتح نصر بن ابراہیم بن داؤد المقدسی الشافعی کی تصنیف ہے، جو دمشق میں آ کر سکونت پذیر ہو گئے تھے اور وہیں سن ۴۹۰ ہجری کو آپ کی وفات ہوئی۔

باب الصغیر قبرستان میں حضرت معاویہؓ کی قبر کے نیچے آپ کی قبر ہے جس کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔

الابانہ عن اصول الدیانہ:

(۵) الابانہ عن اصول الدیانہ:

یہ ابونصر عبداللہ بن سعید بن حاتم السجزی کی تصنیف ہے۔ سجزی ان کو سجستان کی طرف نسبت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ نسبت خلاف قیاس ہے۔

یہ اپنے علاقے سے نکلنے کے بعد مصر اور حرم میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ پھر مکہ میں سن ۴۴۴ ہجری کو آپ کی وفات ہوئی۔

امام ذہبی کا ان کی اس کتاب کے بارے میں یہ تبصرہ ہے۔

> ''ابانۃ ایک بڑی کتاب ہے جو قرآن کے مسئلے میں لکھی گئی ہے۔ یہ خاصی طویل کتاب ہے جو اپنے مضمون (مواد) کے اعتبار سے صاحب کتاب کی فنی مہارت کے اعلیٰ درجے اور رجال وطرق حدیث سے گہری واقفیت پر دلیل ہے۔''

فقہی ابواب پر مرتب جوامع اور مصنفات:

ذخیرہ احادیث میں متنوع اور مختلف طرز و اسلوب کی کتابوں میں ایک سلسلہ اور فہرست ان کتابوں کی بھی ہے جن کو فقہی ابواب پر ترتیب دیا گیا ہے۔ ان میں سنن و احادیث مرفوعہ اور ان کے ساتھ متعلقہ بہت سا مواد آ جاتا ہے۔ ان کتابوں میں بعض مصنف اور بعض جامع کے نام سے معروف ہیں۔ پہلے جن کتابوں کا اس حوالے سے تذکرہ آ چکا ان کے علاوہ اس اسلوب کی کتابوں کی فہرست مصنفین کے تعارف کے ساتھ یہ ہے۔

مصنف وکیع بن جراح:

(۱) یہ ابوسفیان وکیع بن الجراح بن ملیح الرواسی کی تصنیف ہے۔ رواس قیس عیلان قبیلے کی ایک شاخ ہے وکیع کوفے کے رہنے والے تھے اور عراق ان کے درس حدیث کا مرکز تھا۔

آپ کی وفات ۱۹۷ ہجری کو ہوئی۔

مصنف حماد بن سلمہ:

(۲) یہ ابوسلمہ حماد بن سلمہ بن دینار الربعی کی تصنیف ہے۔ ربیعہ قبیلے سے ولاء کے تعلق کی بنیاد پر ربعی کہلاتے ہیں۔ بصرے کے رہنے والے اور کپڑے کا پیشہ کرتے تھے۔ عیدالاضحیٰ کے بعد ۲۶۷ ہجری کو آپ کا انتقال ہوا۔

مصنف عتکی:

(۳) یہ ابوربیع سلیمان بن داود العتکی الزہرانی البصری کی تصنیف ہے جو پہلے بصرہ کے باشندے تھے لیکن بعد میں بغداد میں آ وارد ہوئے۔ ان کی وفات کا سال ۲۳۴ھ

ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

(۴) یہ ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ کی تصنیف ہے۔ جو اصل میں واسط کے رہنے والے ہیں۔ پھر کوفہ میں آئے۔ قبیلہ عبس کے ساتھ ولاء کا تعلق تھا۔ جس کی وجہ سے عبسی بھی کہلاتے ہیں۔

ان کی مصنف دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ جس میں انہوں نے پہلے محدثین کے انداز کے مطابق احادیث کو اسناد کے ساتھ جمع کیا پھر اقوال صحابہ اور تابعین کے فتاوی لائے اور یہ سارا کام فقہی ابواب کی ترتیب کے مطابق ہے۔

مصنف عبدالرزاق:

(۵) یہ ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الصنعانی کی تصنیف ہے۔ حمیری کی نسبت قبیلہ حمیر کے ساتھ ولاء کے تعلق کی وجہ سے اور صنعانی یمن کے مشہور شہر صنعا کی وجہ سے ہے۔

ان کی مصنف، مصنف ابن ابی شیبہ سے ضخامت میں کم ہے۔ انہوں نے بھی کتاب کو ابواب اور فقہی فصلوں پر مرتب کیا ہے۔

سن ۲۱۱ ہجری کو آپ کا انتقال ہوا۔

مصنف بقی بن مخلد:

(۶) یہ بقی بن مخلد بن یزید القرطبی کی تصنیف ہے جس میں انہوں نے صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والے حضرات کے فتاویٰ ذکر کیے ہیں۔

ابن حزم کا ان کی کتاب کے بارے میں یہ کہنا ہے: یہ مصنف ابن ابی شیبہ مصنف عبدالرزاق اور مصنف سعید بن منصور سے بڑھ کر ہے۔

جامع عبدالرزاق:

(۷) یہ عبدالرزاق کی مصنف کے علاوہ دوسری جامع ہے یہ بھی مشہور اور بڑی کتاب ہے جس کی اکثر احادیث کو شیخین اور اصحاب اربعہ نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

جامع سفیان ثوری:

(۸) یہ ابوعبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری کی تصنیف ہے۔ثوری ان کو مصر کے ایک قبیلے ثورابی کی نسبت سے کہا جاتا ہے۔سفیان ثوری کوفہ کے رہنے والے تھے۔یہ علماء میں بلند مرتبہ اور محدثین میں سب سے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔بصرہ میں ہی ۱۶۰ یا ۱۶۱ ہجری کو آپ کا انتقال ہوا۔

جامع سفیان بن عیینہ:

(۹) یہ ابومحمد سفیان بن عیینہ کی تصنیف ہے جو قبیلہ ہلال کی نسبت ولاء سے ہلالی اور پہلے کوفہ کی سکونت کی وجہ سے کوفی اور پھر مکہ منتقلی کی وجہ سے مکی کہلاتے ہیں۔ان کی وفات کا سن ۱۹۸ ہجری ہے۔سفیان بن عینہ کی تفسیر پر بھی ایک کتاب ہے۔

جامع معمر بن راشد:

(۱۰) یہ ابوعروۃ معمر بن راشد ازدی کی تصنیف ہے۔ازدی کی نسبت ازد قبیلے کے ساتھ ولاء کے تعلق کی وجہ سے ہے، یہ پہلے بصرہ کے رہائشی تھے پھر یمن منتقل ہو گئے۔ان کی وفات سن ۱۵۳ یا ۱۵۴ کو ہوئی۔

جامع خلال:

(۱۱) یہ ابوبکر احمد بن خلال الحنبلی کی تالیف ہے جن کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے اور یہ بہت بڑی کتاب ہے۔

جامع صغیر وکبیر امام بخاری:

(۱۲) یہ دونوں کتابیں امام بخاری کی تالیف ہیں۔ان کا تذکرہ بھی پہلے ہو چکا ہے۔

جامع مسلم:

(۱۳) جامع مسلم بن حجاج القشیری۔یہ بھی پیچھے مفصلاً گزر چکی ہے۔

جامع ابن عربی:

(۱۴) اس کتاب کا پورا نام جامع الاحکام فی معرفۃ الحلال والحرام ہے اور یہ شیخ اکبر محی الدین

ابن عربی قدس سرہ کی تصنیف ہے اس میں تمام ابواب پر مسند احادیث کو ترتیب دیا گیا ہے۔

جامع سے کیا مراد ہے؟

محدثین کی اصطلاح میں جامع سے مراد حدیث کی وہ کتاب ہے جس میں ضرورت انسانی کے احکام سے متعلقہ تمام حدیثیں موجود ہوں جیسے مثلاً عقائد احکام، زہد، آداب خورونوش، سفر وحضر، اور تفسیر سے متعلقہ مواد پھر سیر و جہاد، فتن اور مناقب ومثالب وغیرہ تمام ابواب اور احادیث ہوں۔ یہ تو وہ کتب ہیں جن میں ہر موضوع سے متعلقہ احادیث ابواب کی ترتیب سے اکٹھی کی گئی ہیں اور ان کو جامع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ فقہی ابواب مرتب کردہ اور بھی اہم کتابیں ہیں جو ذیل میں ہیں۔

کتاب الآثار:

ان میں سے پہلے نمبر پر امام محمد بن الحسن الشیبانی کی کتاب الآثار ہے یہ ایک جلد میں فقہی ابواب پر مرتب ہے۔

امام محمد بن الحسن شیبان قبیلے کی نسبت سے شیبانی کہلاتے ہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد اور موطا امام مالک کے نمایاں راویوں میں سے ایک ہیں۔ ان کی وفات ۱۸۹ء کو ہوئی۔

کتاب الام:

یہ امام شافعی رحمۃ اللہ کی جلیل القدر تصنیف ہے جس کے آگے نقل کرنے اور روایت کرنے والے ان کے شاگرد ربیع بن سلمان المرادی ہیں۔ یہ کتاب سات جلدوں پر مشتمل ہے۔

شرح السنۃ:

یہ رکن الدین محی السنۃ ابومحمد حسین بن سعود بن محمد، الفراء البغوی کی تصنیف ہے۔ فراء ان کو اس لیے کہتے ہیں کہ یہ چمڑے کے ملبوسات بنانے اور انہیں بیچنے کا کام کیا کرتے تھے اور بغوی کہنے کی وجہ بغشور شہر کی طرف نسبت ہے۔ اگرچہ یہ نسبت خلاف قیاس ہے کیونکہ قیاس کا تقاضا تو بغشوری ہے اور بغشور ہرات اور مرو کے درمیان خراسان کا ایک شہر ہے۔

بغوی شافعی مذہب میں فقہ کے ماہر اور محدث ومفسر اور بہت سی تصانیف کے مصنف

ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے اللہ والے اور زاہد و عابد بھی تھے مرو میں ہی سن ۵۱۶ ھ کو آپ کا انتقال ہوا۔

کتاب الشریعۃ فی السنۃ:

یہ ابوبکر محمد بن حسن بن عبداللہ البغدادی الآجری کی تصنیف ہے۔ آجر بغداد کی ایک نواحی بستی کا نام ہے جس کی نسبت سے یہ آجری کہلاتے ہیں۔ آجری، شافعی فقہ کے ماہر بھی تھے اور محدث بھی۔ مزید یہ کہ وہ متعدد کتابوں کے مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ نیک و صالح اور عابد وزاہد بھی تھے۔ آجری کی وفات مکہ مکرمہ میں ۳۶۰ ھ کو ہوئی۔

تہذیب الآثار طبری:

یہ ابوجعفر محمد بن یزید بن خالد طبری کی تصنیف ہے، طبری طبرستان کی نسبت سے کہلاتے ہیں پہلے طبرستان میں رہتے تھے پھر طبرستان ہی کے ایک دوسرے علاقے آمل کی طرف منسوب ہو کر آملی کہلائے۔

صحیح قول کے مطابق طبری کی وفات بغداد میں ۳۱۰ ھ کو ہوئی۔ تہذیب الآثار طبری کی بہترین تصانیف میں شمار ہوتی ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت ابوبکر کی صحیح الاسناد احادیث سے ابتدا کی اور ان میں سے ہر ایک روایت پر مختلف طرق اور علل کے حوالے سے کلام کیا ہے پھر اس میں جو جو سنتیں اور فقہ و احکام کی باتیں ہیں ان کو نمایاں کیا ہے پھر اس میں علماء کا اختلاف اور ان کے دلائل بیان کیے ہیں اس کے ساتھ جو معانی و مطالب اور اہم اور دلچسپ باتیں تھیں وہ بھی بیان کی ہیں۔

اس طریقے سے انہوں نے عشرہ مبشرہ اہل بیت اور ان کے آزاد کردہ غلاموں کی روایات کے ساتھ ساتھ حضرت ابن عباس کی روایت کردہ احادیث کا بھی ایک بڑا حصہ جمع کر دیا ہے لیکن افسوس کہ طبری اپنی اس نادر اور موسوعاتی تصنیف کو پورا کرنے سے قبل انتقال کر گئے ورنہ یہ فقہ الحدیث کا ایک مکمل انسائیکلو پیڈیا ہوتا۔ کم حسرات فی بطون المقابر!

شرح معانی الآثار طحاوی:

یہ ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبدالملک الازدی الطحاوی کی تصنیف ہے۔

ازدی تو یمن کے ایک قبیلے ازد کی نسبت سے مشہور ہیں اور طحاوی کی نسبت ابن الاثیر کے بقول مصر کی ایک بستی طحا کے اعتبار سے ہے جبکہ سیوطی کا کہنا یہ ہے کہ طحاوی طحا کے باشندے نہیں بلکہ اس کے قریب ہی دوسری بستی طحطوط کے رہنے والے تھے۔ لیکن اس کی نسبت طحطوطی بنتی تھی جو انہیں پسند نہیں تھی اس لیے انہوں نے اپنے آپ کو اس کی بجائے ساتھ والی بستی ''طحا'' کی طرف منسوب کیا۔

طحاوی بڑے علم والے امام اور حدیث میں حافظ و ماہر تھے، امام طحاوی امام شافعی کے جلیل القدر شاگرد مزنی کے بھانجے تھے۔ ان کی وفات مصر میں ہوئی اور ۳۲۱ھ کو قرافہ میں تدفین عمل میں آئی۔

طحاوی کی یہ کتاب بڑی جلیل الشان کتاب ہے اس کی ترتیب ابواب فقہ اور کتب کے اعتبار سے ہے اور اس میں انہوں نے وہ تمام مرویات ذکر کی ہیں جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض روایات دوسری بعض کے معارض اور متضاد ہیں اور ایک دوسری کی ناسخ یا مطلق کی مقید ہے اور یا یہ کہ ایک پر عمل ضروری ہے دوسری پر ضروری نہیں۔ اس طرح باہم بادی النظر میں متعارض روایات کو جمع کر کے تعارض اٹھایا ہے اور تطبیق بٹھائی ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

علامہ بدرالدین عینی نے نخب کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے اور اس کے رجال اور راویوں کے حالات علیحدہ سے مبانی الاخبار فی شرح معانی الآثار کے نام سے جمع کیے ہیں۔

معانی الاخبار، کلاباذی:

یہ ابوبکر محمد بن اسحاق الکلاباذی البخاری کی تصنیف ہے، اس کا نام بحر الفوائد بھی ہے۔ کلاباذی کے حالات وواقعات کا ذکر آگے آرہا ہے۔

معرفۃ السنن والآثار، للخطابی:

یہ ابوسلیمان حمد بن محمد ابراہیم بن خطاب البستی الخطابی کی تصنیف ہے۔ خطابی کی نسبت ان کے جد اعلیٰ خطاب کی وجہ سے ہے جن کا ابھی ان کے نسب نامے میں ذکر آیا ہے اور ان خطاب کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ کے بھائی زید بن خطاب کی

نسل میں سے ہیں۔ بعض حضرات نے خطابی کا نام حمد کی بجائے احمد ذکر کیا ہے جبکہ یہ غلط ہے۔ خطابی فقیہ بھی تھے اور مشہور محدث و حافظ بھی۔ سنن ابوداؤد کی مشہور شرح ''معالم السنن'' اور دیگر متعدد کتابوں کے مصنف بھی یہی خطابی ہیں خطابی کی تاریخ وفات ۳۸۸ھ ہے۔

مخصوص موضوعات پر کتب حدیث:

یہ تو احادیث کی وہ کتابیں اور مجموعے تھے جن میں تمام ابواب پر عمومی طور سے یا قدرے خصوص کے ساتھ روایات جمع کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ ذیل میں ان کتابوں کا تذکرہ ہے جن میں کسی ایک متعین موضوع یا باب سے متعلق حدیثی مواد جمع کیا گیا ہے۔ جیسے

(۱) کتاب التصدق بالنظر للہ: مصنف: آجری

(۲) تثبیت الرویا للہ : مصنف: ابونعیم الاصفہانی

(۳) الاخلاص : مصنف: ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس جو ابن ابی الدنیا کے نام سے معروف تھے ان کا بنوامیہ سے ولاء کا تعلق تھا جس کی وجہ سے اموی بھی کہلاتے تھے۔ بغداد کے رہنے والے اور متعدد مشہور اور مفید کتابوں کے مصنف اور حدیث میں بلند پائے کے امام تھے۔ ان کی وفات ۲۸۱ھ کو ہوئی۔

کتاب الاخلاص: ابن الجوزی:

(۴) کتاب الاخلاص: لابن الجوزی: ان کا پورا نام ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمن بن ابی الحسن علی بن محمد بن علی ابن الجوزی ہے۔

ابن الجوزی کی وجہ تسمیہ کے بارے میں متعدد آراء ہیں۔ ایک یہ کہ ان کے گھر میں اخروٹ کا درخت تھا اور ان کے علاوہ پورے شہر میں کسی کے ہاں بھی اخروٹ کا درخت نہیں تھا۔

دوسری رائے یہ ہے کہ یہ مشہور مقام ''فرضۃ الجوز'' کی نسبت سے جوزی کہلاتے ہیں۔

اس کے علاوہ ایک مرجوح وجہ ہے۔ تیسری رائے بھی ہے کہ یہ اخروٹ کی تجارت کیا کرتے تھے اس وجہ سے ابن الجوزی ہو گئے لیکن یہ صحیح رائے نہیں۔ واضح رہے کہ جوز عربی میں اخروٹ کو کہتے ہیں۔

امام ابن الجوزی قبیلہ قریش میں سے آگے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی نسل سے تعلق

رکھتے تھے۔ فقہی روش اور مکتب فکر حنبلی تھا۔ وعظ کہا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ تقریباً ہر فن میں اڑھائی سو کے قریب تصانیف بھی لکھی ہیں۔ یہ حالات وتفصیلات سبط ابن الجوزی کے حوالے سے ہیں۔

ابن الجوزی کی وفات بغداد میں سن ۵۹۵ھ کو ہوئی۔

کتاب الایمان، رستہ وغیرہ:

کتاب الایمان: ابوبکر ابن ابی شیبہ

کتاب الایمان: ابوالفرج یا ابوالحسن عبدالرحمٰن بن عمر بن یزید بن کثیر الزہری اور صبہانی الحافظ (متوفی ۲۴۶ھ) یہ رستہ کے لقب سے بھی معروف تھے۔ ان حضرات کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی ایمان کے موضوع پر علیحدہ سے کتابیں لکھی ہیں۔

کتاب التوحید واثبات الصفات:

(۶) کتاب التوحید واثبات الصفات: مصنف

کتاب التوحید واثبات الصفات: ابوبکر بن خزیمہ، یہ کئی اجزاء پر مشتمل ہے۔

کتاب التوحید واثبات الصفات: ابوعبداللہ بن مندہ یہ وہی ابواسحاق اصفہانی جن کا تذکرہ پیچھے آ چکا ہے ان دونوں کے علاوہ اور حضرات محدثین کی بھی اس موضوع پر کاوشیں ہیں۔

کتاب الاسماء والصفات، بیہقی:

(۷) کتاب الاعتقاد والهدایۃ الی سبیل الرشاد :مصنف: امام بیہقی

(۸) کتاب الاسماء والصفات: مصنف: امام بیہقی

ذم الکلام: شیخ الاسلام الہروی:

(۹) ذم الکلام: یہ ابواسماعیل عبداللہ بن محمد بن علی بن مت الانصاری الہروی کی تصنیف ہے جو شیخ الاسلام کے لقب سے بھی معروف تھے، یہ منازل السائرین کے مصنف ہیں، ان کی وفات ۴۸۱ھ کو ہوئی۔

کتاب الطہور، قاسم بن سلام:

(۱۰) کتاب الطہور، مصنف: ابوعبید القاسم بن سلام۔

ان کا تعارف یہ ہے کہ ان کے والد ہراۃ کے رہنے والے کسی آدمی کے غلام تھے اور رومی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔

قاسم بغداد کے رہنے والے تھے، شافعی مذہب میں فقیہ اور حدیث میں حافظ کے رتبے پر فائز تھے ان کی وفات مکہ میں ہوئی، ایک خیال یہ ہے کہ مدینہ میں ہوئی۔ بہرحال سن وفات تقریباً ۲۲۴ھ ہے۔

کتاب الطہور، امام ابوداؤد السجستانی

(۱۱) اسی طرح امام ابوداؤد السجستانی جن کی صحاح ستہ میں سنن ابوداؤد شامل ہے۔ انہوں نے بھی طہارت پر علیحدہ سے کتاب الطہور تصنیف فرمائی۔ امام ابوداؤد کی تاریخ وفات ۳۱۶: ھ ہے۔

(۱۲) الانتفاع بجلود السباع: مصنف امام مسلم بن حجاج القشیری

(۱۳) فضل السواک: مصنف امام ابونعیم الاصفہانی

(۱۴) خصائل السواک: مصنف امام ابوجعفر احمد بن اسماعیل الطالقانی

پہلے طالقانی تھے پھر قزوین کی وجہ سے قزوینی ہوئے۔ ان کی تاریخ وفات کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔ ان کی یہ کتاب بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔

کتاب الصلاۃ

(۱۵) اس کے مصنف، ابونعیم فضل بن دکین الکوفی التیمی الملاتی ہیں۔ یہ امام بخاری کے بڑے شیوخ میں سے ہیں۔ ان کی وفات ۲۱۸ھ کو ہوئی۔

(۱۶) کتاب الصلاۃ: مصنف، ابوعبداللہ محمد بن نصر المروزی الشافعی یہ بڑے امام کے درجے کے فقہاء میں سے ایک تھے، بہت سی جلیل القدر تصنیفات کے مصنف ہیں۔ ۲۹۶ھ کو سمرقند میں وفات ہوئی۔

(۱۷) کتاب الاذان: مصنف: ابوالشیخ ابن حیان

(۱۸)　کتاب المواقیت　:مصنف: ابوالشیخ ابن حیان

(۱۹)　کتاب النیۃ　:مصنف: ابن ابی الدنیا

(۲۰)　القرأۃ خلف الامام　:مصنف: امام بخاریؒ

(۲۱)　رفع الیدین فی الصلوٰۃ: مصنف: امام بخاریؒ

(۲۲)　کتاب البسلمہ　:مصنف: ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری القرطبی المالکی۔

صفۃ الصلاۃ، ابن حبان، نماز کی سنتیں:

(۲۳)　کتاب صفۃ الصلاۃ: اس کے مصنف ابوحاتم ابن حبان ہیں۔ ابن حبان اپنی کتاب التقاسیم میں فرماتے ہیں:۔

چار رکعت کی نماز میں نبی علیہ السلام سے منقول چھ سو روایات وسنن ہیں جن کو ہم نے فصل وار اپنی کتاب صفۃ الصلاۃ میں ذکر کیا ہے۔

(۲۴)　کتاب القنوت:　مصنف: ابوالقاسم ابن مندہ۔

(۲۵)　سجدات القرآن:　مصنف: ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق بن بشیر الحزمی البغدادی الشافعی۔ ان کی وفات بغداد میں سن ۲۸۵ھ کو ہوئی۔ یہ بہت سی تصانیف کے مصنف ہیں۔

(۲۶)　قیام اللیل　مصنف: محمد بن نصر

(۲۷)　کتاب التہجد:　مصنف: ابن ابی الدنیا

(۲۸)　کتاب العیدین:　مصنف: ابن ابی الدنیا

کتاب العیدین:　مصنف: ابوبکر جعفر بن محمد بن حسن الفریابی، یہ ترکستان کے ایک شہر فریاب کی نسبت سے فریابی کہلاتے ہیں ان کی وفات سن ۳۰۱ کو بغداد میں ہوئی۔

(۲۹)　صلاۃ الضحیٰ ابوعبداللہ الحاکم (صاحب مستدرک علی الصحیحین) وغیرہ۔

(۳۰)　کتاب الجنائز　ابوحفص بن شاہین۔

(۳۱) اتباع الجنائز ابراہیم الحربی۔
(۳۲) کتاب العزاء ابن ابی الدنیا۔
(۳۳) کتاب المحتضرین ابن ابی الدنیا۔
(۳۴) حیاۃ الانبیاء البیہقی
(۳۵) کتاب الزکاۃ ابومحمد امام یوسف بن یعقوب القاضی۔
(۳۶) کتاب الاموال ابوعبید

کتاب الاموال

کتاب الاموال ابوالشیخ

کتاب الاموال: ابواحمد حمید بن مخلد بن قتیبہ بن عبداللہ النسائی الازدی۔ یہ اپنے والد کے لقب ''زنجویہ'' (بروزن سیبویہ) کی وجہ سے ابن زنجویہ کہلاتے تھے، ان کی وفات سن ۲۴۸ھ کو بغداد میں ہوئی۔

ان کی کتاب الاموال مکمل طور سے مستقل کتاب نہیں بلکہ گویا ابوعبید کی کتاب الاموال کی متخرج ہے۔ بعض شیوخ میں دونوں میں اشتراک ہے جبکہ دیگر جگہوں میں انہوں نے زائد روایات بھی نقل کی ہیں۔

(۳۷) کتاب الصیام : جعفر بن محمد الفریابی۔
کتاب الصیام : یوسف القاضی
(۳۸) الصوم والاعتکاف : ابوبکر بن ابوعاصم
(۳۹) صدقۃ الفطر : جعفر الفریابی
(۴۱) الضحایا والعقیقہ : ابوالشیخ
(۴۲) الرمی : ابن ابی الدنیا
(۴۳) السبق والرمی : ابوالشیخ
(۴۴) الایمان والنذور : ابوعبید قاسم بن سلام
(۴۵) الایمان والنذور : ابوبکر بن ابوعاصم

(۴۶) المرض والکفارات : ابن ابی الدنیا

کتاب الجہاد، ابن عساکر

(۴۷) کتاب الجہاد، بہاء الدین ابومحمد قاسم بن علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن حسین کی تصنیف ہے۔ یہ حافظ بن حافظ اور ابن عساکر کے نام سے معروف ہیں۔ ان کی وفات سن ۶۰۰ ہجری کو دمشق میں ہوئی۔ یہ مشہور کتاب تاریخ ابن عساکر کے مصنف کے بیٹے ہیں۔ ان کی یہ کتاب الجہاد دو جلدوں پر مشتمل ہے لیکن انہوں نے کثرت اسانید اور تعدد طرق کی وجہ سے پانچ تک پہنچا دیا ہے۔

سب سے پہلی کتاب الجہاد، عبداللہ بن مبارک:

اسی طرح ابو بکر بن ابو عاصم کی بھی کتاب الجہاد ہے، ان کے علاوہ ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مبارک نے المروزی الحنظلی کی بھی کتاب الجہاد ہے۔

حنظلی کی نسبت بنو حنظلہ کے آزاد کردہ غلام ہونے کی وجہ سے ہے، عبداللہ بن مبارک خود تبع تابعین میں سے ہیں۔ حدیث کے حافظ اور بڑے نامور لوگوں میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے جہاد کے موضوع پر علیحدہ سے پہلی کتاب تصنیف کی۔ عبداللہ بن مبارک کی وفات سن ۲۸۲ھ کو دریائے فرات پر واقع ایک شہر ہیت میں ہوئی۔

(۴۹) کتاب النکاح: جعفر فریابی
کتاب النکاح: ابوالشیخ بن حبان
کتاب المناکح: ابوعبید قاسم بن سلام
(۵۰) کتاب عشرۃ النساء: ابوالقاسم الطبرانی
(۵۱) کتاب الاکراہ: محمد بن حسن الشیبانی
(۵۲) کتاب البیوع: ابوبکر الاثرم

کتاب القضاء: ابوسعید النقاش

(۵۳) کتاب القضاء والشہود یہ ابوسعید محمد بن علی بن عمرو بن مہدی النقاش کی تالیف ہے۔ نقاش چھتوں وغیرہ میں بیل بوٹے بنانے والے کو کہتے ہیں۔ یہ اصفہان کے باشندے

تھے اور حدیث کے باب میں معتمد اور ثقہ تھے۔ ۱۴۳ھ کو ان کی وفات ہوئی۔

(۵۴) کتاب القضاء بالیمین مع الشاہد : دار قطنی

(۵۵) کتاب القطع والسرقۃ : ابوالشیخ بن حبان

(۵۶) کتاب الولاء والعتق وام الولد والمکاتب والمدبر۔ یہ امام احمد کی روایت سے ابوبکر الاثرم کی جمع کردہ تالیف ہے۔

(۵۷) کتاب الفرائض الوصایا :ابوالشیخ ابن حبان۔

(۵۸) کتاب الاستئذ :عبداللہ بن مبارک

(۵۹) کتاب الاشربہ :امام احمد بن حنبل

(۶۰) کتاب الاشربہ :امام بخاری

(۶۱) کتاب الاشربہ :ابوبکر بن ابی عاصم

(۶۲) کتاب الاطعمہ :ابوبکر بن ابی عاصم

(۶۳) اکرام الضیف :ابراہیم الحزمی

(۶۴) الوالدین :ابراہیم الحزمی

الوالدین :امام بخاری

(۶۵) کتاب البر والصلۃ :عبداللہ بن مبارک

(۶۶) کتاب الاحداث :ابوعبید قاسم بن سلام

(۶۷) کتاب الملاحم :ابوداؤد (السجستانی)

(۶۸) کتاب الفتن :ابوالشیخ ابن حبان

(۶۹) کتاب الفتن والملاحم :ابوعبداللہ، نعیم بن حماد بن معاویۃ بن حارث الخزاعی المروزی

یہ مصر میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ مسند کی جمع و ترتیب میں سب سے پہلا ان کا ہی نام ہے۔ ۲۲۸ھ کو سامرہ میں حالت قید میں ان کی وفات ہوئی۔

(۷۰) کتاب المہدی :ابونعیم

اشراط الساعۃ، مقدسی

(۸۱) اشراط الساعۃ ابو محمد عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی بن سرور المقدسی۔

یہ پہلے بیت المقدس کے رہنے والے تھے پھر دمشق میں آ گئے۔ ان کا لقب تقی الدین اور محدث الاسلام ہے۔ مقدسی کی متعدد تصانیف ہیں۔ آخر عمر میں یہ مصر آ گئے۔ وہیں ۶۰۰ھ کو ۵۹ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا اور قرافہ میں دفن ہوئے۔

کتاب البعث والنشور:

(۸۲) کتاب البعث والنشور : ابو بکر بن ابی داؤد
کتاب البعث والنشور : ابن ابی الدنیا
کتاب البعث والنشور : ابو بکر البیہقی۔
کتاب البعث والنشور : ضیاء مقدسی وغیرہ حضرات۔

اخلاق و آداب اور فضائل پر کتب حدیث:

یہاں تک تو نمبروار حدیث کی ان کتابوں کا تذکرہ تھا جن میں کسی فقہی یا کلامی یا عمومی نوعیت کے متعدد موضوعات پر علیحدہ کتابیں یا رسالے اور اجزاء لکھے گئے اس کے علاوہ ترغیب و ترہیب، آداب و اخلاق اور فضائل کے اہم موضوعات پر علیحدہ سے بھی بہت سا ذخیرہ موجود ہے ان کی اہمیت اور کثرت کے پیش نظر ان کا ذکر علیحدہ باب میں کیا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے ابن ابی الدنیا کی تالیفات کا تناسب زیادہ ہے۔ ذیل میں ان کی تصانیف کے صرف نام ذکر کیے جاتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا کی رنگا رنگ تصنیفات:

(۱) کتاب ذم الغیبہ (۲) کتاب ذم الحسد (۳) کتاب ذم الدنیا (۴) کتاب ذم الغضب (۵) کتاب ذم الملاہی (۶) کتاب الصمت (۷) کتاب مکاید الشیطان لاہل الایمان (۸) کتاب التقویٰ (۹) کتاب صفۃ الجنۃ وصفۃ النار (۱۰) کتاب التوبہ (۱۱) کتاب التفکر والاعتبار (۱۲) کتاب البکاء (۱۳) کتاب التوکل (۱۴) کتاب الیقین (۱۵) کتاب قری الضیف (مہمان کی ضیافت) (۱۶) کتاب حسن الظن باللہ (۱۷) کتاب الصبر (۱۸) کتاب من عاش

بعد الموت اس میں ان لوگوں کے حالات ہیں جو موت کے بعد زندہ ہوئے۔ (۱۹) کتاب العقوبات (سزاؤں کا بیان) (۲۰) کتاب فضل الاخوان (بھائیوں کی فضیلت) (۲۱) کتاب الذکر (۲۲) کتاب قصر الامل (امیدوں کو مختصر کرنے کا بیان) (۲۳) کتاب الاہوال (خوفنا کیوں کا بیان) (۲۴) کتاب الجوع (بھوک کا بیان) (۲۵) کتاب السحاب والمطر (بارش و بادل کا بیان) (۲۶) کتاب قضاء الحوائج (حاجات اور تقاضے پورے کرنے کا بیان) (۲۷) کتاب ذکر الموت (موت کا بیان) (۲۸) کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر (۲۹) کتاب اصطناع المعروف (نیکی کرنے کا بیان) (۳۰) کتاب اصلاح الدین (دین کی درستی کا بیان) (۳۱) کتاب التواضع والخمول (عاجزی اور گمنامی کا بیان) (۳۲) کتاب محاسبۃ النفس (۳۳) کتاب القناعہ (۳۴) کتاب الطواعین (نیکی اور صدقہ کرنے والوں کا بیان) (۳۵) کتاب العزلۃ (گوشہ نشینی کا بیان (۳۶) کتاب مجابی الدعوۃ (ان لوگوں کا بیان جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔) (۳۷) کتاب المنامات (خوابوں کا بیان) (۳۸) کتاب المتمنین (آرزوئیں کرنے والوں کا بیان) (۳۹) کتاب الشکر یہ چالیس کے قریب کتابیں ہیں اور سب کی سب ابن ابی الدنیا کی تالیفات ہیں۔

کتاب الشکر، خرائطی:

(۴۰) کتاب الشکر ابوبکر محمد بن جعفر بن محمد بن سہل بن شاکر الخرائطی السامری، یہ حافظ الحدیث تھے۔ سن ۳۲۸ھ کو شام کے شہر یافا میں وفات ہوئی۔

(۴۲) اعتدال القلوب الخرائطی

(۴۳) مساوی الاخلاق ومکارم الاخلاق الخرائطی

مساوی الاخلاق ومکارم الاخلاق طبرانی

طبرانی کی یہ کتاب تقریباً دو جزوں پر مشتمل ہے۔ اسی طرح اس نام سے ابوبکر بن لال کی بھی ایک تصنیف ہے۔

(۴۴) کتاب اخلاق النبیؐ ابوالشیخ ابن حبان

(۴۵) کتاب التوبیخ ابوالشیخ ابن حبان

(۴۶) ذم الغیبہ ابراہیم الحزمی

(۴۷) کتاب الزہد امام احمد بن حنبل

زہد کے باب میں یہ کتاب سب سے بہترین کتاب ہے، البتہ اس کی ترتیب اسماء کے مطابق ہے اور ابن مبارک کی بھی کتاب الزہد ہے اور وہ ابواب کی ترتیب پر ہے۔ لیکن اس میں بے کار احادیث بھی ہیں۔

کتاب الزہد، ہناد بن السری:

(۴۸) کتاب الزہد ابوالسری (ہناد بن السری) بن مصعب التمیمی الدارمی۔ یہ مشہور محدث اور کوفہ میں بڑے رتبے اور مرجعیت والے عالم حدیث تھے زہد اور قابل تقلید زندگی کے مالک تھے۔ ان کی وفات ۲۴۳ھ کو ہوئی۔ ان کی اس کتاب کی خاصی ضخامت ہے۔

ہناد صغیر اور ہناد کبیر:

واضح رہے کہ ہناد نام کے دو راوی ہیں اور دونوں کوفی ہیں، پہلے ہناد ہناد کوفی کبیر ہیں جبکہ دوسروں کا عرف ہناد الصغیر ہے۔

(۴۹) اسی طرح ابوبکر بیہقی کی بھی کتاب الزہد ہے بلکہ انہوں نے اس نام سے دو کتابیں لکھی ہیں ایک کتاب الزہد الصغیر اور دوسری کتاب الزہد الکبیر۔

(۵۰) کتاب الدعا طبرانی یہ بڑی ضخیم جلد پر مشتمل ہے۔

کتاب الدعا ابن ابی الدنیا۔

کتاب الدعوات اور نسفی:

کتب حدیث میں اذکار اور دعوات کے موضوع پر مزید کتابوں میں یہ بھی شامل ہیں۔

(۱) الاربعون الادریسیہ یہ مشہور کتاب ہے۔

(۲) کتاب الدعوات ابوالعباس جعفر بن محمد بن معتز بن المستغفر المستغفری النسفی

یہ ماوراء النہر کے مشہور شہر نسف کے رہنے والے تھے اور وہاں خطیب بھی تھے اور مستغفری کی نسبت اپنے جد اعلیٰ مستغفر کی وجہ سے ہے۔ نسفی کی وفات ۴۳۲ھ کو نسف میں ہی

ہوئی۔

نسفی کی اس کے علاوہ اور بھی تصنیفات ہیں جن میں سے فضائل القرآن اور الشمائل والدلائل، معرفۃ الصحابۃ والاوائل، الطلب اور المسلسلات وغیرہ نمایاں ہیں۔

لیکن اکثر محدثین کی روش یا کمزوری سے نسفی بھی مستثنیٰ نہیں چنانچہ روایات کی حیثیت بتائے بغیر موضوعات کو بھی روایت کر دیتے ہیں۔

(۳) کتاب الدعوات الکبیر ابوبکر البیہقی

قاضی ابو یوسفؒ

(۴) کتاب الذکر والدعاء یہ قاضی القضاۃ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری کی کتاب ہے۔ قاضی ابو یوسف کوفہ۔ کے رہنے والے اور عراق کے بڑے فقیہ تھے۔ اس کے علاوہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے شاگرد اور رفیق کار بھی تھے۔ ابو یوسف کے بارے امام الجرح والتعدیل یحیٰ بن معین کا کہنا یہ ہے:

اصحاب الرای میں امام ابو یوسف سے زیادہ احادیث اور ضبط کسی اور کے پاس نہیں۔

یہ صاحب رائے ہی نہیں صاحب وسنت وحدیث بھی ہیں امام ابو یوسف ۱۸۲ھ کو فوت ہوئے۔

کتاب العقل، اور ابو سلیمان البکراوی:

(۵) کتاب العقل یعنی فضائل عقل یہ ابو سلیمان داؤد بن محبر بن قحذم الثقفی البکراوی البصری کی تالیف ہے، بکراوی پہلے بصرہ کے باشندے تھے پھر بغداد میں سکونت اختیار کرلی۔ ۲۰۶ھ کو وفات پائی۔

ان کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کی آراء کچھ اس طرح ہیں:

(الف) دارقطنی: متروک (یعنی ان کی حدیث نہ لی جائے)۔

(ب) ذہبی: قزوین کی فضیلت میں ان کی حدیث موضوع ومن گھڑت ہے اور یہ ابن ماجہ کے ان راویوں میں سے ہے جس کی وجہ سے ابن ماجہ نے اپنی کتاب کو داغدار بنالیا ہے۔

(ج) تقریب میں ہے کہ بکروای کی عقل کے موضوع پر لکھی جانے والی کتاب موضوعات اور من گھڑت روایتوں کا پلندا ہے۔

کتاب الریحان، ابن فارس اللغوی:

(۶) کتاب الریحان والروح۔ یہ ابوالحسین احمد بن زکریا (بن فارس) الرازی کی تصنیف ہے۔ رازی مالکی فقیہ اور مختلف علوم وفنون خصوصاً لغت میں امامت کے درجے پر فائز تھے۔ اسی وجہ سے ان کی عام شہرت میں انہی ''ابن فارس اللغوی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ رازی کی متعدد تصنیفات ہیں اور ان کی وفات، ایک خیال کے مطابق ۳۹۰ جبکہ دوسری رائے میں ۳۷۵ھ کو ہوئی۔

المجتنیٰ، ابن درید:

(۷) المجتنیٰ، ابوبکر محمد بن حسن الازدی البصری کی تصنیف ہے یہ ابن درید کے نام سے معروف تھے اور لغت میں مہارت رکھتے تھے۔ ابن درید کی وفات شعبان ۳۲۰ھ کو ہوئی۔

ابن درید کی یہ کتاب ایک مجموعہ انتخاب ہے جس میں حکایات، الفاظ، اشعار، حقائق حکمتیں اور اسانید کے ساتھ روایات موجود ہیں۔

کتاب النجوم، خطیب بغدادی:

(۸) النجوم: یہ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت کی تصنیف ہے جو خطیب بغدادی کے نام سے جانی پہچانی شخصیت ہیں۔

خطیب بغدادی شافعی مذہب سے منسلک تھے اور حدیث میں مشہور امام و حافظ تھے۔

خطیب کی مختلف علوم وفنون میں متعدد تصانیف ہیں۔

خطیب کی وفات ۴۶۳ ہجری کو بغداد میں ہوئی اور مشہور زاہد و عابد بشر حافی کے پہلو میں باب حرب میں دفن ہوئے۔

خطیب بغدادی مشرق کے علاقوں کے حافظ تھے۔ ادھر اسی دور میں اندلس کے علاقو میں ابن عبدالبر اسی پائے کے آدمی تھے اور عجب اتفاق یہ کہ دونوں کی وفات ایک ہی

سال میں ہوئی۔

(۹) کتاب البخلاء یہ بھی خطیب بغدادی کی تالیف ہے۔

(۱۰) الفرج بعد الشدة ابن ابی الدنیا وغیرہ۔

(۱۱) العظمة ابوالشیخ ابن حیان

اس میں مصنف نے عظمت باری تعالیٰ اور ملکوت کے عجیب وغریب حالات اور نوادر قصے ذکر کیے ہیں۔

(۱۲) الادب ابوالشیخ ابن حیان، اس میں انہوں نے اچھے اخلاق اختیار کرنے اور قول وفعل میں ان چیزوں اور رویوں کو اپنانے کی ترغیب دی ہے جو قابل تعریف اور ستائش ہیں۔

(۱۳) الادب ابوبکر البیہقی۔

اس میں بیہقی نے نیکی وصلہ رحمی، عمدہ اخلاق، آداب اور کفارات سب کو شامل کر دیا ہے، یہ ایک جلد پر مشتمل ہے۔

(۱۴) ادب النفوس ابوبکر الآجری۔

(۱۵) التفرد والعزلہ ابوبکر الآجری۔

(۱۶) الادب المفرد امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری۔

اس کو مفرد کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ صحیح بخاری میں شامل کتاب الادب سے علیحدہ مستقل تالیف ہے اور اس میں صحیح بخاری میں مذکورہ کتاب کی احادیث سے زیادہ احادیث ہیں اور اس میں موقوف احادیث تھوڑی ہیں، یہ کتاب بڑی سودمند ہے۔ امیر نے یہ ذکر کیا ہے کہ یہ ایک ضخیم کتاب ہے جو دس اجزاء پر مشتمل ہے البتہ جو ہمارے سامنے ادب مفرد ہے وہ ایک باریک جلد پر مشتمل ہے جس کے تقریباً ایک سو بیس ورقے ہیں۔

(۱۷) خلق افعال العباد امام بخاری۔

المجالسة وجواہر العلم، دینوری:

(۱۸) المجالسة وجواہر العلم ابوبکر احمد بن مروان بن محمد دینوری۔

دینور موصل اور آذربائیجان کے درمیان ایک شہر ہے اسی کی نسبت سے یہ دینوری کہلاتے ہیں۔

دینوری مالکی مذہب کے قاضی بھی تھے، بعد میں مصر منتقل ہو گئے تھے۔ پھر وہیں مصر میں ہی ۲۹۸ھ کو چوراسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔

دینوری نے اس کتاب میں تفسیر، عظمت الٰہی، احادیث اور آثار کی قبیل سے بہت سے علوم اکٹھے کر دیئے ہیں۔

ان کی یہ کتاب ۲۶ حصوں میں ایک جلد پر مشتمل ہے۔

کسی نے اس کی نخبة الموانسه من كتاب المجالسه کے نام سے تلخیص بھی کی ہے۔

ادب الصحبۃ، نیشاپوری صوفی:

(۱۹) الفنون وادب الصحبۃ: ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین بن موسیٰ السلیمی نیشاپوری۔ سیلمی کی نسبت اپنے ایک جداعلیٰ سلیم کی وجہ سے ہے، یہ نیشاپور کے باشندے تھے حدیث میں بلند پائے کے حامل تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ، زہد وورع بھی پورا پورا تھا اور خراسان کے علاقے میں صوفیہ کے شیخ اور مرجع تھے۔ نیشاپوری صاحب کرامات ہونے کے ساتھ ساتھ سو کے قریب کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔

روایت حدیث کے باب میں ثقہ اور معتمد ہیں اور قطان نے ان کے بارے میں جو یہ کہا ہے کہ یہ طبقہ صوفیا کے لیے احادیث گھڑا کرتے تھے یہ ناقابل اعتبار بات ہے۔

نیشاپوری ۴۱۲ ہجری کو فوت ہوئے۔

(۲۰) کتاب الامثال ابوعبید القاسم بن سلام

کتاب الامثال، ابن احمد العسکری

(۲۱) کتاب الامثال: ابن احمد بن الحسن بن عبداللہ سعید بن اسماعیل بن زید بن حکیم اللغوی۔ العسکری۔

ان کو عسکری کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ''عسکر مکرم'' شہر کے رہنے والے تھے، عسکر مکرم کا یہ

شہر اہواز کے ضلعوں میں سے ایک ضلع ہے اور اس شہر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اسے چونکہ مکرم باہلی نے ڈیزائن کیا اور بسایا تھا اس لیے اسے عسکر مکرم کہہ دیتے ہیں۔ عسکری کی وفات ۳۸۲ھ کو ہوئی۔

کتاب الامثال، ابو ہلال عسکری:

(۲۱) اسی طرح عسکری کے شاگرد اور ان کے ہم نام اور ہم شہر ایک دوسرے عالم ابو ہلال حسن بن عبداللہ بن سہل بن سعید بن یحییٰ نے بھی کتاب الامثال لکھی۔ یہ ابن مہران عسکری کے نام سے معروف ہیں۔ کشف الظنون میں متعدد جگہ میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق ان کی وفات ۳۹۵ھ کو ہوئی اور بغیۃ الوعاۃ میں یہ بھی تفصیل ہے کہ اس سال شعبان میں یہ زندہ تھے یعنی قرینہ یہ ہے کہ اس سال کے آخر میں کہیں فوت ہوئے ہوں گے۔

کتاب الامثال، ابن عبداللہ العسکر ی:

(۲۲) اسی طرح ابوالحسن علی بن سعید بن عبداللہ العسکر ی نے بھی کتاب الامثال لکھی یہ عسکر سامرا کی وجہ سے عسکری کہلاتے ہیں۔ یہ بعد میں رے میں آ کر مقیم ہو گئے تھے، حدیث میں ماہر تھے۔

ان کی وفات ۳۱۳ ہجری کو ہوئی۔ عسکری نے اپنی اس کتاب میں نبی علیہ السلام سے ایک ہزار ایسی احادیث نقل کی ہیں جن میں ایک ہزار امثال بیان کی گئی ہے۔ ابو احمد عسکری نے بھی اپنی کتاب الامثال میں اسی اسلوب پر کام کیا ہے۔

کتاب الامثال، رامہرمزی:

(۲۳) کتاب الامثال: ابو محمد الحسن بن عبدالرحمٰن بن خلاد الفارسی الرامہرمزی۔

رام ہرمز خورستان کے نواح میں ایک شہر کا نام جس کا باشندہ ہونے کی وجہ سے یہ رامہرمزی کہلاتے ہیں۔

رامہرمزی حدیث کے ماہر تھے اور ساتھ ساتھ قاضی بھی تھے، رامہرمزی ۳۶۰ ہجری کے قریب تک اپنے شہر میں رہے۔

علوم حدیث کی مشہور کتاب ''المحدث الفاصل بین الراوی والواعی'' کے مولف یہی رامہرمزی ہیں۔

الامثال والاوائل، ابوعروبہ الحرانی

(۲۴) الامثال والاوائل: ابوعروبہ حسین بن محمد بن مودود بن حماد السلمی الحرانی۔ یہ حدیث کے ماہر تھے۔ان کی وفات ۳۱۸ ہجری کو ہوئی اسی طرح الاوائل کے نام سے ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابوالقاسم الطبرانی نے بھی کتابیں لکھیں۔

کتاب الطب، دینوری:

(۲۵) کتاب الطب ابونعیم۔

کتاب الطب ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن اسباط الدینوری۔

یہ دینوری ابن السنی کے نام سے معروف تھے اور بدعت کی ضد میں سنت لائی گئی ہے۔ دینوری مذہب شافعی سے منسلک تھے، یہ امام نسائی کے شاگرد ہیں ان کی وفات ۳۶۳ھ کو ہوئی۔

(۲۶) الطب والامراض ابن ابی عاصم۔

(۲۷) کتاب العلم: اس کے مصنف زہیر بن حرب بن شداد الحربی النسائی ہیں۔ یہ بغداد کے رہنے والے تھے امام مسلم نے ان سے ایک ہزار سے زیادہ روایات لی ہیں نسائی کی وفات ۲۳۴ھ کو ہوئی۔

کتاب العلم، ابن عبدالبر الاندلسی:

(۲۸) کتاب العلم ابن عبدالبر النمری الاندلسی۔

اس کتاب کا پورا نام جامع بیان العلم وفضلہ وماینبغی فی روایتہ وحملہ ہے یعنی ایسی کتاب جس میں علم کی فضیلت اور علم کی روایت کرنے اور خود حاصل کرنے میں جو جو اشیاء ضروری ہیں ان کا مکمل بیان ہے۔

کتاب فضل العلم

(۲۹) کتاب فضل العلم ابونعیم الاصبہانی

کتاب فضل العلم ابوالعباس احمد بن علی بن حرث الموہبی

موہبی کی نسبت صاحب تیسیر کے بقول قبیلہ مغافر کی ایک شاخ موہب (بروزن مجلس) کی وجہ سے ہے۔ان کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہو سکا۔

(۳۰) اقتضاء العلم العمل : ابوبکر الخطیب۔

(۳۱) شرف اصحاب الحدیث والرحلۃ فی طلب الحدیث۔ یہ دونوں کتابیں بھی ابوبکر خطیب بغدادی کی ہی تصنیفات ہیں۔

(۳۲) الانتصار لاصحاب الحدیث: تالیف، ابو المظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار السمعانی (متوفی ۴۸۹ھ)۔

نوادر الاصول فی احادیث الرسول، حکیم ترمذی:

(۳۳) یہ ابوعبداللہ محمد بن علی بن حسن بن بشر کی تصنیف ہے یہ حکیم ترمذی کے نام سے معروف ہیں۔ترمذی بلند پایہ صوفی اور چار اوتار میں سے ایک ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔

ترمذی کی وفات بلخ شہر میں قتل سے ہوئی اور یہ ۲۹۵ ہجری کا واقعہ ہے۔لسان المیز ان میں حافظ صاحب فرماتے ہیں:

حکیم ترمذی تین سو بیس کے قریب تک زندہ تھے کیونکہ ابن الانباری نے یہ ذکر کیا ہے کہ اس نے تین سو اٹھارہ میں ان سے حدیث سنی۔

حافظ صاحب کا یہ بھی کہنا ہے کہ حکیم ترمذی نے تقریباً نوے سال کی عمر پائی تھی اور حکیم ترمذی ہی کا اس کتاب کا ایک اختصار ہے جو اس کے ایک تہائی کے برابر ہے اور یہ چھپ چکا ہے۔

(۳۴) قربان المتقین: یہ ابونعیم اصفہانی کی کتاب ہے۔جس کا پورا نام قربان المتقین فی ان الصلاۃ قرۃ عین العابدین ہے۔یعنی نماز عبادت گزاروں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

الترغیب والترہیب، اصفہانی:

(۳۵) الترغیب والترہیب: یہ اصفہانی کی تالیف ہے، ان کا پورا نام ابوالقاسم اسماعیل بن

محمد بن فضل بن علی القرشی التیمی الطلحی الاصفہانی ہے ان کا لقب قوام الدین تھا۔
اصفہانی کا حدیث کے حفظ وضبط میں اتنا رتبہ اور مقام تھا کہ ان کو بطور مثال ذکر کیا جاتا تھا۔ اصفہانی کی وفات سن ۵۳۵ ہجری کو ہوئی۔ ان کی اس کتاب میں موضوع و من گھڑت احادیث بھی شامل ہیں۔

اسی طرح ابن شاہین اور دیگر محدثین نے بھی ترغیب وترہیب کے نام سے تالیفات چھوڑیں۔

(۳۶) فضائل الاعمال :حمید بن زنجویہ۔
بقول ذہبی، یہ کتاب الاموال کے بھی مولف ہیں۔

(۳۷) کتاب الترغیب والترہیب اور ثواب الاعمال۔
مصنف ابوالشیخ ابن حبان۔

(۳۸) ثواب المصاب بالولد: یعنی اس آدمی کا اجر جسے بیٹے کی وفات کا صدمہ پہنچا ہو، یہ ابوالقاسم علی بن حسن بن ھبۃ اللہ بن عبداللہ بن حسین دمشقی شافعی کی تالیف ہے جو ابن عساکر کے نام سے معروف ہیں۔

یہ خاتمہ الحفاظ اور بڑی بڑی جلیل القدر کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے ایک تاریخ دمشق ہے (جو اسی جلدوں پر مشتمل ہے) ابن عساکر کی وفات سن ۵۷۱ھ کو ہوئی۔

(۳۹) عمل الیوم واللیلۃ :نسائی۔
عمل الیوم واللیلۃ :ابن السنی۔
عمل الیوم واللیلۃ :ابونعیم الاصبہانی وغیرہ حضرات۔

(۴۰) اخبار الثقلاء :ابومحمد الخلال الحلوانی، یہ رسالہ محدثین کے طرز پر تالیف کیا گیا ہے۔

(۴۱) شعب الایمان ابوبکر بیہقی یہ تقریباً چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔

شعب الایمان: حلیمی

(۴۲) یہ ابوعبداللہ حسین بن حسن بن محمد بن حلیم الحلیمی کی تصنیف ہے۔

ان کی ایک نسبت حلیمی ہے جو ان کے دادا کی نسبت سے ہے، دوسری بخاری اور تیسری جرجانی جو جرجان کی نسبت سے ہے اور جرجان ان کی جائے ولادت ہے۔ حلیمی بڑے درجے کے فقیہ و عالم تھے، ماوراء النہر کے علاقے میں اصحاب حدیث کے سردار تھے، اپنے زمانے کے نمایاں اور ذہین لوگوں میں سے تھے۔ اس کتاب کو انہوں نے منہاج الدین کا نام دیا تھا۔ یہ تقریباً تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ ابومحمد عبدالجلیل بن موسیٰ نے اس کا اختصار بھی کیا ہے۔

فضائل قرآن پر کتب حدیث:

(۴۳) فضائل القرآن: امام شافعی، امام شافعی نے اس موضوع پر سب سے پہلی کتاب لکھی

فضائل القرآن: ابن ابی داؤد۔

فضائل القرآن: ابوذر الہروی۔

فضائل القرآن: جعفر بن محمد الفریابی۔

فضائل القرآن: ابوالعباس جعفر بن محمد المستغفری۔

فضائل القرآن: ابوعبداللہ محمد بن ایوب بن یحییٰ المعروف (بابن الضریس) البجلی الرازی (متوفی ۲۹۴ھ) وغیرہ حضرات۔

(۴۴) ثواب القرآن ابن ابی شیبہ۔

(۴۵) فضائل الصحابۃ ابونعیم اصفہانی۔

فضائل الصحابۃ ابوبکر بن ابی عاصم اس کتاب کا نام کتاب الاحاد والثانی ہے۔

(۴۶) فضائل الصحابۃ یہ ابوالحسن خثیمہ بن سلیمان بن حیدرہ القرشی الطرابلسی کی تصنیف ہے۔

طرابلسی مشہور محدث اور طلب علم میں بہت زیادہ سفر کرنے والے تھے۔ یہ حدیث

کے باب میں ثقہ و معتمد ہیں۔ان کی وفات سن ۳۴۳ھ کو ہوئی۔

ابن مندہ فرماتے ہیں: میں نے طرابلس میں ان سے سن کر حدیث کے ایک ہزار جز و لکھے۔

(۴۷) فضائل الصحابۃ مصنف: ابوالمطرف عبدالرحمٰن بن محمد بن عیسیٰ بن فطیس احمد اندلسی القرطبی۔ یہ وہاں کے قاضی بنے تھے ان کی یہ کتاب سو اجزاء پر مشتمل ہے۔ ابوالمطرف کی تاریخ وفات ۴۰۲ھ ہے۔

(۴۸) منہاج اہل الاصابۃ فی محبۃ الصحابۃ یہ ابن جوزی کی تالیف ہے۔

کتاب الموافقہ، سمان ابن زنجویہ:

(۴۹) اس کتاب کا پورا نام الموافقہ بین اہل البیت والصحابۃ وما رواہ کل فریق فی حق الآخر ہے یعنی صحابہ اور اہل بیت کے باہم خوشگوار تعلقات اور وہ روایات جو دونوں نے ایک دوسرے کے حق میں روایت کی ہیں یہ اس کتاب کا موضوع ہے۔

اس کے مصنف ابوسعید اسماعیل بن علی بن حسین بن زنجویہ رازی بصری ہیں جو سمان کے نام سے مشہور ہیں، حدیث کے حوالے سے بڑے پائے کے حافظ اور ضبط والے تھے اور اس کے ساتھ معتزلہ کے بڑے آدمی اور عالم و محدث بھی تھے۔انہی کا یہ مقولہ مشہور ہے:

کہ جس نے حدیث نہیں لکھی اس نے اسلام کی شیرینی اور مٹھاس نہیں چکھی۔ان کی وفات ۴۴۵ ہجری کو ہوئی۔

(۵۰) کتاب الذریۃ المطہرۃ ابوبشر محمد بن احمد الدولابی جو مشہور محدث ہیں۔

(۵۱) فضائل الخلفاء الاربعۃ ابونعیم الاصبہانی وغیرہ۔

(۵۲) فضائل الانصار ابوداؤد السجستانی۔

(۵۳) خصائص علی امام نسائی یہ ایک باریک جلد پر مشتمل ہے۔

(۵۴) الدرۃ الثمینۃ فی المدینۃ

اس کے مولف محب الدین ابوعبداللہ محمد بن محمود بن حسن بن ہبۃ اللہ بن محاسن بغدادی

ہیں جو ابن النجار کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ مشہور محدث ہیں ان کی وفات بغداد میں سن ۶۴۳ء کو ہوئی۔

انہی کی اور بھی دو کتابیں ہیں، ایک نزہتہ الوری کے نام سے فضائل مکہ پر اور دوسری روضۃ الاولیاء کے نام سے مسجد ایلیا کے فضائل پر۔

اخبار مدینہ، عمر بن شبہ:

(۵۵) اخبار المدینہ، اس کے مولف ابو عبداللہ زبیر بن بکار بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت القرشی الاسدی الانسی ہیں جو قاضی بھی تھے، ۲۵۶ھ کو وفات پائی۔

دوسری کتاب اسی نام سے عمر بن شبہ کی ہے، ان کا پورا نام ابوزید عمر بن شبہ ابن عبیدہ بن زید النمیر ی ہے۔ نمیری کی نسبت نمیر بن عامر بن صعصعہ کی وجہ سے ہے جو ایک بڑا قبیلہ ہے۔

یہ بصرہ کے رہنے والے تھے اور تاریخ سے اشتغال تھا، بعد میں مصر منتقل ہو گئے تھے، تاریخ البصر ۃ وغیرہ کتابوں کے مصنف ہیں۔

ان کی وفات سرمن رای میں ۲۶۲ھ کو ہوئی۔

(۵۶) فضائل المدینۃ وفضائل المکۃ: یہ دونوں کتابیں ابو سعید المفضل بن محمد بن ابراہیم الجندی کی تالیف ہیں، جند قبیلہ مغافر کی ایک ذیلی شاخ ہے ان کا سن وفات ۳۰۰ کے قریب ہے۔

(۵۷) فضائل بیت المقدس: مصنف ابوبکر یا ابوالفتح محمد بن احمد الواسطی۔ ان کی تاریخ وفات کا مجھے تاحال علم نہیں ہو سکا۔

فضائل المدینہ وغیرھا، ابن عساکر دمشقی:

(۵۸) فضائل المدینۃ وفضائل مکہ وفضائل المسجد الاقصیٰ۔ اس کا نام ہے جامع المستقصیٰ فی فضائل المسجد الاقصیٰ یہ تینوں کتابیں ابوالقاسم ابن عساکر دمشقی کی تالیف ہیں۔

یہ کتابیں نمونہ از شت خروارے ہے ورنہ حقیقی تعداد کا شمار تو شاید ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

مسانید کتب حدیث

مسند کسے کہتے ہیں؟

ذخیرہ حدیث میں بہت سی وہ کتابیں بھی ہیں جو مسند کے نام سے معروف ہیں۔ یہ ابواب کی طرز پر نہیں ہوتیں بلکہ اس میں یہ کیا جاتا ہے کہ ہر صحابی کی بلا قید موضوع و باب روایات ایک جگہ اکٹھی کر دی جاتیں ہیں چاہے وہ صحیح ہوں یا حسن یا ضعیف۔ پھر صحابہ کی باہم ترتیب میں عام طور سے رائج اور آسان طریقہ یہ ہوتا ہے کہ حروف تہجی کا اعتبار کیا جاتا ہے اور کبھی قبائل یا اسلام میں تقدم یا شرافت نسبی وغیرہ کے اعتبار سے بھی ترتیب قائم کر دی جاتی ہے۔

پھر بعض مسانید میں تو تمام صحابہ کے استیعاب کی کوشش کی جاتی ہے جبکہ بعض میں کسی ایک صحابی کی مسانید اکٹھی کر دی جاتی ہیں جیسے مثلاً مسند ابوبکر صدیقؓ یا پھر چند ایک صحابہ جیسے مسند خلفاء اربعہ مسند عشرمبشرہ وغیرہ یا کسی خاص وصف میں اشتراک کی وجہ سے ان کی مسانید علیحدہ کر دی جاتی ہیں جیسے کم روایت کرنے والے صحابہ کیمسانید یا مصر میں آباد ہونے والے صحابہ کی مسانید وغیرہ۔ بیسوں طریقے اور انداز ہیں۔ اس طرح ذخیرہ احادیث میں بے شمار مسندات یا سانید ہیں جن کو ذیل میں نمبروار درج کیا جاتا ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل:

(۱) مسند امام احمد بن حنبل الشیبانی۔ یہ مسند سب سے بلند پایہ ہے اور جب صرف مسند کہا جائے تو یہی مراد ہوتی ہے۔ اگر کوئی دوسری پیش نظر ہو تو پھر کسی قید کی ضرورت ہوگی اس کا تفصیلی ذکر پیچھے (ائمہ اربعہ کی کتب حدیث کے عنوان سے) گزر چکا ہے۔

(۲) مسند کبیر، امام بخاری۔

(۳) مسند کبیر علی الرجال امام مسلم بن حجاج القشیری۔

مسند ابوداؤد طیالسی:

(۴) مسند ابوداؤد طیالسی، طیالسی کی نسبت طیالسہ کی وجہ سے ہے (طیالسہ اس سبز چادر کو کہتے

ہیں جسے علماو مشائخ پہنتے ہیں)۔

طیالسی فارسی الاصل تھے، لیکن حضرت زبیر کی اولاد سے علاقہ ولاء کی وجہ سے قرشی بھی کہلاتے ہیں، بصرہ کے رہنے والے تھے، حدیث میں معتمد اور ثقہ تھے۔ بصرہ میں ۲۰۳ ہجری کو وفات۔

اس مسند میں شامل احادیث کے علاوہ بھی طیالسی کی بہت سی احادیث ہیں۔ طیالسی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کو چالیس ہزار احادیث یاد تھیں۔

(۵) مسند نعیم بن حماد المروزی۔

(۶) مسند ابو اسحاق ابراہیم بن نصر المطوعی یہ نیشاپور میں تھے، ۲۱۴ھ کو شہادت کی موت پائی۔

(۷) مسند اسد بن موسیٰ بن ابراہیم بن ولید بن عبدالملک بن مروان بن حکم الاموی۔

(۸) مسند ابو محمد عبید اللہ بن موسیٰ بن ابی المختار باذام العبسی الکوفی (م ۲۱۳ھ)

(۹) مسند یحییٰ بن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن الحمانی الکوفی (م ۲۲۸ھ)

مسند مسدد بن مسرہد: سب سے پہلی مسند کون سی ہے؟

(۱۰) یہ ابوالحسن مسدد بن مسرہد بن سرل بن مستورد الاسدی البصری (م ۲۲۸ھ) کی تالیف ہے۔

یہ ایک باریک جلد پر مشتمل ہے اس کے علاوہ ان کی ایک اور کتاب بھی ہے جو اس کا تین گنا ہے اس میں بہت سی موقوف اور مقطوع روایات بھی ہیں۔

دارقطنی نے ان کے بارے میں یہ کہا ہے کہ یہ سب سے پہلے مسند لکھنے والے آدمی ہیں، ان کی روش پھر ابونعیم نے اختیار کی اور خطیب بغدادی کا کہنا ہے:

اسد بن موسیٰ نے ایک مسند لکھی۔ اسد بن موسیٰ ابونعیم سے عمر میں بھی بڑے ہیں اور سماع حدیث میں بھی متقدم ہیں، تو یہ احتمال ہے کہ ابونعیم ان سے نوعمری میں آگے بڑھ گئے ہوں۔ اور امام حاکم فرماتے ہیں۔

سب سے پہلے رجال کے مطابق مسند لکھنے والے عبید اللہ بن موسیٰ العبسی اور ابوداؤد

طیالسی ہیں

اور ابن عدی یہ کہتے ہیں:

کہا جاتا ہے کہ کوفہ میں سب سے پہلی مسند یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی نے لکھی اور بصرہ میں مسدد اور مصر میں اسد السنۃ کو یہ اولیت حاصل ہے اور اسد السنۃ مذکورہ دونوں حضرات سے پہلے تھے اور ان کی وفات بھی پہلے ہوئی۔

اور عقیلی علی بن عبدالعزیز سے یہ نقل کرتے ہیں:

میں نے یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرے بارے میں کوفہ والوں کی بات پر کان نہ دھرنا کیونکہ وہ میرے حاسد ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ میں نے سب سے پہلے مسند ترتیب دی۔

(۱۱) مسند ابوخیثمہ زہیر بن حرب النسائی، جو بعد میں بغداد میں آباد ہو گئے تھے۔

(۱۲) مسند ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن جعفر بن الیمان الجعفی، البخاری (م ۲۲۹ھ)

یہ قبیلہ جعف سے علاقہ ولاء رکھتے تھے، اور مسند احادیث سے زیادہ اشتغال واعتناء کی وجہ سے خود بھی مسندی کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے۔

مسند ابوجعفر المطین:

(۱۳) مسند ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن سلیمان الحضرمی الکوفی (م ۲۹۷ھ)

ان کی شہرت اور عرف مطین (بروزن مشدد) تھی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ ایک دفعہ بچپن میں بچوں کے ساتھ پانی میں کھیل رہے اور وہ ان کی کمر پر کیچڑ مل رہے تھے۔ اس موقع پر ابونعیم فضل بن دکین نے ان سے کہا: اے مطین (کیچڑ میں لت پت) تم علم کی مجلس میں کیوں نہیں شریک ہوتے یہاں سے ان کا یہ لقب پڑ گیا اور یہ مطین کبیر ہیں۔

ابوبکر بن دارم کہتے ہیں۔ میں نے مطین سے ایک لاکھ حدیثیں سنی۔

(۱۴) مسند ابواسحاق ابراہیم بن سعد الجوہری الطبری ثم البغدادی (م ۲۴۴ھ)

انہوں نے اپنی اس مسند میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی روایات کو تقریباً بیس اجزاء میں مرتب کیا ہے۔

(۱۵) مسند ابو یعقوب اسحاق بن بہلول التنوخی الانباری (ان کی وفات بھی انبار میں ہوئی۔ سن وفات ۲۵۲ھ ہے۔ ان کی یہ کتاب بڑی مسند ہے۔

(۱۶) مسند ابوالحسن علی بن حسن الذہلی الافطس نیشاپوری، یہ نیشاپور کے محدث تھے اور ۲۵۱ھ تک حیات تھے۔

(۱۷) مسند ابوالحسن محمد بن اسلم بن سالم بن یزید الکندی (کندی قبیلہ کے آزاد کردہ غلام) یہ طوس کے رہنے والے اللہ والے عالم تھے۔ ایک ثقہ حافظ اور ولی و ابدال تھے۔ ان کی وفات سن ۲۴۲ھ کو ہوئی۔ کہتے ہیں کہ ان کی نماز جنازہ میں دس لاکھ آدمیوں نے شرکت کی۔

(۱۸) مسند ابوزرعہ ان کا نام عبیداللہ بن عبدالکریم بن یزید بن فروخ ہے۔ ان کا قریش سے علاقہ ولاء ہے اور مشہور شہر رے کے رہنے والے ہیں جس کی وجہ سے ان کے ساتھ قرشی اور رازی کی نسبت لگتی ہے۔

حدیث میں ماہر اور ثقہ تھے۔ سن وفات ۲۶۴ھ ہے۔

(۱۹) مسند ابومسعود احمد بن فرات بن خالد الضبی الرازی، ان کا ایک مشہور رسالہ بھی ہے تفصیلی تذکرہ آگے آرہا ہے۔

(۲۰) مسند ابو یاسر عمار بن رجاء التغلبی الاسترابادی، جو عابد و زاہد اور حافظ تھے، ۲۶۷ھ کو جرجان میں ان کا انتقال ہوا اور ان کی قبر مرجع زائرین ہے۔

(۲۱) مسند ابوبکر احمد بن منصور بن سیار، البغدادی الرمادی، مشہور حافظ و محدث ہیں۔ سن وفات ۲۶۵ھ ہے۔

(۲۲) مسند ابوسعید عثمان سعید بن خالد السجستانی الدارمی (م ۲۸۰ھ)

یہ مشہور محدث اور امام ہیں ہرات کے علاقے کے نامور محدث تھے، ان کی مسند کی ضخامت خاصی زیادہ ہے۔

(۲۳) مسند ابوالحسن علی بن عبدالعزیز بن الرزبان بن سابور البغوی (م ۲۸۶ھ) یہ مشہور محدث اور شیخ حرم ہیں۔

(۲۴) مسند ابوعبدالرحمٰن تمیم بن محمد بن معاویہ الطوسی (م ۲۹۰ھ)

یہ ثقہ اور حافظ تھے، حاکم نے ان کے بارے میں یہ ذکر کیا:

''طوسی ثقہ محدث تھے اور تحصیل علم میں کثیر الاسفار اور کثیر التصانیف شخص تھے۔ انہوں نے ایک بڑی مسند لکھی، جسے میں نے اپنے بہت سے اساتذہ کے پاس دیکھا ہے''

مسند اسحاق بن راہویہ:

(۲۵) مسند ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن مطر۔

جو ابن راہویہ کے نام سے معروف ہیں (اور ان کی مسند، مسند اسحاق بن راہویہ کے نام سے معروف ہے) ان کی نسبتوں میں تمیمی حنظلی مروزی اور نیشاپوری کا تذکرہ ہے۔

مروزی کی نسبت مشہور شہر مرو کی وجہ سے ہے۔ اور نیشاپور میں چونکہ بعد کے زمانہ میں انہوں نے سکونت اختیار کرلی تھی، اس لیے نیشاپوری بھی کہلائے۔

ابن راہویہ کی وجہ تسمیہ کے متعلق ان سے پوچھا گیا تو یہ جواب دیا:

میرے والد کی پیدائش چونکہ راستے میں ہوئی تھی تو اہل مرو نے انہیں راہویہ کہہ دیا اور راہ فارسی میں رستے کو کہتے ہیں۔

ابن راہویہ نے مسند اور تفسیر کی املاء اپنے حافظے کی بنیاد پر کروائی، ان کا معمول اور عادت ہی یہ تھی کہ وہ زبانی احادیث بیان کیا کرتے تھے۔ ابن راہویہ کو ستر ہزار احادیث زبانی یاد تھیں۔ ان کی یہ مسند چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۲۶) مسند: ابو بکر اسماعیلی، ان کی یہ مسند تقریباً سو جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۲۷) مسند ابو جعفر احمد بن منیع بن عبدالرحمٰن البغوی البغدادی (م ۲۴۴ھ)

(۲۸) مسند ابو محمد حارث بن محمد بن ابو اسامۃ داہر التیمی البغدادی تاریخ وفات (۲۸۲ھ یوم عرفہ ہے۔

(۲۹) مسند ابو بکر بن عاصم، یہ خاصی بڑی مسند ہے جس میں پچاس ہزار احادیث ہیں۔

(۳۰) مسند ابو بکر بن محمد بن ابی شیبہ۔

(۳۱) مسند عثمان بن ابی شیبہ یہ ابو بکر ابن ابی شیبہ کے بھائی ہیں۔ اصل میں واسط کے رہنے والے تھے پھر کوفے میں آنے کی وجہ سے کوفی کہلاتے ہیں۔ ان کی تاریخ وفات

۲۳۹ھ ہے۔

مسند دراوردی:

(۳۲) مسند دراوردی: مصنف ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن ابوعمر العدنی الدراوردی ہیں جنہوں نے بعد میں مکہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ''ابوعمر'' ان کے والد یحییٰ کی کنیت ہے۔ ان کی وفات کا سن ۲۴۳ھ ہے۔

تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ انہوں نے ۷۷ حج اور عمر بھر عمرے کیے۔

مسند عبد ابن حمید:

اس کے مصنف ابومحمد عبد ابن حمید بن نصر الکسی ہیں۔ (م ۲۴۹ھ)

ان کی نسبت کسی کے بارے میں خاصا اختلاف ہے۔

ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی کا کہنا یہ ہے کہ یہ لفظ کشی ہے شین کے ساتھ اور یہ کش شہر کی طرف نسبت ہے جو جرجان کی بستیوں میں سے پہاڑ پر ایک بستی کا نام ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ یہ کس ہے سین کے ساتھ اور یہ کس شہر کی نسبت ہے جو سمرقند کے قریب واقع ہے۔ ابن ماکولا کے بقول عراق والے کاف کے نیچے زیر لگاتے ہیں جبکہ دیگر فتح کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

عبد ابن حمید حدیث میں ثقہ اور حافظ تھے۔ اور ان کی دو مسندیں ہیں ایک بڑی اور دوسری چھوٹی۔ چھوٹی کا نام ہی منتخب ہے۔ ابراہیم بن خرم الشاشی نے عبد ابن حمید سے جتنی حدیث سنی وہ یہی منتخب ہے اور یہی لوگوں کے پاس بھی ہے۔ جو ایک باریک جلد پر مشتمل ہے۔ لیکن اس میں بہت سے مشہور صحابہ کی مسانید نہیں ہیں۔

مسند حمیدی:

(۳۴) یہ ابوبکر بن عبداللہ بن زبیر بن عیسی الحمیدی القرشی الاسدی المکی (م ۲۱۹) کی تالیف ہے۔ حمید سفیان بن عیینہ کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں۔ خود بھی حدیث میں ثقہ اور حافظ کے مرتبے پر تھے۔ حمیدی امام بخاری کے استاذ بھی ہیں۔

حاکم کا کہنا یہ ہے کہ امام بخاری کو جب حمیدی سے کوئی حدیث مل جاتی تھی تو اس کو کسی دوسری سند سے تلاش نہیں کرتے تھے۔ ان کی مسند کے گیارہ جزو ہیں۔ واضح رہے کہ

یہ وہ حمیدی نہیں جنہوں نے صحیحین (بخاری و مسلم) کو جمع کیا تھا۔

(۳۵) مسند ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان الضبی الترکی القریابی۔ جو بعد میں فلسطین کے شہر قلیاریہ میں منتقل ہو گئے تھے۔۲۱۲ھ کے اوائل میں ان کی وفات ہوئی۔

(۳۶) مسند ابو جعفر احمد بن سنان بن اسد بن حبان القطان الواسطی (م ۲۵۹ھ) اس کی ترتیب رجال کے اعتبار سے ہے۔

(۳۷) مسند اسماعیل بن اسحاق القاضی۔

(۳۸) مسند ابو علی حسین بن داؤد المصیصی (مصیصہ کی نسبت ہے) ان کا لقب سنید (بروز زبیر) ہے۔ یہ متقی و حافظ تھے، ان کی ایک تفسیر بھی ہے۔ تاریخ وفات ۲۲۶ھ ہے۔

مسند بزار:

(۳۹) یہ مشہور محدث ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار کی تصنیف ہے جو بصرہ کے باشندے تھے۔ ان کی وفات ۲۹۲ھ کو رملہ میں ہوئی۔

بزار کی دو مسندیں ہیں۔ ایک المسند الکبیر المعلل ہے اس کا نام البحر الزاخر ہے۔ جس میں انہوں نے صحیح احادیث کو غیر صحیح سے واضح کیا ہے۔

عراقی کا کہنا یہ ہے کہ یہ کام تھوڑا سا ہے، ہاں البتہ بعض راویوں کے تفرد اور متابعت وغیرہ کے حوالے سے گفتگو ضرور کرتے ہیں۔

اور دوسری مسند صغیر ہے۔

(۴۰) مسند ابو عبداللہ محمد بن المروزی الشافعی، جو مشہور محدث ہیں۔

(۴۱) مسند ابو عمرو احمد بن حازم بن ابی عزرۃ الغفاری الکوفی الحافظ (م ۲۷۶ھ)

(۴۲) مسند ابو جعفر احمد بن مہدی بن رستم الاصبہانی (م ۲۷۲ھ) جو بڑے پائے کے محدث ہونے کے ساتھ ساتھ عابد و زاہد بھی تھے۔

(۴۳) مسند ابو یعقوب اسحاق بن منصور بن بہرام الکوسج النیشاپوری (م ۲۵۱ھ)

(۴۴) مسند ابوامیہ محمد بن ابراہیم بن مسلم البغدادی ثم الطرسوسی۔

طرسوس شام کے سرحدی علاقے میں ایک مشہور شہر کا نام ہے۔

(۴۵) مسند ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن کثیر الاورقی العبدری (م ۲۵۲ھ)

(۴۶) مسند ابوعبداللہ محمد بن حسین الکوفی (م ۲۷۷ھ) یہ بھی کوفہ کے محدث تھے۔

(۴۷) مسند ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن سنجر الجرجانی یہ بعد میں مصر منتقل ہو گئے تھے پھر وہیں ۲۵۸ھ کو انتقال ہوا۔

مسند یعقوب بن شیبہ:

(۴۸) یہ ابو یوسف یعقوب بن شیبہ بن صلت بن عصفور السدوسی البصری کی تالیف ہے۔ جو بعد میں پھر بغداد منتقل ہو گئے تھے، فقہی مذہب، مذہب مالکی تھا۔ حدیث میں حافظ کے درجے پر تھے، سن وفات ۲۶۲ھ ہے۔

ذہبی کہتے ہیں: یہ وہی ہیں جنہوں نے ایک ایسی بڑی مسند لکھی جس سے اچھی مسند نہیں لکھی گئی لیکن یہ پوری نہ ہو سکی۔ بلکہ محدثین کے حلقے میں یہ مشہور ہے کہ ''مسند معلل'' یعنی وہ مسند جس میں اسناد درواۃ علل پر بحث ہو وہ پوری ہوتی ہی نہیں۔

یعقوب کی اس مسند میں سے عشرہ مبشرہؓ، ابن مسعودؓ، عمارؓ، عباسؓ، عتبہ بن غزوانؓ اور بعض موالی کی مسانید منظر عام پر آئی ہیں۔ کہا جاتا ہے اس میں سے حضرت علیؓ کی مسند پانچ جلدوں پر محیط ہے۔

مصر میں حضرت ابو ہریرہ کی مسند کا ایک نسخہ دیکھا گیا تھا جو دوسو اجزاء پر مشتمل تھا۔ اسی طرح ابن عمرؓ کی مسند کے بھی بعض حصے دیکھے گئے ہیں۔

اس میں مصنف احادیث کو اسناد اور علل سمیت ذکر کرتے ہیں۔ اندازہ یہ ہے کہ اگر یہ مسند پوری ہو جاتی تو دوسو جلدوں پر محیط ہوتی۔

(۴۹) مسند ابواسحاق ابراہیم بن اسماعیل الطوسی العنبری (م ۲۹۰ھ)
یہ مسند دوسو سے کچھ اوپر اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۵۰) مسند ابوعلی حسین بن محمد بن زیاد العبدی النیشاپوری القبانی (م ۲۸۹ھ)

(۵۱) مسند ابوبکر احمد بن علی بن سعید المروزی۔

مروزی ایک مشہور اور بلند پایہ محدث بلکہ علم کا خزانہ تھے اور قضا کے عہدے پر بھی فائز

رہی۔۲۹۲ھ کو ذوالحجہ کے درمیان میں ان کی وفات ہوئی۔
ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے۔ان کی بہت سی مفید تصانیف اور مسانید ہیں۔

(۵۲) مسند ابوعبداللہ محمد بن ہشام بن شعیب بن ابی خیرہ السدوسی البصری جو ثقہ مصنف ہیں، بعد میں مصر منتقل ہو گئے تھے، سن وفات ۲۵۱ھ ہے۔

(۵۳) مسند ابواسحاق ابراہیم بن معقل بن حجاج النسفی نسفی، نسف شہر کے قاضی بھی تھے ان کی یہ مسند ایک بڑی مسند ہے۔نسفی کی تاریخ وفات ۲۹۵ھ ہے۔

(۵۴) مسند ابویحییٰ عبدالرحمٰن بن محمد الرازی (م ۲۹۱ھ) ان کی ایک تفسیر بھی ہے۔

(۵۵) مسند ابواسحاق ابراہیم بن یوسف الرازی (م ۳۰۱) یہ ایک سو اجزاء سے اوپر کی کتاب ہے۔

(۵۶) مسند ابومحمد عبداللہ بن محمد بن ناجیہ البربری ثم البغدادی (م ۳۰۱ھ)
یہ مسند ایک سو بتیس اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۵۷) مسند ابوالعباس حسن بن سفیان بن عامر بن عبدالعزیز بن نعمان بن عطاء الشیبانی النسائی البالوزی، بالوز نساء شہر سے تین فرسخ کے فاصلے پر ایک بستی ہے بالوزی خراسان کے محدث اور اپنے زمانے کے امام تھے، جن کا ہم پلہ کوئی نہیں تھا، ان کی تین مسانید ہیں۔
بالوز میں ۳۰۳ھ کو ان کی وفات ہوئی۔ان کی قبر مرجع زائرین ہے۔

(۸۵) مسند ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن نصر نیشاپوری، جو بشتی کے نام سے معروف تھے۔ بشت نیشاپور کا ایک نواحی شہر ہے جس کا ذکر یاقوت حموی نے اپنی معجم بلدان میں کیا ہے۔لیکن انہوں نے ان کی وفات کا ذکر نہیں کیا۔
اور ذہبی یہ کہتے ہیں: مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ فوت کب ہوئے۔البتہ اتنا ضرور ہے کہ یہ ۳۰۳ھ تک زندہ تھے۔

مسند ابویعلی الموصلی:

(۵۹) یہ مشہور محدث ابویعلی احمد بن علی بن مثنی التیمی الموصلی کی تالیف ہے۔ابویعلی الموصلی کی

وفات ۳۰۷ھ کو ہوئی۔ اور ان کی عمر سو سے زیادہ ہوگئی تھی۔ لوگ تحصیل علم کے لیے ان کے پاس سفر کر کے آتے تھے۔ ابو یعلی کی دو مسانید ہیں ایک صغیر اور دوسری کبیر۔
محدث اسماعیل بن محمد بن فضل تیمی کہتے ہیں۔ میں نے مسند عدنی اور مسند ابن منیع وغیرہ مسانید پڑھی ہیں لیکن ابو یعلی کی مسند سے ان کی نسبت وہ ہے جو دریاؤں کو سمندر کے ساتھ ہے اس لحاظ سے یہ مسند مجمع الانہار ہے۔

(۶۰) مسند ابو العباس ولید بن ابان بن توبہ الاصبہانی (م ۳۱۰ھ) ان کی ایک تفسیر بھی ہے اور یہ بڑی مسند ہے۔

(۶۱) مسند ابو بکر محمد بن ہارون الرویانی (م ۳۰۷ھ) رویان طبرستان کے نواح میں ایک شہر کا نام ہے جہاں بہت سے علماء پیدا ہوئے ہیں۔ رویانی مشہور محدث اور امام فن تھے۔ ان کی یہ مسند علمی حلقوں میں شہرت کی حامل ہے۔
ابن حجر کا اس کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ یہ رتبے میں سنن سے کم نہیں۔

(۶۲) مسند ابو سعد عبدالرحمٰن بن حسن الاصبہانی (م ۳۰۷ھ)
یہ بنیادی طور پر اصبہان کے رہنے والے تھے، اور نیشا پوری بھی کہلاتے تھے۔ حدیث میں ماہر تھے۔ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ان کا حافظ کے لقب کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔ البتہ طبقات الحفاظ میں انہیں بھول گئے۔
اصبہانی کی ایک اور کتاب بھی ہے جس کا نام شرف المصطفیٰ ہے۔

(۶۳) مسند ابو عبداللہ محمد بن عقیل بن ازہر بن عقیل البلخی (م ۳۱۶ھ)
یہ بڑے محدث اور بلخ کے نامور عالم تھے۔ التاریخ، والابواب بھی ان کی کتاب ہے۔

(۶۴) مسند ابو جعفر الطحاوی۔

(۶۵) مسند ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس بن المنذر بن داود بن مہران تمیمی حنظلی مشہور یہ ہے کہ رے میں ایک مقام درب حنظلہ کی وجہ سے حنظلی نسبت ہے۔ حنظلی رے کے باشندے تھے۔ خود بھی محدث تھے اور محدث باپ کے بیٹے بھی تھے۔ علم کے گویا سمندر تھے، ابدالوں میں سے ایک ابدال تھے۔ تاریخ وفات ۳۲۷ھ ہے۔
ان کی مسند ایک ہزار اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۶۷) مسند ابوسعید ھیثم بن کلیب بن شریح بن معقل الشاشی (م ۳۳۵ھ)۔

شاش ترکی سرحدی علاقوں میں نہر سیحون کے اس پار ایک شہر کا نام ہے۔ جس سے علماء کی ایک خاصی تعداد بن کر نکلی ھیثم بن کلیب ماوارالنہر کے علاقوں کے نامور محدث ہیں ان کی یہ مسند ایک بڑی مسند ہے۔

(۶۸) مسند ابوالحسن علی بن حمشاد العدل نیشاپوری (م ۳۳۸ھ) یہ بڑے پائے کے محدث اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں، ان کی یہ مسند چارسو اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۶۹) مسند ابوالحسین احمد بن عبید بن اسماعیل البصیری الصفار (م ۳۴۰ھ)

یہ ایک ثقہ اور حافظ محدث تھے، دارقطنی فرماتے ہیں۔

''صفار نے ایک مسند لکھی ہے جس میں انہوں نے مسند کے تقاضے بڑے عمدگی سے نبھائے ہیں''

(۸۰) مسند ابومحمد دعلج (بروزن جعفر) بن احمد بن دعلج البغدادی (م ۳۵۱ھ)

یہ محدث بغداد تھے اور علم کے خزانے اور روایت حدیث کے گویا دریا تھے۔ ان کی یہ مسند ایک بڑی مسند ہے۔

مسند ماسرجسی، اسلامی تاریخ کی سب سے بڑی مسند:

(۷۱) مسند ابوعلی حسین بن محمد بن احمد بن محمد بن حسین بن عیسیٰ بن ماسرجس ماسرجسی نیشاپوری، ماسرجسی کی یہ مسند مہذب اور معلل ہے جو تیرہ سو اجزاء پر مشتمل ہے۔ اگر کتب فروشوں کے خط میں اسے لکھا جائے تو تین ہزار اجزاء بن جائیں۔ اس میں حضرت ابوبکر کی مسند خود مولف کے خط سے تقریباً دس اجزاء پر مشتمل ہے جس میں شواہد اور علل بھی بیان کی گئی تھی۔

جب نقل کرنے والے کاتبوں نے اسے نقل کیا تو تقریباً ساٹھ جزد بن گئے۔

اس مسند کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ اسلامی تاریخ میں اس سے بڑی مسند نہیں لکھی گئی۔

(۷۲) مسند ابواسحاق ابراہیم بن نصر المروزی (م ۳۸۵ھ) یہ تقریباً تیں اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۷۳) مسند ابوالحسین محمد بن احمد بن محمد بن جمیع (بروزن زبیر) الغسانی الصیداوی۔ جو مسند

شام اور تحصیل علم میں شہروں کی خاک چھاننے والے محدث تھے۔ان کی تاریخ وفات ۴۰۲ھ ہے۔

(۷۴) مسند محب الدین ابوعبداللہ محمد بن محمود بن نجار البغدادی
اس کا نام ہے: ''القمر المنیر فی المسند الکبیر'' اس میں ہر صحابی اور اس کی احادیث کو ذکر کیا ہے۔

(۷۴) مسند ابوحفظ عمر بن احمد بغدادی المعروف ابن شاہین یہ سولہ سو اجزاء پر مشتمل کتاب ہے۔

بیاسی ۸۲ مسانید:

یہ مسند احمد سمیت اسی کے قریب مسانید ہیں جبکہ بعض حضرات کی دو دو اور تین تین ہی مسندیں ہیں۔ ہماری ذکر کردہ مسانید کے علاوہ بھی بہت سی مسانید ہیں۔

مسند کا ایک اور استعمال اور اطلاق:

مسند کا عام طور سے استعمال ان تصانیف کے لیے ہوتا ہے جن میں صحابہ کی ترتیب سے تمام صحابہ کی روایات اکٹھی کی جاتی ہیں پیچھے ذکر کردہ مسانید اس کی قسم کی تھیں۔اس کے علاوہ کبھی کبھار مسند ان تصانیف کو بھی کہہ دیا جاتا ہے جو صحابہ کی بجائے ابواب، حروف یا کلمات کی ترتیب پر جمع کی گئی ہوں۔

اور ان کو مسند کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی روایات مسند اور مرفوع ہوتی ہیں کیونکہ وہ سب نبی علیہ السلام تک متصل سند کے ساتھ روایت ہوتی ہیں۔

جیسے صحیح بخاری کو المسند الصحیح بھی کہتے ہیں۔اسی طرح صحیح مسلم اور سنن دارمی ہے کہ اسے بھی مسند دارمی کہہ دیتے ہیں باوجودیکہ اس میں مرسل منقطع اور معضل احادیث بھی ہیں ویسے دارمی کی ایک مسند صحابہ کی ترتیب سے بھی ہے۔

ایسی دوسری قسم کی مسانید کی تعداد بھی خاصی ہے جن میں چند درج ذیل ہیں۔

مسند بقی بن مخلد:

(۱) یہ شیخ الاسلام محدث کبیر ابوعبدالرحمٰن بقی بن مخلد اندلسی قرطبی (م ۲۷۶ھ) کی تالیف

ہے بقی بن مخلد کی ایک تفسیر بھی ہے۔
ابن حزم کا اس مسند کے متعلق یہ کہنا ہے:
اس میں بقی نے تقریباً تیرہ سو صحابہ سے روایات اکٹھی کی ہیں اور اس کو فقہی ابواب کی ترتیب پر لکھا ہے، چنانچہ یہ ایسی کتاب ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔''

(۲) مسند ابو العباس محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن مہران السراج (م ۳۱۳ھ) سراج غفار کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اور زین بنانے والے کو کہتے ہیں سراج بنو ثقیف سے علاقہ ولاء رکھتے تھے اور نیشاپور کے باشندے تھے۔ محدث خراسان اور مسند خراسان تھے۔ سراج نیک سیرت مشہور محدث تھے۔ ان کی یہ کتاب فقہی ابواب کی ترتیب پر ہے لیکن اس میں سے صرف کتاب الطہارۃ اور اس کے ساتھ کچھ حصہ چودہ اجزاء پر مشتمل دستیاب ہوا ہے۔

مسند فردوس دیلمی:

(۳) مسند فردوس: اس کے مولف ابو منصور شہردار بن شیرویہ دیلمی ہیں۔ یہ ہمدان کے رہنے والے تھے۔ اس وجہ سے ہمدانی کہلاتے ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب ضحاک بن فیروز دیلمی صحابی تک جا پہنچتا ہے، ان کی تاریخ وفات ۵۵۸ھ ہے۔

(۴) ان کے والد کی بھی ایک کتاب الفردوس ہے۔ ان کے والد مشہور محدث و مورخ تھے، جن کا نام ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو دیلمی ہمدانی ہے۔ یہ مورخ ہمدان ہیں۔ ان کی تاریخ وفات ۵۰۹ھ ہے۔
اس کتاب میں دیلمی نے چھوٹی چھوٹی دس ہزار احادیث جمع کی ہیں۔ جن کو حروف تہجی میں سے تقریباً بیس حروف پر ترتیب دیا ہے لیکن احادیث کی اسناد ذکر نہیں کیں۔ یہ ایک یا دو جلدوں پر مشتمل ہے۔
یہ کتاب چونکہ قضاعی کی شہاب الاخبار کی تخریج تھی اس لیے اس کا نام یہ رکھا ''فردوس الاخبار بماثور الخطاب المخرج علی کتاب الشہاب'' ان کے بیٹے (جن کا ابھی ذکر آیا تھا) نے ان احادیث کی چار جلدوں میں تخریج کی ہے۔ ہر حدیث کے تحت اس کی

سند ذکر کی ہے اور اسے یہ نام دیا۔

''ابانۃ الشبہ فی معرفۃ کیفیۃ الوقوف علی مافی کتاب الفردوس من علامۃ الحروف''

پھر حافظ ابن حجر نے اس کی تلخیص کی جس کا نام، تسدید القوس فی مختصر مسند الفردوس ہے۔

مسند کتاب الشہاب:

(۵) اس کا پورا نام مسند کتاب الشہاب فی المواعظ والآداب ہے یہ ایک جلد میں دس اجزاء پر مشتمل ہے اس کے مصنف شہاب الدین ابوعبداللہ محمد بن سلامۃ بن جعفر بن علی القضاعی ہیں۔ قضاعہ قبیلہ معد بن عدنان کی ایک شاخ کا نام ہے۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ ان کا تعلق قبیلہ حمیر سے ہے اور یہی بات راجح ہے۔ قضاعی مصر کے قاضی تھے، اور جلیل القدر محدث اور فقیہ بھی تھے، مذہب شافعی تھا۔ کثیر التصانیف لوگوں میں سے ہیں۔ مصر میں ہی ۴۵۴ھ کو وفات ہوئی۔

اس میں پیچھے ذکر کردہ کتاب الشہاب کی احادیث کی سندیں ذکر کی گئی ہیں یہ ان کی بڑی دلچسپ اور ہلکی پھلکی کتاب ہے جس میں انہوں نے نبی علیہ السلام کی چھوٹی احادیث کو جمع کیا ہے۔ یہ مختلف حکم اور نصیحت کی باتوں پر مشتمل بارہ سو احادیث ہیں۔ جن کی اسناد ذکر نہیں کی گئیں۔

اس کا انداز تو کلمات پر ترتیب کا ہے لیکن کسی حرف کی قید نہیں۔ لیکن شیخ عبدالروف المناوی الشافعی (جن کا تفصیلی تذکرہ آگے آ رہا ہے) نے اس کو حروف پر مرتب کیا ہے اور اس میں مزید یہ اضافہ کیا ہے کہ اسعاف الطلاب بترتیب الشہاب کے نام سے ایک جلد میں تخریج کرنیوالوں کا بیان کیا ہے۔

تفسیر قرآن پر حدیث کی کتابیں:

ذخیرۂ احادیث میں وہ کتابیں بھی ہیں جن میں قرآن پاک کی تفسیر و توضیح کے حوالے سے روایات کو علیحدہ سے اکٹھا کیا گیا ہے ان میں احادیث بھی ہیں اور آثار صحابہ و تابعین بھی ہیں۔ ان میں سے چند کا تذکرہ ذیل میں ہے۔

(۱) تفسیر عبدالرحمن بن ابی حاتم یہ چار جلدوں پر مشتمل ہے اس کا اکثر حصہ مسند آثار پر مشتمل ہے۔

(۲) تفسیر : اسحاق بن راہویہ

(۳) تفسیر : ابوبکر بن ابی شیبہ

(۴) تفسیر : عثمان بن ابی شیبہ

(۵) تفسیر : ابوعبداللہ ابن ماجہ القزوینی

(۶) تفسیر : عبد بن حمید

(۷) تفسیر : عبدالرزاق الصنعانی

(۸) تفسیر : محمد بن یوسف الفریابی

(۹) کتاب التفسیر ابوالشیخ ابن حبان

(۱۰) کتاب التفسیر ابوحفص بن شاہین، اس کے ہزار جزو ہیں اور واسط سے تین جلدوں میں ملی تھی۔

(۱۱) تفسیر : بقی بن مخلد، جس کے بارے میں ابن حزم کا یہ کہنا ہے کہ اسلامی تاریخ میں اس جیسی کوئی کتاب نہیں نہ ہی ابن جریر کی تفسیر اور نہ کوئی دوسری کتاب۔

(۱۲) تفسیر : سنید (بروزن زبیر) بن داؤد۔

"تفسیر طبری":

(۱۳) تفسیر : مصنف ابن جریر الطبری۔

نووی کہتے ہیں: امت اس بارے میں یک زبان ہے کہ اس جیسی تفسیر نہیں لکھی گئی اور سیوطی یہ فرماتے ہیں:
وہ تمام تفاسیر میں سے جلیل القدر اور شاندار تفسیر ہے ابو حامد الاسفرائنی کا کہنا ہے:
اس کو حاصل کرنے کے لیے اگر آدمی کو چین کا سفر کرنا پڑے تو

بھی کم ہے۔

(۱۴) کتاب التفسیر: مصنف ابوبکر بن مردویہ

(۱۵) کتاب التفسیر: مصنف ابوالقاسم اصبہانی

ان کی ایک بڑی تفسیر بھی ہے جو تیس جلدوں پر مشتمل ہے، یہ سب حضرات وہ ہیں جن کا تعارف و تذکرہ پیچھے آ گیا لہٰذا تطویل سے بچتے ہوئے صرف نام پر اکتفا کیا گیا آ گے کچھ نووارد مصنفین ہیں ان کا تفصیلی ذکر ہوگا۔

تفسیر نیشاپوری:

(۱۶) یہ ابوبکر محمد بن ابراہیم بن منذر نیشاپوری (م ۳۰۹ھ) ہیں جو مکہ میں آ کر مقیم ہو گئے تھے یہ بڑی عدیم المثال کتابوں کے مصنف ہیں۔ جیسے کتاب الاشراف جو ایک بڑی کتاب ہے اور دوسری کتاب المبسوط جو اس سے بھی بڑی ہے اور کتاب الاجماع جو مختصر ہے، یہ خود مجتہد تھے اس لیے کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔

تفسیر نقاش:

(۱۶) یہ ابوبکر محمد بن حسن بن محمد بن زیاد بن ہارون نقاش (م ۳۵ھ) کی تالیف ہے۔ ان کے نقاش لقب کی وجہ یہ کہ نقاش اس آدمی کو کہتے ہیں جو دیواروں اور چھتوں پر بیل بوٹے بناتا (آج کل کی اصطلاح میں سیلنگ کا کام کرتا) ہو یہ شروع عمر میں یہ پیشہ کرتے تھے جس کی وجہ سے اسی نام سے مشہور ہو گئے۔

یہ اصل میں موصل کے رہنے والے تھے، لیکن ان کی پیدائش اور نشو ونما بغداد میں آ کر ہوئی۔ ان کی اس تفسیر کا نام "شفاء الصدور" ہے۔

اس میں موضوع روایات کی کثرت ہے۔ اسی وجہ سے ابوالقاسم لال کائی کا یہ کہنا ہے کہ نقاش کی تفسیر شفاء الصدور نہیں بلکہ شقاء (بدبختی) الصدور ہے۔ ذہبی کے بقول اس سے مراد موضوعات والا حصہ ہے۔

ادھر برقانی یہ کہتے ہیں: نقاش کی ساری روایات ہی موضوع ہیں۔ اس کی تفسیر میں سرے سے صحیح حدیث ہے ہی نہیں۔ (دیکھئے ذہبی کی میزان، اور تاریخ ابن خلکان)

تفسیر بغوی:

(۱۷) یہ حافظ کبیر مسند عالم ابو القاسم عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بغوی (م ۳۱۷ھ) کی تالیف ہے۔ یہ اصل میں بغو کے باشندے تھے جس کی وجہ سے بغوی کہلاتے ہیں پھر بغداد منتقل ہونے کی وجہ سے بغدادی کہلانے لگے۔

یہ محی السنۃ بغوی (صاحب شرح السنۃ) سے زمانے میں متقدم ہیں اور یہ بغوی کبیر کے نام سے معروف ہیں۔ ان کی اس تفسیر کا نام معالم التنزیل ہے۔

اس میں بہت سی باتیں اور حکایات ایسی ہیں جن پر ضعف یا وضع کا حکم لگایا جاتا ہے۔

تفسیر ثعالبی:

(۱۸) یہ ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی (م ۴۲۷ھ) کی تالیف ہے۔ ثعلبی کو ثعالبی بھی کہا جاتا ہے اور یہ ان کا لقب ہے نسبت نہیں یہ نیشاپور کے رہنے والے تھے، ابن خلکان کہتے ہیں:

وہ تفسیر میں یگانہ روزگار تھے، انہوں نے ایسی تفسیر لکھی جو دیگر تفسیروں سے فائق ہے اس کے علاوہ انبیاء کے قصوں سے متعلق ان کی ایک کتاب کتاب العرائس بھی ہے۔

تفسیر واحدی:

(۱۹) یہ ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن علی الواحدی نیشاپوری (م ۴۶۸ھ) کی تالیف ہے۔ یہ اپنے زمانے میں تفسیر کے حوالے سے یگانہ روزگار تھے اور ابواسحاق ثعالبی کے شاگردوں میں تھے۔ ثعالبی اور دیگر حضرات کے ساتھ انہوں نے ایک زمانہ گزارا ہے۔ تفسیر میں ان کی تین کتابیں ہیں۔ (۱) البسیط (۲) الوسیط (۳) الوجیز اور اس کے علاوہ اسباب النزول وغیرہ پر کتابیں ہیں۔

واحدی اور ان کے استاذ کو حدیث سے کوئی مس نہیں، بلکہ ان دونوں کی تفسیروں خصوصاً ثعلبی کی تفسیر میں موضوع احادیث اور بے بنیاد قصے بہت ہیں۔

تفسیر قزوینی:

(۲۰) اس کے مصنف شیخ المعتزلہ ابو یوسف عبدالسلام بن محمد القزوینی (م ۴۸۸ھ) ہیں

ذہبی کے بقول۔

ان کی تفسیر تین سو سے زیادہ مجلدات پر مشتمل ہے۔

علوم القرآن پر حدیث کی کتابیں:

ذخیرہ احادیث میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن میں صرف قرآن پاک اور اس کے متعلقات مثلاً قرات وغیرہ سے متعلقہ احادیث کو لیا گیا ہے ان کتب میں سند کے ساتھ احادیث و آثار ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔

(۱) کتاب المصاحف : ابن ابی داؤد

کتاب المصاحف: انباری:

(۲) کتاب المصاحف: اس کے مولف، بہت سی کتابوں کے مولف اور وہ نحوی عالم ہیں جو حفاظ حدیث میں سے شمار کیے جاتے ہیں۔ یعنی ابوبکر محمد بن قاسم بن محمد بن بشار الانباری (م ۳۲۸ھ)۔

انبار فرات کے کنارے بغداد سے دس فرسخ کے فاصلے پر ایک پرانا شہر ہے۔ انباری کے بارے میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ قرآن پاک کی تفاسیر میں سے ایک سو بیس تفاسیر ان کو زبانی یاد تھیں۔ واضح رہے کہ انباری نام کے دو عالم ہیں، ایک یہ اور ایک دوسرے وہ بھی کثیر التصانیف اور نحوی ہیں۔ البتہ ان کی کنیت ابوالبرکات اور نام عبدالرحمٰن ہے ان کی تاریخ وفات ۵۷۷ ہے۔ بعض لوگوں نے غلطی سے دونوں کو ایک سمجھ لیا ہے۔

کتاب الوقف والابتداء، ابن الانباری/نحاس:

(۳) کتاب الوقف والابتداء : ابوبکر بن الانباری۔

کتاب الوقف والابتداء : اس کے مولف مصر کے رہنے والے حافظ نحوی عالم اور کئی کتابوں کے مولف، ابوجعفر احمد بن محمد بن اسماعیل بن یونس المرادی النحاس ہیں جنہیں صفار بھی کہا جاتا ہے۔

اور اس لقب کی وجہ تانبے اور پیتل کے برتنوں کا پیشہ ہے۔

ان کی وفات دریائے نیل میں ڈوبنے سے ہوئی اس کے بعد ان کا پتہ نہ چل سکا اور یہ ۳۳۷ھ کی بات ہے۔

اس موضوع میں ان کی دو کتابیں ہیں۔ایک چھوٹی اور دوسری بڑی۔

ناسخ ومنسوخ پر کتب حدیث:

اور بعض وہ کتابیں ہیں جن میں ایسی روایات ہیں جن سے قرآن وحدیث میں ناسخ و منسوخ کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔

مثلاً قرآن کے نسخ کے حوالے سے یہ کتابیں ہیں۔

(۱) کتاب الناسخ والمنسوخ ابوعبید قاسم بن سلام

(۲) کتاب الناسخ والمنسوخ ابوبکر بن الانباری

(۳) کتاب الناسخ والمنسوخ ابوجعفر ابن النحاس وغیرہ۔

اور حدیث کے نسخ کے حوالے سے یہ ہیں۔

(۱) کتاب الناسخ والمنسوخ امام احمد بن حنبل

(۲) کتاب الناسخ والمنسوخ امام ابوداؤد السجستانی (صاحب سنن)۔

(۳) کتاب الناسخ والمنسوخ ابوبکر الاثرم

(۴) کتاب الناسخ والمنسوخ ابوالشیخ ابن حبان

(۵) کتاب الناسخ والمنسوخ ابوحفص بن شاہین

(۶) کتاب الناسخ والمنسوخ ابوالفرج ابن الجوزی

ابن الجوزی کی تجرید الاحادیث المنسوخہ کے نام سے بھی ایک بہت مختصر کتاب ہے۔

(۷) کتاب الناسخ والمنسوخ ابوبکر زین الدین محمد بن ابی عثمان موسیٰ بن عثمان بن موسیٰ بن عثمان بن حازم الحازمی الہمدانی (م ۵۸۴ھ)

ان کی حازمی نسبت اپنے جداعلیٰ حازم کی وجہ سے ہے اور ہمدانی سکونت کی وجہ سے۔

حازمی زبردست محدث اور شافعی عالم تھے،ان کی اس کتاب کا نام "کتاب الاعتبار فی

الناسخ والمنسوخ من الاخبار ہے جو ایک جلد میں ہے۔

احادیث قدسیہ کے مجموعے:

حدیث قدسی وہ ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا کلام ہونے کی حیثیت سے منسوب کیا جائے لیکن اس میں قرآن پاک کی طرح اعجاز کا پہلو پیش نظر نہیں ہوتا اس موضوع کے مجموعے یہ ہیں۔

(۱) الاربعون الالٰہیۃ ابوالحسن علی بن مفضل المقدسی (تذکرآگے آرہا ہے)۔

(۲) مشکاۃ الانوار فی ماروی عن اللہ سبحانہ وتعالیٰ من الاخبار۔
اس کے مولف امام المحققین اور صدر الاولیا العارفین محی الدین بن عربی حاتمی طائی اندلسی المرسی ہیں۔ مرسی اندلس کے ایک شہر مرسیۃ کی نسبت سے ہے کیونکہ آپ کی پیدائش اس شہر میں ہوئی تھی، پھر مکہ میں رہائش پذیر ہوگئے۔ پھر دمشق جانے کی وجہ سے دمشقی بھی کہلائے آپ کی وفات سن ۶۳۸ھ کو ہوئی۔
اس میں انہوں نے احادیث قدسیہ کو اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ان کی تعداد ایک سو ایک ہے۔

(۳) الاتحافات السنیہ بالاحادیث القدسیۃ، یہ شیخ عبدالروف المناوی کی کتاب ہے جس میں انہوں نے نبی علیہ السلام سے منقول جتنی بھی احادیث قدسیہ ان کے علم میں آسکیں سب کو حروف تہجی کی ترتیب سے ایک باریک جلد میں اکٹھا کردیا ہے لیکن اسناد کا ذکر نہیں۔

مسلسلات پر کتب حدیث:

مسلسلات ان روایات حدیث کو کہتے ہیں جن کی سند میں پے در پے آنے والے راوی اور رجال کسی ایک حالت یا خاص صفت کے ہوں جیسے

(۱) مسلسل بالاولیۃ: یہ ابوطاہر عماد الدین احمد بن محمد احمد بن محمد ابراہیم بن سلفہ کی تصنیف ہے۔ سلفہ ان کے جد اعلیٰ احمد کا لقب تھا۔ سلفہ ایک عجمی لفظ ہے جسکا عربی مطلب تین ہونٹ ہیں اور وجہ یہ تھی کہ ان کا ایک ہونٹ پھٹا ہوا تھا جس سے وہ دو کی طرح

ہو گیا تھا یہ اصل میں لفظ سلبہ (باء کے ساتھ) ہے با کو پھر فا سے تبدیل کر دیا گیا۔
یہ اصفہان کے ایک محلے جروان کے رہنے والے تھے، اسکندریہ کے سرحدی علاقوں میں سن ۵۷۶ھ کو اچانک فوت ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ایک سو چھ سال تھی۔
ذہبی کہتے ہیں: روئے زمین پر میرے علم میں سلفی کے علاوہ ایسا کوئی آدمی نہیں جس نے اسی سال تک حدیث کا کام کیا ہو۔

(۲) ایک مسلسل ذہبی کی بھی ہے، جس کا نام العذب المسلسل فی الحدیث المسلسل ہے۔

(۳) اسی طرح تقی الدین سبکی کی بھی ایک مسلسل ہے۔ ان کا پورا نام ابوالحسن علی بن عبدالکافی بن علی بن تمام الانصاری السبکی ہے۔
اور سبک منوف کی بستیوں میں سے ایک بستی کا نام ہے جس میں ان کی پیدائش ہوئی۔ سبکی کی وفات دریائے نیل کے ساحل پر واقع فیل نامی جزیرے میں ۷۵۶ھ کو ہوئی۔

(۴) ایک مسلسل ابوزرعہ کی بھی ہے۔ ان کا نام ولی الدین احمد بن ابوالفاضل زین الدین عبدالرحیم بن حسین بن عبدالرحمن عراقی ہے۔ بنیادی طور پر عراق کے رہنے والے ہیں واضح رہے کہ یہاں عراق کا عرب والا علاقہ مراد ہے اور یہ بہت زیادہ وسیع خطہ ہے۔ عراقی کرد قبیلے سے تعلق رکھتے اور شافعی مذہب کے پیرو تھے خود بھی محدث تھے اور ان کے والد بھی حدیث کے حافظ تھے سن وفات ۸۲۶ھ اور جائے وفات قاہرہ ہے۔

(۵) مسلسلات : ابوالعباس جعفر بن محمد المستغفری

(۶) مسلسلات ابن شاذان : ابوبکر احمد بن ابراہیم بن حسین بن شاذان بغدادی بزار جو محدث بغداد تھے، تاریخ وفات سن ۳۸۳ھ ہے۔ اور یہ مسند عراق ابوعلی بن شاذان (م ۴۲۵ھ) کے والد ہیں۔

(۷) مسلسلات: ابونعیم الاصفہانی

(۸) مسلسلات: ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمن بن یحییٰ العثمانی الدیباجی (م ۵۲۲ھ)

(۹) مسلسلات: ابوالقاسم بن محمد بن احمد بن محمد بن سلیمان الاوسی الانصاری، المعروف (ابن طیلسان) یہ اندلس کے بہت بڑے محدث تھے۔
(اس کا نام ''الجواہر المفصلات فی الاحادیث المسلسلات ہے) قرطبہ پر انگریزی

قبضے کے بعد وہاں سے نکل کر مالقہ میں آئے اور سن ۶۴۲ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۰) مسلسلات: ابوبکر جمال الدین محمد بن یوسف بن موسیٰ بن یوسف الازدی المہلبی الاندلسی الغرناطی، بعد میں مکہ میں آباد ہو گئے۔ مشہور محدث ہیں۔
ابن سدی لقب ہے۔ مکہ میں طاعون کی وباء سے سن ۷۶۳ھ کو شہید ہوئے۔
اور جنت المعلاۃ میں تدفین ہوئی۔

ان کی تالیفات میں المسند الغریب بھی ہے جس میں انہوں نے تمام متقدمین و متاخرین علماء کے مذاہب نقل کیے نفح الطیب میں لکھا ہے، یہ کتاب چڑھتے سورج سے زیادہ روشن و مشہور ہے اور ان کی ایک کتاب ''الاربعون المختارہ فی فضل الحج والزیارہ'' کے نام سے بھی ہے۔

مسلسلات سخاوی:

(۱۱) یہ ابوالحسن علم الدین علی بن محمد بن عبدالصمد السخاوی (م ۶۴۳ھ) کی تالیف ہے جو شافعی فقیہ، مفسر اور لغوی بھی تھے۔ یہ بعد میں دمشق میں آباد ہو گئے تھے، اس کتاب کا نام ''الجواہر المکللۃ فی الا خبار المسلسلہ'' ہے۔

(۱۲) اسی طرح ایک مسلسل صلاح الدین ابوسعید خلیل بن کیکلدی بن عبداللہ العلائی الدمشقی ثم المقدسی کی تالیف ہے جو بلند پایہ محدث اور شافعی مذہب کے پیرو تھے۔ سن ۷۶۱ھ کو بیت المقدس میں فوت ہوئے۔ ان کی تالیفات میں جامع التحصیل فی احکام المراسیل اور ابن اثیر الجزری کی کتاب جامع الاصول کا اختصار بھی شامل ہے۔

مسلسلات ابن فہد:

(۱۳) مسلسلات ابن فہد: مصنف: نجم الدین محمد معروف عمر بن تقی الدین ابوالفضل محمد بن محمد بن فہد ہاشمی علوی مکی (م ۸۸۵ھ) ان کی تالیفات میں مکہ مکرمہ کی تاریخ پر کتاب ''اتحاف الوریٰ باخبار ام القریٰ'' بھی شامل ہے۔

مسلسلات سخاوی:

یہ مشہور عالم شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن ابوبکر بن عثمان بن محمد

السخاوی کی تالیف ہے۔ یہ بنیادی طور سے مصر کے ایک علاقے سخا کے رہنے والے تھے جس کی طرف خلاف قیاس نسبت سے سخاوی کہلاتے ہیں لیکن ان کی اپنی پیدائش قاہرہ میں ہوئی۔ شافعی مذہب کے پیرو تھے۔

سن ۹۰۲ھ کو مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔ ان کے اس مجموعے میں سو مسلسل احادیث ہیں جن کو ان کی حیثیت واضح کرنے کے لیے علیحدہ تصنیف کی شکل دی ہے۔

مسلسلات سیوطی:

(۱۵) یہ شافعی عالم علامہ جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن محمد سیوطی (م ۹۱۱ھ) کی تالیف ہے۔ اور یہ مسلسلات کبریٰ ہے جس میں پچاسی حدیثیں ہیں۔ ان میں ایک جیاد المسلسلات بھی ہے، سیوطی خود کہتے ہیں۔

میرے سماع میں جو مسلسلات آئی ہیں میں نے ان کو اسناد سمیت جمع کیا ہے میرے علاوہ اور لوگوں نے بھی اس موضوع پر بہت کچھ اکٹھا کیا ہے۔

مسلسلات ابن عقیلہ:

(۱۶) یہ حنفی عالم، اور محدث وصوفی جمال الدین محمد بن احمد بن سعید کی تالیف ہے۔ ان کے والد عقیلہ مکی کے نام سے مشہور تھے۔ مصنف کی وفات ۱۱۵۰ھ کو مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ ان کے اس مجموعے کا نام ''الفوائد الجلیلہ فی مسلسلات محمد بن احمد عقیلہ'' ہے۔

تعلیق زبیدی:

(۱۷) ابوالفیض محمد بن محمد بن محمد بن عبدالرزاق کی تالیف ہے۔ یہ مرتضیٰ زبیدی کے نام سے مشہور ہیں واسط وزبید کے رہنے والے ہیں۔ پھر مصر منتقل ہو گئے۔ مذہب حنفی کے پیرو تھے۔ وفات سن ۱۲۵۰ھ کو مصر میں ہوئی۔ مجموعے کا نام: ''التعلیقۃ الجلیلہ علی مسلسلات ابی عقیلہ'' ہے۔ اس میں مصنف نے اوپر ذکر کی گئی مسلسلات عقیلہ پر تعلیق وتبصرہ لکھا ہے۔

مسلسلات ابن الطیب الفاسی:

(۱۸) یہ مغرب کے مشہور شہر فاس کے رہنے والے جلیل القدر مالکی عالم ومحدث ابوعبداللہ شمس

الدین محمد ابن الطیب بن محمد بن محمد بن موسیٰ الشرکی الفاسی کی تالیف ہے۔
یہ بلند پایہ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ لغت کے بھی ماہر تھے۔اصل میں فاس کے باشندے تھے لیکن بعد میں مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کر لی۔
مدینہ منورہ ہی میں سن ۱۱۷۰ھ کو انتقال ہوا اور حلیمہ سعدیہ کی قبر کے قریب تدفین عمل میں آئی۔ان کا یہ مجموعہ تین سو سے زائد مسلسلات پر مشتمل ہے۔

مسلسلات عابد سندھی:

(۱۹) یہ جلیل القدر محدث اور فقیہ ابو عبداللہ محمد عابد بن احمد علی بن یعقوب انصاری خزرجی سندھی کی تالیف ہے۔ شیخ عابد سندھی سندھ کے باشندے تھے پھر مدینہ منورہ منتقل ہونے کی وجہ سے مدنی بھی کہلاتے تھے۔مدینہ منورہ میں سن ۱۲۵۷ھ کو انتقال ہوا۔
یہ مسلسلات کا مجموعہ ان کی کتاب ''حصر الشارد فی اسانید محمد عابد'' میں شامل ہے۔

مسلسلات زبیدی:

(۲۰) شیخ مرتضیٰ زبیدی کی تالیف ہے جس کا نام ''الاسعاف بالحدیث المسلسل بالاشراف'' ہے۔

(۲۱) انہی کی ایک دوسری تالیف بھی ہے جس کا نام '' المرقاۃ العلیہ فی شرح الحدیث المسلسل بالاولیۃ'' ہے۔

مسلسل احادیث کی تعداد:

یہ چند مجموعے نمونے کے طور پر ذکر کیے گئے ہیں،اس کے علاوہ مسلسلات کی تعداد بہت ہے۔مسلسل احادیث کی تعداد چار سو سے اوپر ہے۔

مراسیل کے موضوع پر کتب حدیث:

مرسل سند کے اعتبار سے حدیث کی ایک قسم ہے جس میں تابعی بیچ میں صحابی کا واسطہ لائے بغیر براہ راست رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتا ہے۔اس کی حجیت اور حیثیت کے حوالے سے محدثین میں اختلاف ہے جس کے تناظر میں حدیث کے ذخیرہ میں اس پر بھی خاصی خامہ فرسائی کی گئی ہے،چند ایک مجموعے ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) کتاب المراسیل: امام ابوداؤد (صاحب سنن) جو ایک باریک جلد میں ابواب کی ترتیب پر قائم ہے۔

(۲) کتاب المراسیل: ابن ابی حاتم، یہ بھی ابواب پر مرتب ہے۔ان میں سے پہلا باب ان اسناد کے بارے میں ہے جن کے متعلق دلیل نہ بن سکنے کا ذکر ہے۔

(۳) کتاب المراسیل: صلاح الدین ابوسعید خلیل بن کیکلدی علائی۔

یہ مجموعہ چھوٹے حجم کی ایک جلد پر مشتمل ہے۔ اس کا نام ''جامع التحصیل فی احکام المراسیل'' ہے۔ مصنف نے اس کو چھ ابواب پر تقسیم کیا ہے۔ برہان الدین حلبی کے اس پر حواشی و تعلیقات بھی ہیں۔

اجزاء حدیثیہ: متعین موضوع پر کتب حدیث:

اجزاء جمع ہے جس کا واحد جزء ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں جزء ایسی تالیف کو کہتے ہیں جس میں کسی ایک آدمی (خواہ صحابی ہو یا تابعی وغیرہ) کی روایات کو علیحدہ سے اکٹھا کر دیا جائے۔ اور کبھی اجزاء کی تالیف میں یہ صورت ہوتی ہے کہ حدیث کی جامع کتاب میں جتنے ابواب وعنوانات ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک انفرادی موضوع کو لے کر اس پر تفصیلی کام کیا جاتا ہے۔ ان میں پھر مختلف نوعیت کے مجموعے سامنے آتے ہیں۔ مثلاً ایک موضوع کے اعتبار سے جنہیں اجزاء ہی کہا جاتا ہے۔ دوسرے حدیثی فوائد کے نام سے اور تیسرے واحدانیات ثلاثیات وغیرہ کے عنوان سے اور چوتھے چہل حدیثی اسی حدیثی سو حدیثی مجموعے وغیرہ۔

ذیل میں ان میں سے ہر ایک کی تفصیلی فہرست ذکر کی جاتی ہے۔ پہلے اجزاء حدیثیہ کا بیان ہے۔

کتاب الوحدان، وحدان کا مطلب کیا ہے؟

(۱) جزء: حسن بن سفیان الشیبانی النسائی، جو مسند اور کتاب الواحدان وغیرہ کے مصنف ہیں۔

وحدان سے مراد وہ لوگ جن سے صرف ایک راوی نے روایت کی ہو چاہے وہ صحابہ ہوں یا تابعین یا بعد کے لوگ۔ اس موضوع پر امام مسلم وغیرہ نے بھی تالیف کی ہے۔

واضح رہے کہ وحدان سے مراد وہ راوی ہیں جن سے آگے روایت کرنے والا راوی صرف ایک ہو باقی رہی روایات تو وہ زیادہ بھی ہوسکتی ہیں اور ایک دوسری صورت جو اس سے مختلف ہے وہ یہ ہوتی ہے کہ کسی راوی سے روایت ہی ایک ہو بھلے راوی بیسیوں ہوں۔ تو یہ دونوں علیحدہ علیحدہ موضوع ہیں۔ موخر الذکر میں امام بخاری نے کتاب لکھی ہے لیکن وہ صرف صحابہ کی حد تک ہے۔

(۲) جزء: شیخ المحد ثین ابو عاصم ضحاک بن مخلد بن ضحاک بن مسلم شیبانی بصری (م ۲۱۲ھ) یہ نبیل کے لقب سے معروف ہیں۔

(۳) جزء: ابو علی حسن بن عرفہ بن یزید العبدی البغدادی ان کی وفات سن ۲۵۷ھ کو ہوئی اس وقت ان کی عمر سو سال سے زائد تھی۔ اسی وجہ سے ان کو معمر بھی کہا جاتا ہے۔

(۴) جزء: ابو مسعود احمد بن فرات بن خالد الضبی الرازی جو بعد اصفہان میں آ گئے تھے اور وہاں کے بڑے محدث تھے، ان کی متعدد تصانیف ہیں، ان کی تاریخ وفات ۲۵۸ھ ہے۔

ذہبی کہتے ہیں۔ ان کا یہ رسالہ تمام رسالوں سے بڑھیا ہے ان سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا:

میں نے سترہ سو مشائخ سے حدیث سنی اور دس لاکھ حدیثیں لکھیں۔

اوران میں سے پانچ لاکھ احادیث سے اپنی تالیف میں کام لیا۔

(۵) جزء: ابو العباس محمد بن جعفر بن محمد بن ہشام بن قیم ابن ملدس النمیری الدمشقی (م ۳۲۸ھ)

(۶) جزء: امام بخاری کے استاذ قاضی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن مثنی بن عبداللہ بن انس بن مالک انصاری (م ۲۱۵ھ) ان کا یہ رسالہ بڑے پائے کے رسالوں میں سے ہے۔

(۷) جز: ابوالحسن احمد بن عبدالعزیز بن احمد بن ترتال تمیمی بغدادی، ان کی وفات سن ۴۰۸ھ کو مصر میں ہوئی اس وقت ان کی عمر ۹۱ سال تھی، ان سے ابوالحسن علی بن فاضل بن سعد اللہ صوری ثم مصری اور ابو اسحاق ابراہیم بن سعید اطبال مصری نے روایت کی ہے۔

(۸) جز: ابو عمر و اسماعیل بن نجید بن احمد ابن یوسف بن خالد سلمی نیشاپوری یہ بڑے عابد و

زاہداور صوفیاء کے شیخ تھے تاریخ وفات: ۳۶۶ھ ہے۔

یہ ابوعبدالرحمٰن سلمی کے دادا اور رسالہ قشیریہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

(۹) جزء: ابومعشر عبدالکریم بن عبدالصمد بن محمد بن علی القطان الطبری المقری الشافعی جو متعدد کتابوں کے مصنف ہیں اور مکہ میں مستقل رہنے والے تھے۔ مکہ میں ہی ۴۷۸ھ کو انتقال ہوا۔ اس رسالے میں انہوں نے امام ابوحنیفہ کی صحابہ سے روایات کو اکٹھا کیا گیا ہے۔

ان کی تصانیف میں: ''الجامع الکبیر فی القرآت'' بھی ہے جس میں پندرہ سو پچاس روایات ہیں۔

(۱۰) جزء: ابوعلی اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن صالح الصفار (م ۳۴۱ھ)

(۱۱) جزء: ابواحمد محمد بن احمد بن حسین بن قاسم غطریفی جو بخاری پر صحیح کے مولف ہیں اور یہ قاضی ابوبکر کی حدیث سے ہے۔

(۱۲) جزء: رشید الدین ابوالحسین یحییٰ بن عبداللہ بن علی بن مفرج القرشی الاموی النابلسی (م ۶۶۲ھ) جو مالکی مذہب رکھتے تھے۔ اور عطار لقب تھا۔ بعد میں مصر منتقل ہو گئے تھے۔ مشہور محدث ہیں، ان کے اس رسالے میں آٹھ حدیثیں ہیں۔

(۱۳) جزء: ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران السکری البغدادی (م ۴۱۰ھ) یہ ثقہ اور عادل ہیں امام بیہقی کے اساتذہ میں سے ہیں۔ ستاسی ۸۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۱۴) جزء: ابوطاہر حسن بن احمد بن ابراہیم اسدی بالسی، ان کا عرف ابن الفیل ہے، بعض حضرات نے ابن قیل بھی کہا ہے یہ صاحب مسند بھی ہیں اور ابراہیم بن سعید جوہری کے تلامذہ میں سے ہیں۔

(۱۵) جزء: محمد بن سلیمان بن حبیب المصیصی یہ ان کے شاگرد بھی تھے جیسا کہ ذہبی نے تذکرہ میں لکھا ہے۔ ان کا لقب ''لوین'' ہے۔

یہ ابوجعفر احمد بن محمد بن المرزبان ابہری ہیں جو اصبہان میں ۳۹۳ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۶) جزء: ابوبکر احمد بن عبداللہ بن علی بن سوید بن منجوف السدوسی (م ۲۵۲ھ) ان کی زیادہ

شہرت منجوفی سے ہے جو اپنے جد اعلیٰ کی نسبت سے ہے۔ اور یہ امام بخاری کے ان اساتذہ میں سے ہیں جن سے صحیح بخاری میں روایات لی گئی ہیں۔

(۱۷) جزء: ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ اصبہانی۔

(۱۸) جزء: ابویعلی الخلیلی۔

(۱۹) جزء: ابواسحاق اسماعیل بن اسحاق قاضی، اس رسالے کو انہوں نے ایوب سختیانی کی احادیث سے لیا ہے۔

(۲۰) جزء: ابوالقاسم البغوی۔

(۲۱) جزء: ابوبکر بن شاذان بغدادی بزار

(۲۲) جزء: ابوسعید محمد بن علی النقاش۔

(۲۳) جزء: ابوالعباس الاصم۔

(۲۵) جزء: ابوبکر محمد بن حسن النقاش (یہ تراویح کے فضائل پر مشتمل رسالہ ہے)۔

(۲۶) جزء القناعہ: ابوالعباس احمد بن سروق طوسی جو طوس کے رہنے والے تھے، پھر بغداد منتقل ہو گئے اور وہیں ۲۹۹ھ کو انتقال ہوا۔

یہ بڑے عظیم الشان آدمی تھے، ان کا شمار ابدالوں میں ہوتا تھا اور یہ رسالہ قشیریہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

(۲۷) منتقی سعبۃ اجزاء: ابو طاہر محمد بن عبدالرحمٰن بن عباس المخلص الذہبی البغدادی، یہ مشہور محدث اور مسند بغداد ہیں، تاریخ وفات ۳۹۳ھ ہے۔

(۲۸) جزء صلاۃ التسبیح: ابوبکر خطیب البغدادی۔

(۲۹) جزء میں حدث ونسی (یعنی ان راویوں کا تذکرہ جنہوں نے ایک روایت بیان کی اور پھر خود ہی اسے بھول گئے) اس کے مؤلف ابوبکر خطیب بغدادی ہیں۔

(۳۰) جزء میں حدث ونسی ابوالحسن الدارقطنی۔

(۳۱) جزء ابوعبداللہ محمد بن مخلد بن حفص الدوری العطار (م ۳۳۱ھ) یہ ایک باریک رسالہ ہے جو تقریباً نوے احادیث پر مشتمل ہے۔

(۳۲) جزء البطاقۃ: یہ ابوالقاسم حمزہ بن محمد بن علی بن عباس الکنانی مصری (م ۳۵۷ھ) کے

املائی افادات ہیں۔
ابوالحسن علی بن عمر بن محمد الحرانی مصری صواف (م ۴۴۱ھ) ان سے روایت کرنے والوں میں ہیں۔ ان کا تذکرہ حسن المحاضرہ میں ہے۔

(۴۳) جزء من روی ہو وابوہ وجدہ: یعنی ان لوگوں کا بیان جو خود بھی اور ان کے والد اور دادا بھی محدث تھے۔ اس کے مولف ابوزکریا یحیٰی بن ابوعمرو عبدالوہاب بن ابوعبداللہ محمد بن ابو یعقوب اسحاق بن ابوعبداللہ محمد بن ابوزکریا یحیٰی بن مندہ ہیں اور ان کا نام ابراہیم ولید ہے اور مندہ ان کا لقب تھا۔
عبد قبیلہ سے ان کا علاقہ ولاء تھا اور اصبہان کے رہنے والے۔ اور نامور محدث اور نمایاں حیثیت کے عالم تھے، اصفہان میں سن ۵۱۱ھ یوم نحر کو ان کی وفات ہوئی۔

(۴۴) اس کے علاوہ ان کا ایک اور رسالہ بھی ہے جس میں صحابہ میں سے سب سے آخر میں وفات پانے والوں کا ذکر ہے۔

(۲۵) سورۃ اخلاص کے فضائل میں رسالہ: ابونعیم اصفہانی۔

(۲۶) سورۃ اخلاص کے فضائل میں رسالہ: ابوعلی حسن بن محمد بن حسن بن علی الخلال۔

(۲۷) جزء: ابوبکر محمد بن سری بن عثمان، التمار، حسن بن عرفہ سے ان کا لقاء ثابت ہے؟ اور دار قطنی وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔ اور یہ منکر اور موضوع روایات کے حوالے سے معروف ہیں۔ ذہبی نے تذکرہ الحفاظ میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کی وفات کا ذکر نہیں کیا۔

ثقفیات:

(۲۸) الاجزاء الثقفیات: یہ اصفہان کے رہنے والے محدث ابوعبداللہ قاسم بن فضل بن احمد ثقفی (م ۴۸۹ھ) کے دس رسائل کا مجموعہ ہے۔

(۲۹) الاجزاء الجعدیات: یہ بارہ رسائل۔ کا مجموعہ ہے جسے ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بغوی نے شیخ بغداد ابوالحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی جوہری (م ۲۳۰ھ) کی احادیث و روایات سے اکٹھا کیا ہے۔ نیز اس میں ان کے اساتذہ اور اساتذہ کے اساتذہ کا تذکرہ و

تعارف بھی ہے۔

خلعیات:

(۳۰) الاجزاء الخلعیات: یہ ایک شافعی عالم قاضی ابوالحسن علی بن حسن بن حسین بن محمد خلعی کے بیس رسائل کا مجموعہ ہے۔

ان کو خلعی کہنے کی وجہ یہ تھی کہ بادشاہوں کے بچوں کے پرانے کپڑے مصر میں بیچا کرتے تھے؟ ان کا اصلی وطن موصل تھا۔ لیکن سکونت اور پھر وفات مصر میں ہوئی۔ ایک نیک سیرت فقیہ اور صاحب کرامات بزرگ تھے، بہت سی کتابیں ان کی تالیف کردہ ہیں مسند کے اعتبار سے مصر بھر میں ان کی سند عالی تھی۔ ۴۹۲ھ کو انتقال ہوا اور قرافہ میں دفن ہوئے، ان کی قبر انسان و جنات کے قاضی کی قبر کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ بھی شہرت ہے کہ یہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ ان کے رسائل کا یہ مجموعہ ابونصر احمد بن حسین شیرازی نے اکٹھا کیا تھا اور اس کی تخریج بھی کی تھی، اور اس کو خلعیات کا نام بھی انہوں نے ہی دیا تھا۔

رسائل سلفیات:

(۳۱) یہ ابوطاہر احمد بن محمد السّلفی کے ایک سو سے زائد رسائل کا مجموعہ ہے جس کو انہوں نے ابن الشرف نحاطی، ابن طیوری اور بغداد کے مشائخ کے اصول سے منتخب کیا تھا۔ اس کے علاوہ ان کے سات رسائل اور بھی ہیں جن کا نام: ''السفینۃ الجرائدیۃ الکبریٰ'' ہے جو اپنے مشائخ سے روایات پر مشتمل ہے۔

اور ایک اور مجموعہ بھی ہے جو پانچ رسالوں پر مشتمل ہے جسے ''السفینۃ الجرائدیۃ الصغریٰ'' کہتے ہیں اور ایک سفینہ بغداد یہ بھی ہے۔

(۳۲) اور ایک رسالہ ان کا وہ ہے جو انہوں نے کثیر الروایۃ محدث ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار بن احمد بن القاسم الازدی الصیرفی، المعروف بابن الطیوری کی حدیث سے انتخاب کیا ہے۔ یہ مجموعہ دو جلدوں پر محیط ہے۔

ابن الطیوری سن ۵۰۰ھ کو بغداد میں فوت ہوئے۔

رسائل غیلانیہ:

(۳۳) یہ گیارہ رسائل ہیں جن کو دار قطنی نے مشہور محدث ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بزار کی احادیث سے اکٹھا کیا ہے۔

بزار بغداد کے رہنے والے تھے اور شافعی مذہب کے پیرو تھے، سن وفات ۳۵۴ھ ہے۔ جس قدر ان رسائل میں حصہ ہے اسی قدر حصہ ابو طالب محمد بن محمد بن ابراہیم بن غیلان البزار نے ابوبکر البزار سے سنا تھا۔ اور یہ بہت عمدہ اور اچھا مجموعہ ہے۔

رسائل قطیعیہ:

(۳۴) یہ ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک بن شبیب بغدادی (م ۳۶۸ھ) کے پانچ رسائل کا مجموعہ ہے۔ یہ چونکہ بغداد میں ایک جگہ قطیعۃ الرقیق میں رہتے تھے اس لیے قطیعی کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ مسند عراق تھے۔

انہوں نے امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ سے ان کے ابا کی مسند، تاریخ، کتاب الزہد اور مسائل تمام کی تمام کتب روایت کی ہیں۔

رسائل کنجرودیہ:

(۳۸) یہ بھی پانچ رسالوں کا مجموعہ ہے جسے ابوسعید علی بن موسیٰ نیشاپوری سکری نے ابوسعید محمد بن عبدالرحمٰن الکنجرودی کی حدیث سے تخریج کیا ہے۔

دوسرا ابوبکر احمد بن حسین البیہقی کی تخریج سے بھی ہے۔

سکری حج سے واپسی کے دوران سن ۴۶۵ھ کو فوت ہوئے۔

رسائل محاملیہ اور محاملی:

(۳۹) یہ سولہ رسالوں کا مجموعہ بغدادی اور اصبہانی محدثین کی روایت سے ہے جسے قاضی ابو عبداللہ حسین بن اسماعیل بن محمد الضبی محاملی نے جمع کیا ہے۔

ضبی مشہور قبیلے ضب کی نسبت سے ہے۔ یہ بغداد کے رہنے والے تھے، اور محاملی کی وجہ تسمیہ محامل (کجاوے) بیچنے کی طرف نسبت سے ہے۔

یہ بلند پایہ مفسر اور ثقہ و با اعتماد فاضل ادر، جامعیت والے مصنف تھے ساٹھ سال تک

کوفہ کی قضا سنبھالنے کے بعد ۳۳۰ھ کو فوت ہوئے۔

رسائل یشکریہ:

(۴۱) یہ ابوالعباس احمد بن محمد الیشکری کے چار رسالوں کا مجموعہ ہے۔

رسائل مخلصیہ:

(۴۲) یہ ابو طاہر محمد بن عبدالرحمٰن بن عباس المخلص الذہبی کی حدیث پر مشتمل ہیں یہ چند رسائل تھے ورنہ رسائل کی تعداد بے شمار ہے جو ہزار سے بھی اوپر ہے بلکہ کئی ہزار تک ہے۔ بلکہ ذہبی نے تذکرہ میں ابوحازم سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے ہاتھ سے اپنے دس اساتذہ سے دس ہزار جزء لکھے۔ ہر ایک استاذ سے ایک ہزار جزو تھے ان کا کچھ حصہ کشف الظنون میں ذکر کیا ہے جو حروف تہجی پر مشتمل ہے البتہ اس میں تحریف اور گڈمڈ ہے۔ اس طرح کچھ حصہ محب الدین طبری نے ریاض الناضرہ کے شروع میں ذکر کیا ہے۔

اسی طرح ابن سلیمان المغربی نے بھی صلۃ الخلف بموصول السلف میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ مراجعت کی جاسکتی ہے۔

فوائد حدیثیہ کے موضوع پر کتب کی فہرست:

یہاں تک اجزاء کا بیان تھا، اب یہاں سے مختلف و متنوع فوائد پر مشتمل مجموعوں کا ذکر ہوتا ہے۔

(۱) فوائد تمام بن محمد عبداللہ بن جعفر رازی جو پہلے رے کے رہنے والے تھے۔ پھر دمشق منتقل ہونے کی وجہ سے دمشقی بھی کہلاتے ہیں۔ یہ خود اور ان کے والد بھی محدث تھے۔ ان کی وفات سن ۴۱۴ھ کو ہوئی اور ان کے والد ابوالحسن محمد سن ۳۴۷ھ کو فوت ہوئے ان کے یہ فوائد تیس اجزاء پر مشتمل ہیں۔

(۲) فوائد ابو بشر اسماعیل بن عبداللہ بن مسعود عبدی اصبہانی (م ۲۶۷ھ)

یہ بڑے ضبط و اتقان والے اور تحصیل علم میں قریہ بہ قریہ پھرنے والے محدث تھے۔ ان کا لقب سمویہ ہے۔ ان کے یہ فوائد آٹھ اجزاء پر مشتمل ہیں۔

ذہبی کہتے ہیں:

''جو آدمی ان سے منقول فوائد کا بغور مطالعہ کرے گا وہ اس فن میں ان کی مہارت اور اہتمام کا بخوبی اندازہ لگا لے گا۔''

(۳) فوائد: ابوعمرو عبدالوہاب بن محمد بن اسحاق بن مندہ عبدی اصبہانی (م ۴۷۵ھ)

(۴) فوائد: ابوبکر محمد بن ابراہیم بن علی بن عاصم بن زاذان اصبہانی جو ابن المقری کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی کتابوں میں معجم کبیر، اربعین اور مسند ابوحنیفہ شامل ہیں ان کے یہ فوائد آٹھ اجزاء پر مشتمل ہیں۔

ابن المقری کی وفات سن ۳۸۱ھ کو ہوئی۔

(۵) فوائد: ابوالقاسم خلف بن عبدالملک بن مسعود بن موسیٰ بن بشکوال خزرجی انصاری قرطبی یہ کتاب الصلة کے مولف ہیں اور کتاب الصلة ابوالولید ابن الفرضی کی کتاب ''تاریخ علماء الاندلس'' پر ان کا لکھا ہوا ذیل ہے۔

ابن بشکوال نے سن ۵۷۸ھ کو قرطبہ میں وفات پائی۔

(۶) فوائد: ابوالحسین محمد بن علی بن عبداللہ بن عبدالصمد بن مہتدی باللہ جو ابن الغریق کے نام سے معروف ہیں۔ ان کی وفات بغداد میں سن ۴۶۵ھ کو ہوئی۔

یہ امام دارقطنی اور ابن شاہین سے حدیث بیان کرنے والوں میں سے سب سے آخری آدمی ہیں۔

(۷) فوائد العراقیین: ابوسعید نقاش۔

(۸) فوائد ابی الحسین، بن بشران۔

(۹) فوائد: ابوبکر شافعی۔

(۱۰) فوائد: ابوالحسن خلعی۔

(۱۱) فوائد: ابواسحاق ابراہیم بن یحییٰ مزکی نیشاپوری یہ ابن خزیمہ وغیرہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ آگے برقانی اور ابن ابی الفوارس وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔ ان کے یہ فوائد مزکیات کے نام سے معروف ہیں۔

(۱۲) فوائد: ابوطاہر مخلص: یہ ابوالفتح محمد بن احمد بن محمد بن فارس بن سہل بغدادی کی تخریج

ہے، جو ابن ابی الفوارس کے نام سے معروف ہیں۔ تاریخ وفات ۴۱۲ھ ہے۔ اور ایک دوسری تخریج ابوعبداللہ حسین بن احمد بن علی ابن بقال (م ۴۷۷ھ) کی ہے۔

(۱۳) فوائد: ابوبکر نجاد (صاحب سنن)

(۱۴) فوائد: ابومحمد عبداللہ بن احمد بن موسیٰ بن زیاد عسکری (م ۳۰۶ھ)

یہ عسکر مکرم کی نسبت سے عسکری کہلاتے ہیں۔ ایک نسبت جوالیقی بھی ہے۔ ان کا عرف اور شہرت عبدان کے نام سے ہے۔ یہ صاحب تصانیف آدمی ہیں۔

یہ چند ایک فوائد حدیثیہ کا بطور ''مشتے نمونہ از خروارے'' ذکر ہے ورنہ فوائد حدیثیہ بہت زیادہ تعداد میں ہیں۔ ان میں سے کچھ کا ذکر ''صلۃ الخلف'' میں ہے وہاں دیکھ لیجئے۔ ابتداء تین چیزوں کا ذکر تھا، ایک اجزاء و رسائل دوسرے فوائد حدیثیہ اور تیسرے وحدانیات ثنائیات وغیرہ۔

اول الذکر دو چیزوں کی تفصیل کچھ آ گئی ہے اب یہاں سے تیسری نوع کی کتابوں کا ذکر ہے۔

امام ابوحنیفہ کی وحدانیات:

(۱) الوحدانیات: یعنی وہ احادیث جن میں کسی محدث سے لے کر نبی علیہ السلام تک صرف ایک راوی ہو۔ یعنی گویا روایت کرنے والا کم از کم تابعی ہوگا۔

یہ امام ابوحنیفہ کی وحدانیات ہیں جن کو ابوالبشر عبدالکریم بن عبدالصمد صبری شافعی نے ایک رسالے میں جمع کیا ہے لیکن اسناد ایسی ہیں جو ضعیف اور غیر مقبول ہیں اور قابل اعتماد بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے کوئی روایت نہیں۔

ثنائیات امام مالک:

(۲) ثنائیات: یعنی وہ روایات جن میں محدث اور نبیؐ کے درمیان صرف دو راوی ہوں۔

ان روایات کا ایک اچھا خاصہ مجموعہ موطا میں ہے اور یہ عمدہ حصہ ہے۔

مختلف محدثین کی ثلاثیات: امام بخاری کی ثلاثیات

ثلاثی سے مراد وہ حدیث ہے جس کی سند میں نبی علیہ السلام اور محدث کے درمیان تین

واسطے ہوں۔ مختلف محدثین کی ثلاثیات کا تذکرہ ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

(۳) ثلاثیات امام بخاری، ان کی تعداد ۲۲ ہے جنہیں حافظ ابن حجر وغیرہ نے ذکر کیا ہے اوران کی شرح بھی متعدد حضرات نے کی ہے اورامام بخاری کی طویل ترین سند میں 9 راوی ہیں۔

امام مسلم کی ثلاثیات:

امام مسلم کی بھی ثلاثیات ہیں لیکن یہ صحیح مسلم کے علاوہ ہیں کیونکہ وہ امام مسلم کی شرط پر پوری نہیں اترتیں، اورامام ترمذی کی بھی ثلاثیات ہیں جوان کی جامع ترمذی میں شامل ہیں اور یہ صرف ایک حدیث ہے اوروہ حضرت انس کی وہ حدیث ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دین پر صبر کرنے والا ایسے ہوگا جیسے انگارے ہاتھ میں لینے والا۔

ابن ماجہ کی ثلاثیات:

اسی طرح ابن ماجہ کی بھی ثلاثیات ہیں جن کی تعداد پانچ ہے۔ یہ حضرت انس سے ایک ہی سند سے مروی ہیں اوراس میں ایک طریق جبارہ بن مغلط حمانی کوفی کا ہے اوروہ ضعیف ہے دوسرا کثیر بن سلیم جنسی کا ہے وہ بھی حضرت انس سے روایت کے معاملے میں ضعیف ہے۔

دارمی کی ثلاثیات:

اوردارمی کی بھی سنن دارمی میں ثلاثیات ہیں جن کی تعداد پندرہ ہے۔

امام شافعی کی ثلاثیات:

اس کے علاوہ امام شافعی کی مسند وغیرہ میں بھی ثلاثیات ہیں جو کافی زیادہ ہیں۔ اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ کی مسند میں بھی ثلاثیات ہیں جن کی تعداد ۳۳۷ ہے جیسا کہ ''عقود الآلی فی الاسانید العوالی'' میں ہے۔

امام احمد کی ثلاثیات اور سفارینی:

ایک خیال یہ ہے کہ امام احمد کی ثلاثیات ۳۶۳ ہیں اور یہی شیخ محمد بن احمد بن سالم بن سلیمان نابلسی سفارینی کی رائے ہے۔

یہ سفارینی نابلس کے علاقے سفارین کے رہنے والے تھے وہاں پیدا ہوئے، مذہب حنبلی تھا اور عقائد میں محدثین کی روش پر تھے اور تصوف میں قادری سلسلے سے فیضان تھا۔ نابلس میں ہی ۱۱۸۸ھ کو وفات پائی۔

انہوں نے اس بات کو اپنی کتاب: ''نفثات الصدر المکمد بشرح ثلاثیات المسند'' میں ذکر کیا ہے ان یہ کتاب ایک ضخیم جلد میں ہے۔

طبرانی وعبد بن حمید کی ثلاثیات:

عبد بن حمید کی بھی ان کی مسند میں ثلاثیات ہیں جن کی تعداد ۵۱ ہے اور معجم صغیر میں طبرانی کی بھی ثلاثیات ہیں جن کی تعداد تین ہے۔

رباعیات امام شافعی:

(۱) رباعیات امام شافعی: جن کو ابو الحسن دار قطنی نے علیحدہ کیا ہے اور یہ ابو بکر محمد بن عبداللہ شافعی کے فوائد کا چوتھا جز ہے یہ ایک ضخیم رسالہ ہے جو تقریباً دو اجزاء پر مشتمل ہوگا۔

(۲) رباعیات بخاری ان کی شرح بھی کی گئی ہے جس کا نام درر الداری فی شرح رباعیات البخاری ہے۔

(۳) رباعیات مسلم مشمولہ صحیح مسلم۔

(۴) رباعیات نسائی۔ مشمولہ۔ سنن نسائی اور یہ عمدہ ترین رباعیات ہیں۔

(۵) رباعیات طبرانی۔ مشمولہ۔ معجم کبیر وصغیر، صاحب صلۃ الخلف کے بقول یہ چار ہیں۔

(۶) رباعیات ترمذی مشمولہ جامع ترمذی ان کی تعداد 170 ہے۔

(۷) امام بخاری کی بھی دو رباعیات ایسی ہیں جو ثلاثیات سے ملحق ہیں۔

(۸) ابوداؤد میں بھی ایک روایت رباعی ملحق بثلاثی ہے جو حوض کے بارے میں سوال سے متعلق ہے۔

رباعی بھی اور ثلاثی بھی؟

رباعی ملحق بالثلاثی اس رباعی کو کہتے ہیں کہ اس طریق میں تابعی تابعی سے روایت کرے اور وہ آگے صحابی سے یا صحابی صحابی سے روایت کرے چنانچہ ایسی صورت میں دونوں

تابعیوں یا صحابیوں کو ایک شمار کر لیا جاتا ہے۔ وہ ہوتے تو دو ہیں لیکن حکم ایک ہی کا ہوتا ہے۔

ایسی روایت امام ابوداؤد کے ہاں سب سے عالی ہے۔

اور محدثین کے ہاں رباعیات صحابہ کا بھی عنوان ہے جس پر ابومحمد عبدالغنی بن سعید الازدی نے لکھا ہے۔ (ان کا ذکر آگے آ رہا ہے)۔

اسی طرح اس کو محدث حلب و مسند شام ابوالحجاج شمس الدین حافظ یوسف بن خلیل بن عبداللہ دمشقی (جو ۶۴۸ھ کو ترانوے سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے انہوں) نے بھی لیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا اپنی ثمانیات (آٹھ واسطوں والی روایات) کا بھی ایک مجموعہ ہے۔

رباعیات تابعین:

اسی طرح ابومحمد عبدالغنی بن سعید ازدی اور محدث دمشق ابوالمواہب حسن بن ابوالعظائم ہبۃ اللہ بن محفوظ ابن مرمری کی ایک اور رباعیات تابعین بھی ہے۔ جس میں تابعین کی رباعیات کو اکٹھا کیا گیا ہے۔

ابن مرمری دمشق کے رہنے والے، ماہر محدث تھے، وفات کی تاریخ ۵۸۶ھ ہے۔ ان کی دیگر تصنیفات میں معجم، فضائل الصحابہ، فضائل بیت المقدس اور عوالی ابن عیینہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

خماسیات محدثین:

(۲) خماسیات ابن النقو د: یہ اپنے وقت میں مسند عراق ابوالحسین احمد بن محمد بن احمد ابن النقو د ہیں جو بغداد کے رہنے والے تھے اور بزار لقب تھا، وفات ۴۷۰ھ کو ہوئی۔
اس کے علاوہ دارقطنی کی بھی خماسیات کو علیحدہ کیا گیا ہے۔

سداسیات محدثین:

(۳) سداسیات ابن الخطاب الرازی:
یہ مصر کے علاقوں کے جلیل القدر مرجع کی حیثیت والے محدث اور اسکندریہ کے ایک عادل صاحب علم ابومحمد عبداللہ محمد بن احمد بن ابراہیم رازی (م ۵۲۵ھ) کی مرویات ہیں جن کی تخریج ابوطاہر سلفی نے کی ہے۔ اسی طرح مسند نیشاپور ابوالقاسم زاہر بن

طاہر بن محمد نیشاپوری شحالی (م ۵۳۲ھ) کی بھی خماسیات و سداسیات ہیں۔

محدثین کے ہاں تابعین کی بھی سداسیات کو علیحدہ کیا گیا ہے جس کے مولف ابوموسیٰ محمد بن عمر بن احمد بن عمر مدینی اصبہانی ہیں جو کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ ان کی وفات اصبہان میں سن ۵۸۱ھ کو ہوئی۔

سباعیات محدثین:

(۴) سباعیات: ابوموسیٰ مدینی۔

سباعیات: ابوجعفر صیدلانی۔

سباعیات: ابوالقاسم ابن عساکر

سباعیات: قاسم ابن عساکر (ولدابی القاسم)۔

سباعیات: صرانی جو مصر کے علاقوں کے مسند و محدث ابوالفرج النجیب عبداللطیف بن عبدالمنعم بن صیقل الحرانی حنبلی (م ۶۷۲ھ) کی مرویات ہیں یہ سید عزالدین احمد بن محمد حسینی وغیرہ کی تخریج ہے۔

ثمانیات محدثین:

(۵) ثمانیات: ابوالفرج یہ چار اجزاء پر مشتمل ہے۔

ثمانیات: ابوالحسین یحییٰ بن علی بن عبداللہ عطار اس کا نام "تحفۃ المستفید فی الاحادیث الثمانیۃ الاسانید" ہے۔

ثمانیات: ضیاء مقدسی۔

تساعیات محدثین:

(۶) تساعیات: رضی الدین ابراہیم بن محمد طبری مکی (م ۷۳۲ھ)

تساعیات: قاضی القضاۃ عزالدین ابوعمر عبدالعزیز بن قاضی القضاۃ محمد بن ابراہیم بن سعداللہ بن جماعۃ الکنانی الشافعی المصری (م ۷۶۷ھ)

یہ وہی چہل حدیث ہے جس کی تخریج ابوجعفر محمد بن عبداللطیف بن کویک ربیعی (م ۷۹۰ھ) نے کی ہے۔

تساعیات: غرناطی جو کئی کتابوں کے مولف شافعی عالم، مفسر اور نحوی ولغوی ماہر اثیر الدین ابو حیان محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان اندلسی غرناطی کی مرویات ہیں، ابن حیان کی وفات اپنے گھر پر قاہرہ میں سن ۷۴۵ھ کو ہوئی۔

عشاریات محدثین:

(۷) عشاریات: امام ترمذی ونسائی۔ یہ دونوں کی سب سے نازل (یعنی ان کی مرویات میں اس سے زیادہ واسطوں والی اور کوئی روایت نہیں) اسناد ہیں۔

عشاریات: برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن عبدالواحد التنوخی البعلی، اصل میں بعل بک کے تھے، ابتدائی زمانہ دمشق بھی گزرا پھر مصر آ گئے۔

عشاریات: زین الدین عراقی

حافظ ابن حجر جو تنوخی وعراقی دونوں کے شاگرد تھے۔ ان عشاریات میں سے کچھ انہوں نے املاء کروائیں اور عشاریات میں اپنے شیخ تنوخی کی مرویات کروائیں۔

ابن حجر کی عشاریات:

ابن حجر کہتے ہیں:

میں نے ایک سو چالیس اور شیخ عراقی کی مرویات میں سے ساٹھ احادیث علیحدہ کی ہیں۔ اس طرح انہوں نے اس اربعین کو پورا کیا جسے شیخ نے اپنے لیے علیحدہ کیا تھا۔

سیوطی وسخاوی کی عشاریات:

اس کے علاوہ حافظ سخاوی اور دوسرے ہم پلہ معاصر جلال الدین سیوطی کی بھی عشاریات ہیں۔ سیوطی کی ''النادریات من العشاریات'' کتاب ہے جس میں انہوں نے وہ تین حدیثیں جمع کی ہیں جو انہیں دسیاط کے نواح سے ملی تھیں اور عشاری (یعنی دس واسطوں والی) تھیں۔ اس کتاب کے مقدمہ میں سیوطی یہ فرماتے ہیں:

> عالی سند ایک پسندیدہ طریقہ ہے، اور نبی علیہ السلام کے قرب کی وجہ سے مطلوب عبادت کا درجہ بھی رکھتی ہے۔ اسی وجہ سے محدثین نے اپنی عالی اور اعلیٰ اسناد کو علیحدہ سے جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ چنانچہ اس طرح ثلاثیات

سامنے آئیں پھر رباعایات پھر خماسیات پھر سداسیات پھر سباعیات پھر ثمانیات اور یہاں تک کی تخریج سات سو سال سے پہلے پہلے تک کی ہے۔ پھر سات سو سال کے بعد تساعیات اور عشاریات کی تخریج شروع ہوئی۔ آٹھ سو سال شروع ہونے سے پہلے زین الدین عراقی نے تخریج کی پھر ایک جماعت نے یہ کام کیا جن میں ابن حجر بھی شامل ہیں۔ ابن حجر کہتے ہیں:

''میرے سامنے اپنی اکثر و بیشتر وہ اسناد تھیں جو گیارہ واسطوں والی ہیں کیونکہ ہمارا زمانہ خاصہ بعد کا ہے۔ لیکن میں نے تلاش و جستجو کی تو مجھے تھوڑی سی احادیث دس واسطوں والی بھی مل گئیں۔''

ابن حجر کی تالیفات میں ''جزء السلام من سید الانام بھی'' ہے جس کے متعلق کشف الظنون میں یہ لکھا ہے کہ اس میں ابن حجر نے اپنی عشاریات اکٹھی کی ہیں اور ان کی تعداد ۲۳ ہے۔ جس کی تالیف سے وہ ربیع الثانی ۹۱۱ھ کو فارغ ہوئے۔

عالی اور نازل اسناد سے متعلق مواد کے لیے مزید دیکھئے۔ (شرح الفیۃ العراقی للسخاوی)

چالیس حدیثیں لکھنے کا اہتمام

ذخیرہ احادیث میں ایک روایت ہے کہ جو شخص چالیس حدیثیں یاد کرے وہ قیامت کے دن عالم اٹھایا جائے گا۔ یا میں اس کا شفیع ہوں گا۔ اس حدیث پر سند کے حوالے سے اگرچہ خاصا کلام ہے تاہم شروع سے معمول یہ ہے کہ لوگ چالیس حدیثوں کو لکھنے اور یاد کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

غالبًا اس فضیلت کے پیش نظر محدثین بھی میں چالیس حدیثوں کے انتخاب اور انہیں علیحدہ سے لکھنے کا اہتمام رہا ہے اور کم و بیش سب ہی محدثین نے اس حوالے سے رسائل وغیرہ لکھے ہیں جن کو اربعون یا اربعینیات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ذیل میں ان کی نمبروار فہرست ذکر کی جاتی ہے۔

چہل حدیث کے مجموعے:

(۱) الاربعون :عبداللہ بن مبارک حنظلی یہ سب سے پہلے چہل حدیث لکھنے والے محدث ہیں۔

(۲) الاربعون :محمد بن اسلم طوسی۔

(۳) الاربعون :حسن بن سفیان نسائی۔

(۴) الاربعون :ابوبکر آجری (یہ کئی دستوں پر مشتمل باریک سا رسالہ ہے)۔

(۵) الاربعون :ابوبکر محمد بن ابراہیم اصفہانی۔المعروف۔ابن المقری۔

(۶) الاربعون :ابوبکر محمد بن عبداللہ جوزقی۔

(۷) الاربعون :ابونعیم اصفہانی۔

(۸) الاربعون :ابوعبدالرحمٰن سلمی۔

(۹) الاربعون :ابوبکر بیہقی۔

(۱۰) الاربعون :ابوالحسن دارقطنی۔

(۱۱) الاربعون :ابوعبداللہ حاکم۔

(۱۲) الاربعون :ابوطاہر سلفی۔

(۱۳) الاربعون :ابوالقاسم ابن عساکر، ان کے چہل حدیث کے متعدد مجموعے ہیں۔(۱) اربعون طوال (۲) اربعون بلدانیہ (۳) اربعون فی الجہاد اسی کا نام الاجتہاد فی اقامۃ فرض الجہاد بھی ہے۔

مالینی کی چہل حدیث

(۱۴) الاربعون۔اس کے مولف بلند پایہ زاہد وصوفی اور جلیل القدر کثیر الروایۃ محدث احمد بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن حفص بن خلیل انصاری مالینی ہیں، مالین ہراۃ کے ماتحت علاقوں میں چند بستیوں کے مجموعے کا نام ہے۔اس لیے یہ ہراتی بھی کہلاتے ہیں۔
ان کا سن ۴۱۲ھ کو مصر میں انتقال ہوا۔
ان کی تصانیف میں ''کتاب المؤتلف والمختلف'' بھی ہے۔

چہل حدیث ہمدانی:

(۱۵) الاربعون: اس کے مولف ابوالفتوح محمد بن محمد بن علی بن محمد طاقی ہمدانی (م ۵۵۵ھ) ہیں اس کو انہوں نے یہ نام دیا ہے:
"ارشاد السائرین الی منازل المتقین"
یہ ان کی چالیس اساتذہ سے سنی ہوئی احادیث ہیں۔ ہر ایک حدیث ایک صحابی سے مروی ہے۔

(۱۶) الاربعون: ابوبکر تاج الاسلام محمد بن اسحاق بخاری کلاباذی۔ کلاباز بخارا میں ایک محلے کا نام ہے، حنفی مذہب کے پیرو تھے، سن ۳۸۰ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۷) اربعون: ابو عثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن احمد بن اسماعیل بن ابراہیم صابونی (صابون بنانے کی نسبت ہے) نیشاپوری۔ یہ خراسان میں سب سے اول درجے کے محدث اور مختلف علوم وفنون میں امام کا درجہ رکھتے تھے۔
تاریخ وفات ۴۴۴ھ ہے۔

(۱۸) اربعون: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن عبداللہ بن ابوالطیف عینی مکی شافعی (م ۶۰۷ھ) اس میں انہوں نے چالیس شہروں کے چالیس اساتذہ سے چالیس حدیثیں اکٹھی کی ہیں۔

(۱۹) اربعون: ابوالقاسم حمزہ بن یوسف سہمی، یہ حضرت عباس کے فضائل پر ہے۔

(۲۰) اربعون: رضی الدین ابوالخیر احمد بن اسماعیل قزوینی الحاکم: یہ حضرت عثمانؓ کے فضائل پر مشتمل ہے۔ ان کی ایک اور اربعین فضائل سیدنا علی کرم اللہ وجہہ پر بھی ہے۔

(۲۱) اربعون: ابومحمد عبدالقاہر بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن رہاوی کی تالیف ہے۔ رہاء موصل اور شام کے درمیان جزیرے میں ایک شہر کا نام اور مذحج قبیلہ بھی ہے۔ رہاوی کثیر الاسفار محدث تھے اور مذہب حنبلی کے پیرو تھے محدث جزیرہ لقب تھا۔ چھ سو بارہ ہجری کو حران میں وفات ہوئی۔ یہ مختلف الاسانید چہل حدیث ہیں۔

(۲۲) اربعون: ابوعبداللہ اسماعیل بن عبدالغافر بن عبدالغفار فارسی، جو مشہور محدث ابوالحسن

عبدالغفار بن اسماعیل فارسی کے والد گرامی ہیں۔

تقی الدین فاسی: اوران کی چہل حدیث:

(۲۳) اربعون: مصنف: تقی الدین محمد بن احمد بن عبدالرحمٰن بن علی بن عبدالرحمٰن (م ۸۳۲ھ)

یہ فاس کے رہنے والے محدث اور حسنی سید تھے، بعد میں مکہ مکرمہ منتقل ہو گئے۔ ان کی تصانیف کے نام یہ ہیں۔ الاربعون المتسابیات، شفاء الغرام باخبار بلد اللہ الحرام تین جلدوں میں اور اختصار تحفہ الکرام ایک جلد میں اور العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین چار یا چھ جلدوں میں اور عجالۃ القری للراغب فی ام القری کے نام سے اس کا اختصار بھی شامل ہے۔

یہ چند مجموعے ہیں حقیقی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس کے لیے کشف الظنون اور صلۃ الخلف وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔

اسّی، سو اور ہزار احادیث کے مجموعے:

یہ تو چہل حدیث کے مجموعے ہیں، اس کے علاوہ اسّی، سو اور ہزار حدیث کے عدد کے بھی مجموعے ہیں۔ لیکن ان کا تناسب خاصا کم ہے۔ چند ایک ملاحظہ ہوں۔

(۱) الثمانون : ابوبکر آجری۔

(۲) المأة : ابواسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری ہروی (م ۴۸۱ھ)

(۳) المأة : المنتقاۃ من صحیح مسلم صلاح الدین علائی

(۴) المأة : المنتقاۃ من الترمذی صلاح الدین علائی

(۵) المأتان : ابوعثمان صابونی۔

(۶) الف حدیث عن مأۃ شیخ: سو اساتذہ کی ہزار احادیث اس کا نام امالی بھی ہے۔ یہ ابوالمظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار بن احمد تمیمی سمعانی (سمعان تمیم کی ایک شاخ ہے) مروزی حنفی ثم الشافعی کی تالیف ہے۔ ان کی وفات مرو میں سن ۴۸۹ھ کو ہوئی۔ یہ ابو سعد سمعانی کے دادا ہیں۔ انہوں نے ہزار احادیث اکٹھی کیں اور ان پر کلام بھی کیا

ہے اور بہت خوب کام کیا ہے جس کے مختصر سے ذکر کے لیے بھی کچھ اوراق چاہئیں۔

سیرت وشمائل اور کتب حدیث

ذخیرہ احادیث میں وہ کتابیں بھی ہیں جن میں نبی علیہ السلام کے شمائل حلیہ و عادات و خصائل، سیرت اور مغازی و جہاد کا مستقل طور سے ذکر ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) کتاب الشمائل: امام ترمذی

(۲) کتاب الشمائل: ابوبکر المقری

(۳) کتاب الشمائل: ابوالعباس المستغفری

(۴) کتاب الانوار فی شمائل النبی المختار۔ ابومحمد حسین بن مسعود البغوی النحوی جس کو انہوں نے محدثین کی طرز پر ایک سو ایک ابواب میں اسانید کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔

(۵) دلائل النبوۃ: ابونعیم اصفہانی۔

(۶) دلائل النبوۃ: ابوبکر البیہقی۔ اس کے بارے میں علامہ ذہبی کہتے ہیں۔ اس کتاب کو حرز جان بنانا چاہیے یہ سراسر نور ہدایت ہے۔

(۷) دلائل النبوۃ: ابوبکر فریانی

(۸) دلائل النبوۃ: ابوحفص بن شاہین۔

(۹) اعلام النبوۃ ابوداؤد السجستانی۔

(۱۰) دلائل الرسالۃ: اس کے مولف ابوالمطرف عبدالرحمٰن بن محمد بن عیسیٰ بن فطیس بن اصبغ القرطبی ہیں یہ دس جلدوں کی کتاب ہے۔ قرطبی کی اور کتابوں میں یہ بھی نام ہیں: (۱) اسباب النزول۔ سو جز (۲) فضائل الصحابۃ۔ سو جز (۳) معرفۃ التابعین۔ ایک سو پچاس جز۔ (۴) ناسخ و منسوخ۔ تیس جزو۔ (۵) الاخوۃ فی اربعین وغیرہ جن کا ذکر بھی تفصیل کا متقاضی ہے۔

(۱۱) دلائل الاعجاز : ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائینی۔

(۱۲) کتاب الوفاء فی فضائل المصطفی۔ ابوالفرج بن الجوزی جو دو جلدوں میں پانچ سو سے زائد ابواب پر مشتمل ہے۔

قاضی عیاض اور ان کی شفاء:

(۱۳) کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ: یہ قاضی عیاض کی کتاب ہے، قاضی عیاض کا پورا نام ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض ہے۔ یحصب بن مالک جو حمیر کا ایک قبیلہ ہے اس کی نسبت سے یحصبی اور مغرب ایک مشہور شہر سبتہ میں گھر اور شہر ہونے کی وجہ سے سبتی کہلاتے ہیں۔

اصل میں اندلس کے رہنے والے تھے۔ فقہی مذہب مالکی تھا۔ سن ۵۴۴ کو مراکش میں فوت ہوئے اور شہر کے اندر باب ایلان میں دفن ہوئے۔

قاضی عیاض کی شفا میں، ضعیف احادیث بھی ہیں اور بعض کے بارے میں موضوع ہونے کا بھی کہا گیا ہے اس کتاب میں انہوں نے بنیادی طور پر ابوالربیع سلیمان بن سبع خطیب بستی کی شفاء الصدر کو سامنے رکھا ہے ذہبی نے شفاء عیاض کے بارے میں جو یہ کہا ہے:

> ''کہ وہ موضوع احادیث اور ایسی بے کار تاویلات سے بھری پڑی ہے جن سے شان نبوت کے لائق چیزوں کے پرکھنے میں قاضی کی قلت مہارت کا پتہ چلتا ہے۔''

بہت سے علماء کے بقول ذہبی کا یہ قول ان کی طرف سے زیادتی ہے جو نامناسب ہے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قاضی کی یہ کتاب اسلامی تاریخ کی ایسی عدیم النظیر کتاب ہے جو بے تحاشا فائدے کی حامل ہے۔ لاغر کر دینے والی بیماریوں سے شفا اور مصائب و پریشانیوں سے نجات پانے کے لیے اس کی قرأت و تلاوت مجرب ہے۔

اللہ اس کتاب کے مولف کی سعی کو قبول فرمائے اور انہیں بہت زیادہ بدلہ ہے عطا فرمائے۔ آمین۔ بعض محدثین نے اس ذکر کی گئی میں مسند احادیث کو ایک رسالے کی صورت میں علیحدہ بھی کیا ہے جن کی تعداد ساٹھ ہے۔

سیرۃ زہری:

(۱۴) کتاب السیرۃ: ابوبکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب القرشی الزہری۔

ابن شہاب پہلے مدینہ میں رہتے تھے، پھر شام منتقل ہو گئے۔ یہ اسلامی تاریخ کے نامور لوگوں میں سے ایک ہیں۔ ان کا شمار صغار تابعین میں ہوتا ہے۔ انہی کا اپنے بارے میں یہ کہنا ہے:

ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں نے اپنے دل میں کوئی چیز رکھی ہو یعنی یاد کیا ہو اور اسے بھول گیا ہوں۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ زہری کی سیرۃ اسلامی تاریخ کی سب سے پہلی سیرۃ کی کتاب ہے۔

سیرۃ ابن ہشام، محمد بن اسحاق:

(۱۵) سیرۃ: ابوبکر یا ابوعبداللہ محمد بن سحاق بن یسار مطلبی (م ۱۵۱ھ) جو مشہور محدث اور صاحب مغازی ہیں بلکہ مغازی کے فن کے امام ہیں۔ قبیلہ مطلب سے ان کا علاقہ ولاء تھا جس کی وجہ سے مطلبی کہلاتے ہیں۔ بنیادی طور پر مدینہ کے باشندے تھے پھر عراق منتقل ہو گئے۔

ان کے بارے میں ذہبی کہتے ہیں:

"یہ علم کا ایک خزانہ تھے، مغازی و سیر میں امام تھے، لیکن ضبط واتقان کامل درجے کا نہیں تھا جس کی وجہ سے ان کی روایات دعجہ صحت سے کم درجے کی ہیں۔ اپنے آپ میں وہ سچے اور پسندیدہ آدمی ہیں۔"

ان کی یہ سیرۃ ہی وہ ہے جس کی تہذیب و ترتیب (ابومحمد عبدالملک) بن ہشام بن ایوب حمیری مغافری مصری (م ۲۱۸ھ) نے کی ہے۔ اس وجہ سے یہ ان کی طرف ہی منسوب ہوتی ہے۔ جس کو انہوں نے زیاد بن عبداللہ بکائی اور انہوں نے صاحب کتاب سے روایت کیا ہے۔

الروض الانف، سہیلی:

(۱۶) الروض الانف: اس کے مصنف ابوالقاسم وابوزید عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن احمد السہیلی ہیں۔ سہیلی کی نسبت مالقہ کے قریب سہیل نامی بستی کی وجہ سے ہے اور اس بستی کو سہیل اس وجہ سے کہتے ہیں کہ سہیل ستارہ پورے اندلس میں سے صرف اس بستی کے ایک پہاڑ سے نظر آتا ہے۔ وہاں دو درجے تک اس کا ارتفاع ہوتا ہے اور پھر چھپ جاتا

ہے۔
سہیلی کی دیگر نسبتوں میں خثعمی اندلسی اور مالقی بھی ہے۔ سہیلی آنکھوں سے نابینا تھے۔
لیکن اس کے باوجود ان کی متعدد کتابیں ہیں۔ ۵۸۱ھ کو مراکش میں وفات پائی۔
کتاب کے نام میں الانف کا تلفظ وہی ہے جو عنق کا ہے۔
یہ مذکورہ کتاب کے مشکل الفاظ کی شرح، حل طلب مقامات کی وضاحت اور پیچیدہ باتوں کی تسہیل کے لیے لکھی گئی ہے۔ جس کی ضخامت چار جلد ہے۔ اس میں مصنف نے ذکر کیا ہے کہ یہ ایک سو بیس کتابوں کا نچوڑ اور انتخاب ہے۔
سہیلی کا یہ کام بہت خوب اور بہت مفید ہے۔
پھر عزالدین محمد بن ابوبکر بن عزالدین بن جماعۃ کنانی نے ''نورالروض'' کے نام سے اس کا اختصار اور تلخیص لکھی۔ جس پر مصر کے قاضی القضاۃ اور شیخ الاسلام یحییٰ بن محمد بن محمد بن محمد المناوی (م ۸۷۱ھ) کا حاشیہ ہے۔ جس کو ان کے پوتے زین العابدین عبدالروف مناوی نے علیحدہ کیا ہے۔

سیرۃ واقدی:

(۱۷) سیرۃ واقدی: جس کے مولف ابوعبداللہ محمد بن عمر بن واقد ہیں، واقدی کی نسبت اپنے جد اعلیٰ کی وجہ سے ہے۔ یہ قبیلہ بنو اسلم یا قبیلہ بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلام ہیں واقدی مشہور عالم ہیں لیکن اپنی وسعت علمی کے باوجود حدیث میں ان سے روایات نہیں لی جاتیں۔
ان کی وفات سن ۲۰۶ھ کو بغداد میں ہوئی اور یہ اس وقت بغداد کے قاضی تھے۔

سیرۃ ملائی:

(۱۸) سیرۃ ملائی: اس کے مولف ابوحفص عمر بن محمد الموصلی ہیں جو ملائی کے نام سے معروف تھے۔ کیونکہ وہ موصل کی جامع مسجد میں لوگوں کی خاطر للہ فی اللہ پانی بھرا کرتے تھے۔
ملائی بہت بڑے امام اور زاہد و عابد تھے۔ ان کا زمانہ سلطان نورالدین شہید کا زمانہ ہے۔ سلطان اپنی جلالت و ہیبت کے باوجود ان کی بات کو اہمیت دیتا اور ان کی سفارش

کو قبول کرتا تھا۔

سیرۃ طبری:

(۱۹) سیرۃ طبری: اس کے مولف فقیہ حرم محدث حجاز محب الدین ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن محمد طبری مکی شافعی ہیں (م۶۹۴ھ) اس کتاب میں طبری اپنی اسناد سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

سیرۃ ابن سید الناس:

(۲۰) اس کا پورا نام: عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر'' ہے اس کے مصنف نامور محدث ابوالفتح محمد بن محمد بن محمد بن احمد بن سید الناس یعمری ہیں۔ جن کی شہرت ابن سید الناس کے نام سے ہے۔ یہ اصل میں اندلس کے رہنے والے تھے پھر مصر منتقل ہو گئے فقہی مذہب شافعی تھا۔

سن ۷۳۴ھ کو فوت ہوئے اور قرافہ میں دفن کیے گئے۔

ان کی یہ کتاب معتبر ہونے کے ساتھ ساتھ سیرۃ پر لکھی گئی کتابوں میں سے سب سے زیادہ فوائد کی جامع اور محیط بھی ہے۔ اس کی ضخامت ۲ جلد ہے۔ البتہ اس میں اسناد کی وجہ سے طوالت زیادہ ہوگئی ہے۔ اس وجہ سے اس کا اختصار بھی ہوا ہے۔

شرف المصطفیٰ:

(۲۱) شرف المصطفیٰ، اس کے مولف ابوسعید عبدالملک بن محمد بن ابراہیم نیشاپوری ہیں۔ جو وعظ بھی کہا کرتے تھے۔ نیشاپور میں ان کی وفات سن ۴۰۶ھ کو ہوئی۔

ان کی یہ کتاب آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ نیشاپوری کی اور بھی مولفات ہیں۔ واضح رہے کہ شرف المصطفیٰ نام کی تین کتابیں ہیں۔ ایک یہ جس کے مولف ابو سعید ہیں دوسری ابوسعد عبدالرحمٰن بن حسن اصبہانی نیشاپوری کی کتاب ہے (جس کا ذکر گذر گیا ہے) اور تیسری ابوالفرج ابن الجوزی کی اسی نام سے کتاب ہے۔

کتب مغازی:

(۲۲) کتاب المغازی: محمد بن اسحاق۔

(۲۳) کتاب المغازی: ابن شہاب زہری مدنی۔

(۲۴) کتاب المغازی: ابوایوب یحیٰی بن سعید بن ابان بن سعید بن العاصی اموی کوفی جمل لقب تھا، بغداد میں رہتے تھے، وفات ۲۹۴ھ ہے۔

(۲۵) کتاب المغازی: ابوعبداللہ محمد بن عمر بن واقدی۔

(۲۶) کتاب المغازی: ابومحمد معتمر بن سلیمان تیمی بصری۔ (م ۱۸۷ھ)

(۲۷) کتاب المغازی: ابوعبداللہ محمد بن عائذ قرشی دمشقی، جو جلیل القدر محدث اور کاتب ہیں، فرقہ قدریہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے، تاریخ وفات ۲۳۴ھ ہے۔

مغازی موسیٰ بن عقبہ:

(۲۸) کتاب المغازی: موسیٰ بن عقبہ بن ابوعیاش: یہ مشہور محدث اور مغازی کے امام ہیں، قریش کے ساتھ ولاء کا تعلق تھا اور مدینہ میں رہتے تھے۔ یہ صغار تابعین میں سے ہیں۔ تاریخ وفات سن ۱۴۰ھ ہے۔

ان کی مغازی اصح المغازی یعنی سب سے زیادہ پایہ صحت کو پہنچنے والی مغازی شمار ہوتی ہے۔ جیسا کہ ان کے شاگرد امام مالک نے فرمایا ہے۔

اور امام شافعی یوں فرماتے ہیں:

''ضخامت اور حجم میں چھوٹا ہونے اور اکثر ان باتوں سے جو دیگر کتابوں میں ہیں، خالی ہونے کے باوجود صحت میں اس سے بڑھ کر کوئی مغازی نہیں۔''

اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

موسیٰ بن عقبہ کی مغازی کو لازم پکڑو کیونکہ وہ بااعتماد ہیں۔

شیوخ کے اعتبار سے کتب حدیث:

ذخیرہ حدیث میں وہ کتابیں بھی ہیں جن میں مخصوص کثیر الروایہ شیوخ کی روایات اکٹھی کی گئی ہیں۔ جیسے

(۱) احادیث: سلیمان بن مہران اسدی کاہلی (علاقہ ولاء تھا) جن کا لقب اعمش ہے۔ ان کو ابوبکر اسماعیلی نے اکٹھا کیا ہے۔

(۲) فضیل بن عیاض تمیمی یربوعی مروزی کی احادیث جن کو امام نسائی نے اکٹھا کیا ہے۔

(۳) احادیث: محمد بن مسلم بن شہاب زہری۔

امام ذہلیؒ

جن کو ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد بن فارس بن ذوئب ذہلی نے جمع کیا ہے۔ ذہلی نیشاپور کے رہنے والے تھے، اور یہ نامور لوگوں میں سے ایک ہیں۔ حدیث میں بہت بلند رتبے کی وجہ سے امیر المومنین فی الحدیث کہلاتے تھے۔ صحیح رائے کے مطابق ان کی تاریخ وفات ۲۵۸ھ ہے۔ اس مجموعے کا نام زہریات ہے جو دو جلدوں میں ہے۔ ان میں انہوں نے ابن شہاب زہری کی روایات اکٹھی کی ہیں اور بہت خوب کام کیا ہے۔ انہوں نے اس مجموعے کے خاص اہتمام میں اپنے آپ کو تھکا دیا تھا۔ امام زہری کی احادیث کے معاملے یہ سب سے زیادہ واقف تھے یہ گویا زہری کے متخصص تھے۔

ماسرجسی کا مجموعہ:

(۴) امام ذہلی کی طرح ابوعلی حسین بن محمد ماسرجسی نے بھی امام زہری کی احادیث جمع کی ہیں اور انہوں نے جس انداز سے جمع کی ہیں اس سے پہلے ایسا کام کسی نے نہیں کیا۔ یہ زہری کے علوم کے پانی کی طرح حافظ تھے۔

(۵) ان دونوں کے علاوہ ابوبکر محمد بن مہران نیشاپوری المعروف اسماعیل (م ۲۹۵ھ) نے بھی امام زہری احادیث اکٹھی کی تھیں۔ اور ان کا کام بھی بہت اچھا ہے جیسا کہ انہوں نے امام مالک کی احادیث بھی بہت اچھے انداز سے اکٹھی کی تھیں۔

ان کے مزید کاموں میں یحییٰ بن سعید، عبداللہ بن دینار اور یونس بن عقبہ کی احادیث بھی ہیں۔

(۶) امام زہری کے چوتھے جامع، محدثِ بغداد ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم ابار (م ۲۹۰ھ) ہیں جو تاریخ اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

(۷) اور محمد بن حجارہ کی احادیث ہیں جن کو امام طبرانی نے اکٹھا کیا ہے۔ طبرانی ہی کی کتابوں میں یہ کتابیں بھی ہیں۔ (۱) کتاب مسند شعبہ (۲) کتاب مسند سفیان (۳)

کتاب مسند اعمش (۴) کتاب مسند اوزاعی وغیرہ۔

حدیث کے پانچ بنیادی ستون:

اور عثمان سعید دارمی یہ کہتے ہیں:

حدیث کے میدان میں جو آدمی ان پانچ آدمیوں کی حدیث سے خالی ہے وہ حدیث میں مفلس و نادار ہے گویا اس کے پاس حدیث ہے ہی نہیں وہ پانچ جلیل القدر محدث یہ ہیں: (۱) ثوری (۲) شعبہ (۳) مالک (۴) حماد بن زید (۵) ابن عیینہ۔ یہ لوگ دین (حدیث) کی بنیادیں ہیں۔ اور ابن الصلاح فرماتے ہیں:

محدثین ان حضرات خمسہ کے علاوہ اور حضرات کی احادیث اکٹھی کرنے کا بھی انہی کی طرح خاص اہتمام کرتے ہیں۔ جیسے ایوب سختیانی، زہری اور اوزاعی وغیرہ۔

سخاوی کہتے ہیں: خطیب نے اپنی جامع میں کافی کا ذکر کیا ہے، اور یہ فرمایا ہے: یہ جمع کرنا اس جمع کے علاوہ ہے جو کوئی شاگرد اپنے شیخ کی روایات جمع کرتا ہے جیسے طبرانی نے معجم اوسط میں جو شیوخ کی حروف تہجی پر مرتب ہے کیا ہے۔ اس طرح معجم صغیر میں بھی کیا ہے لیکن وہ اکثر و بیشتر ہر شیخ میں ایک حدیث پر اکتفاء کر لیتے ہیں۔

طرق حدیث جمع کرنے کی کتابیں:

ذخیرہ احادیث میں وہ کتابیں بھی ہیں جن کا موضوع و مقصد کسی ایک حدیث کے ممکنہ طرق کو اکٹھا کرنا ہے۔ جیسے:

(۱) حدیث: ان للہ تسعۃ وتسعین اسماً: ابونعیم اصبہانی

(۲) حدیث حوض: ضیاء مقدسی

(۳) حدیث افک: ابوبکر آجری

(۴) حدیث قبض العلم: محمد بن اسلم طوسی

(۵) حدیث قبض العلم: ابو الفتح نصر بن ابراہیم مقدسی شافعی

(۶) حدیث قبض العلم: خطیب بغدادی (۱۳ اجزاء)

(۷) حدیث طلب العلم: نامعلوم

(۸) حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ: ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید کوفی المعروف ابن عقدہ جو جلیل القدر محدث اور جامع ومصنف تھے۔ (وفات: ۳۳۲ھ)

(۹) حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ: ذہبی۔

(۱۰) حدیث الطیر: ذہبی

(۱۱) حدیث: من کذب علی: طبرانی

(۱۲) حدیث: من کذب علی: یوسف بن خلیل دمشقی

(۱۳) حدیث رحمت: ابوعمرو تقی الدین عثمانی بن عبدالرحمٰن بن عثمان بن موسیٰ بن ابی نصر الکروی الشہر وزی ثم الدمشقی، ان کا عرف اور شہرت ابن الصلاح کے نام سے ہے۔ اور یہ ان کے والد کا لقب ہے ان کی وفات ۶۴۳ھ کو ہوئی۔

(۱۴) اس طرح ذہبی اور تقی الدین سبکی وغیرہ کے بھی اس موضوع پر مستقل رسائل ہیں۔

ذخیرہ احادیث میں وہ کتابیں بھی ہیں جن کا موضوع بعض مشہور ائمہ کے رواۃ ہیں، یا وہ ان ائمہ کی غرائب جمع کرنے کے لیے لکھی گئی ہیں۔ جیسے امام مالک کے رواۃ کے حالات پر خطیب بغدادی کی کتاب جس میں انہوں نے ان تمام حضرات کا تذکرہ کیا جنھوں نے امام مالک سے روایت کی ہے اور ان کی تعداد سات کم ایک ہزار تک پہنچتی ہے۔ ان کے بعد پھر دیگر علماء نے یہ تعداد مزید آگے تک پہنچائی ہے حتیٰ کہ تیرہ سو تک پہنچ گئی۔

اسی طرح ابن عبدالبر کی کتاب "التمهيد لمافي الموطا من المعاني والاسانيد" ہے۔ اس میں انہوں نے تمام احادیث کی اسناد کی تحقیق اور متون پر کلام کے ساتھ ساتھ تمام رواۃ کے حالات حروف تہجی کے مطابق ترتیب دیے ہیں۔

یہ کتاب بڑی ضخیم ہے جس کے ستر اجزاء ہیں۔ ایسا مفید اور جامع کام اس سے پہلے نہیں ہوا۔ ابن حزم اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں:

"فقہ الحدیث، پر میرے علم کے مطابق اس سے بڑھ کر تو کیا اس جیسی بھی کوئی کتاب نہیں۔"

غرائب مالک:

اور جیسے "غرائب مالک" یعنی امام مالک کی وہ احادیث جو موطا میں نہیں یہ دارقطنی کی

تالیف ہے۔ابن عبدالہادی اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔

اسی طرح قاسم بن اصبغ بیانی قرطبی، طبرانی اور ابوالقاسم بن عساکر کی بھی غرائب مالک ہیں۔ابن عساکر کا مجموعہ دس اجزاء پر مشتمل ہے۔

عوالی مالک:

اسی طرح ابن عساکر کی پچاس اجزاء میں عوالی مالک بھی ہے۔جس میں امام مالک کی عالی سند احادیث یعنی جن میں واسطے کم سے کم ہوں ان کو اکٹھا کیا گیا ہے۔نیز ابوبکر محمد بن ابراہیم معروف بابن المقری اور ابومحمد علیج بن احمد السجزی نے بھی مرویات مالک پر کام کیا ہے۔

غرائب شعبہ:

اور امیر المومنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج بن ورد ابوبسطام ازدی عتکی واسطی (م ۱۷۰ھ) جو بعد میں بصرہ منتقل ہو کر بصری بھی کہلائے ان کی بھی غرائب ہیں۔

جو ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ کی ہیں اور بعض کے بقول یہ ان کے بیٹے ابوعمر عبدالوہاب کی ہیں اور یہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔اسی طرح ضیاء مقدسی نے غرائب وافراد الصحیح لکھی کی ہیں۔

احادیث افراد کی مخصوص کتابیں:

حدیث کی کتابوں میں وہ کتابیں بھی ہیں جن کا موضوع ''احادیث افراد'' ہیں۔افراد جمع ہے فرد کی اور محدثین کی اصطلاح میں فرد کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) فرد مطلق (۲) فرد نسبی

(۱) فرد مطلق:

یہ وہ صورت ہے جس میں روایت کا راوی ثقات وغیرہ تمام سے روایت کرنے میں متفرد ہو وہ ایسے کہ رواۃ میں سے مطلقاً یہی اس کو روایت کرے۔

(۲) فرد نسبی:

وہ صورت ہے جس میں ثقہ متفرد ہو وہ ایسے کہ ثقات سے صرف ایک آدمی ہی روایت

کرے یا وہ ایک شہر والوں کا تفرد ہو۔ کہ صرف ایک شہر والے ہی اس کو روایت کرتے ہوں جیسے فرد اہل بصر یا وہ کسی مخصوص راوی سے روایت میں تفرد ہو وہ ایسے کہ مثلاً فلاں سے فلاں ہی روایت کرے اگرچہ وہ روایت اس کے علاوہ دوسرے طریق سے بھی مروی ہو۔

اس موضوع سے متعلق مصنفات کی فہرست یہ ہے:

کتب الافراد:

(۱) کتاب الافراد: دار قطنی یہ سو حدیثی جزء پر مشتمل جامع کتاب ہے۔ ابوالفضل طاہر نے اس کی اطراف پر کام کیا ہے۔

(۲) کتاب الافراد: ابوحفص بن شاہین۔

(۳) کتاب الافراد: یہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن حمید بن رزیق بغدادی نزیل مصر (م ۳۹۱ھ) کے اصول سے تخریج شدہ ہے۔

(۴) امام ابوداؤد نے ایسی سنن بھی تصنیف کی ہے جس میں ہر شہر والوں کی ہر حدیث میں تفردات کو جمع کیا ہے جیسے طلق بن علی کی مس ذکر کے بارے میں حدیث اس کے بارے میں ابوداؤد فرماتے ہیں: یہ اہل یمامہ کا تفرد ہے اور جیسے سہیل بن بیضاء کی مسجد میں نماز جنازہ کے متعلق حضرت عائشہ کی حدیث کیونکہ حاکم کے بقول وہ صرف اہل مدینہ کی روایت ہے۔

علوم حدیث میں لفظی دلچسپی کے ایک موضوع پر کتابیں:

حدیث اور متعلقات حدیث کی کتابوں میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کا موضوع اسماء والقاب اور انساب کا ایک خاص مگر قدرے دلچسپ پہلو ہے۔ اس اجمال کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ باہم لکھنے اور بولنے میں ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن معنی کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں جو لکھنے میں ایک جیسے ہوتے ہی لیکن بولنے میں مختلف ہوتے ہیں۔ اور تیسری قسم وہ ہے جو ان دونوں سے مل کر بنتی ہے۔ یعنی دو اسم یا لقب وغیرہ لکھنے اور بولنے میں ایک جیسے ہوں لیکن ان دونوں کے والدوں کے نام میں بولنے میں اختلاف ہو لکھنے میں نہ ہو یا لکھنے میں ہو اور بولنے میں نہ ہو۔ اس طرح سے تین طرح کے تنوعات

اور اقسام سامنے آئیں گی۔

مختلف و متفق الفاظ کی کتابیں:

(۱) پہلی قسم میں: خطیب بغدادی کی کتاب المتفق والمختلف ہے۔ یہ ایک جلد میں نفیس کتاب ہے۔ حافظ ابن حجر نے استدراک اور تکملہ کے ساتھ ساتھ نفس کتاب کی شرح بھی شروع کی تھی لیکن تھوڑا سا ہی لکھ پائے۔

(۲) دوسری کتاب: ابوعبداللہ محمد بن نجار بغدادی کی ہے جو اسی نام سے معروف ہے۔

(۳) تیسری کتاب: اس نام سے ابوبکر الجوزقی کی تالیف ہے اور یہ خاصی مشہور ہے۔ اس کے علاوہ ان کی ایک اس سے زیادہ وسیع کتاب بھی ہے جو تقریباً تین سو اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۴) اسی موضوع کی ہی ایک اور کتاب ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی اور ابوموسیٰ مدینی کی بھی ہے۔ حازمی کی کتاب کا نام: **ما اتفق لفظه و افترق معناه من اسماء البلدان والاماكن المشتبهة فی الحظ**" ہے۔

(۵) اور مدینی کی کتاب: ابوالفتح نصر بن عبدالرحمٰن اسکندری نحوی کی کتاب کا اختصار ہے۔

المؤتلف والمختلف اور رشاطی:

(۱) دوسری قسم کی کتابوں میں دارقطنی کی کتاب: المؤتلف والمختلف شامل ہے۔ یہ ایک جامع کتاب ہے۔ اس کتاب پر **کتاب الاعلام بمافی المؤتلف و المختلف للدار قطنی من الاوهام** کے نام سے ایک استدراک اور تبصرہ بھی ہے۔ جس کے مصنف ابومحمد عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن خلف لخمی مری اندلسی ہیں۔

مری کی نسبت اندلس میں بیرہ کے ذیلی علاقوں میں سے ایک شہر مَرِیَّۃ کی وجہ سے ہے۔ ان کی شہرت اور عرف رشاطی کے نام سے تھی اور اس شہرت کی وجہ یہ تھی کہ ان کے آباؤ اجداد میں سے کسی کے جسم پر تل کا بڑا سا نشان تھا اور ان کی ایک عجمی باندی تھی جو بچپن میں انہیں کھلاتی تھی، جب وہ ان کا جی بہلاتی تو انہیں رشاطہ کہتی، یہ بات بہت زیادہ ہوتی، اس وجہ سے انہیں رشاطی کہا جانے لگا۔

مریّہ میں جب عیسائیوں کا قبضہ ہوا تو اس دور میں یہ شہید ہو گئے اور یہ بات ہے سن ۵۴۲ھ کی۔

(۲) ایک اور کتاب اسی نام سے ابوسعد مالینی کی بھی ہے۔

(۳) اور اسی موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں علاؤ الدین علی بن عثمان ماردینی ابن الترکمانی کی بھی اس نام سے کتاب ہے۔

(۴) اس کے علاوہ ابو محمد عبدالغنی بن سعید بن علی بن سعید ازدی مصری (م ۴۰۹ھ) کی بھی کتاب ہے، جو کہ مشہور محدث اور انساب کے ماہر تھے، بلکہ ان کی اس موضوع پر دو کتابیں ہیں۔ ایک کا موضوع مشتبہ الاسماء ہے جبکہ دوسری مشتبہ الانساب میں ہے۔

پھر ان کے بعد خطیب بغدادی نے دارقطنی اور عبدالغنی دونوں کی کتابوں کو لے کر اکٹھا کیا اور کچھ اضافات کے ساتھ ایک نئی کتاب بنا دیا جس کا نام المؤتلف تکملۃ المختلف رکھا۔

الاکمال: ابن ماکولا بغدادی

پھر ان کے بعد امیر ابونصر علی بن وزیر ابو القاسم ہبۃ اللہ بن علی بن جعفر بغدادی عجلی آئے جو ابن ماکولا کے نام سے معروف ہیں۔ ان کے نام کے متعلق ابن خلکان نے یہ لکھا ہے کہ مجھے اس کے مطلب کا علم نہیں۔ یہ قتل ہوئے تھے۔ انہیں کرمان میں ان کے غلاموں نے قتل کیا تھا اور ان کا مال و اسباب بھی لے لیا تھا، یہ ۴۷۵ھ کا واقعہ ہے۔

ابن ماکولا نے خطیب کی کتاب میں مزید اضافے کیے اور وہ اسماء بھی شامل کیے جو ان کے سامنے آئے اور اسے ایک مستقل نئی کتاب کی شکل دے دی جس کا نام الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف من الاسماء والکنی والانساب ہے، یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے، اور یہ محدثین کا مرجع اور حوالے کی چیز ہے۔ اس کتاب کی موجودگی میں ابونصر کی فضیلت کے لیے کسی اور چیز کی حاجت نہیں بلکہ محدثین کے حلقے میں ان کے اعزاز کے لیے یہی ایک کارنامہ کافی ہے۔

ذیل ابن نقطہ

پھر ان کے بعد معین الدین ابوبکر محمد بن عبدالغنی بن ابوبکر بن شجاع بغدادی حنبلی آئے

جو ابن نقطہ کے نام سے معروف ہیں ان کی وفات بغداد میں سن ۶۲۹ ھ کو ہوئی۔

انہوں نے ابن ماکولا کی کتاب پر ذیل لکھا، جس میں انہوں نے ان سے رہ جانے والی چیزوں کو بھی پورا کیا اور ان کے بعد جو نئی چیزیں سامنے آئی تھیں انہیں بھی شامل کیا یہ ایک مفید ذیل ہے جس کی مقدار اصل کتاب کی دو تہائی ہے۔

ذہبی کہتے ہیں:

یہ کتاب ابن نقطہ کی اعلیٰ فنی مہارت اور حافظے کی بہترین دلیل ہے۔

ابن نقطہ نے اس کے علاوہ بھی ایک کتاب لکھی جس کا نام التقیید لمعرفة رجال السُّنن و المسانید ہے پھر ابن نقطہ کے ذیل پر دو حضرات ایک ابو حامد بن علی بن محمد بن احمد المعروف ابن الصابونی دمشقی (م ۶۸۰ ھ) اور دوسرے وجیہ الدین ابو المظفر منصور بن سلیم بن منصور بن فتوح ہمدانی اسکندری (م ۶۷۳ ھ) نے ذیل لکھا۔ دوسرا ذیل پہلے کی نسبت بڑا ہے، البتہ بعض چیزوں میں دونوں میں توارد بھی ہے۔

مغلطائی اور ان کا ذیل:

اس طرح اس پر مغلطائی کا بھی ذیل ہے۔ مغلطائی کا تعارف یہ ہے۔

نام: علاء الدین بن قلیج بن عبداللہ۔ قلیج ترکی میں تلوار کو کہتے ہیں۔

مذہب: حنفی تھا، اصل میں ترکی کے تھے اور رہتے مصر میں تھے، مشہور محدث اور سو سے زیادہ کتابوں کے مصنف تھے، تاریخ وفات: ۷۶۲ھ ہے۔

انہوں نے ان دونوں ذیلوں کو جمع کیا اور ساتھ میں شعرا کے نام اور عرب کے انساب وغیرہ کو بھی لیا۔ لیکن اس ذیل میں خلاف واقعہ باتیں اور تکرار بھی ہے۔

مزید ذیول:

ابن ماکولا پر ذیل لکھنے والوں میں ابوعبداللہ محمد بن محمود بخاری بغدادی، کا بھی نام ہے۔

اور عبدالغنی بن سعید پر لکھنے والوں میں ابوالعباس جعفر بن محمد مستغفری کا نام آتا ہے ان کے علاوہ ابو الولید عبداللہ بن محمد بن یوسف بن نصر ازدی قرطبی اندلسی (جو ''ابن الفرضی'' کے نام سے مشہور تھے۔ یعنی فرائض والا، ان کی تاریخ علما الاندلس کے نام سے بھی ایک کتاب ہے) کی بھی

اس موضوع پر ایک کتاب ہے جس پر ابن بشکوال نے صلہ کے نام سے ذیل لکھا ہے۔

ابن الفرضی کی کتاب:

ابن الفرضی سن ۴۰۳ھ کو اپنے گھر میں قرطبہ کی فتح والے دن بربروں ہاتھ شہید ہوئے۔ ان کی یہ کتاب موتلف ومختلف اور مشتبہ النسبۃ کے بارے میں عمدہ کتاب اور حوالے کی چیز ہے۔

جیانی کی کتاب الموتلف والمختلف:

اسی طرح ابوعلی حسین بن محمد بن احمد غسانی عرف جیانی (جیان اندلس میں ایک بڑا شہر ہے) اندلسی (م ۴۹۸ھ) کی بھی اس موضوع پر ایک کتاب ہے جس کا نام تقیید المہمل وضبط المشکل ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے صحیحین کے رواۃ میں سے جس لفظ میں اشتباہ والتباس ہوتا ہے سب کو اکٹھا کیا ہے اور پوری محنت سے کام کیا ہے۔ ان کا یہ کام دو جزوں میں ہے۔

حازمی کی کتاب:

اسی طرح ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی کی بھی اس موضوع پر کتاب الفیصل فی مشتبہ النسبۃ'' کے نام سے ایک کتاب ہے۔

ذہبی کی جامع کتاب اور ابن حجر کا استدراک:

ذہبی نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے، لیکن ان کی کتاب ''مشتبہ الاسماء والنسبۃ'' جامع ہونے کے باوجود بہت مختصر ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں عبدالغنی، ابن ماکولا، ابن نقطہ اور ابن الفرضی کی کتابوں کی تلخیص کی ہے لیکن بے جا اختصار سے کام لیا ہے اور اسماء کے ضبط میں صرف قلم سے کام لیا ہے یعنی صرف لفظ پر اعراب وحرکات لگا دی ہیں۔ اس وجہ سے ان کی یہ کتاب اپنے موضوع ومقصد کے بالکل متضاد ہوگئی (گویا آسمان سے گرا اور کھجور میں اٹکا والا منظر بن گیا) کیونکہ ایسی صورت میں اس میں الفاظ کے تغیر وتبدیلی اور غلط استعمال سے سلامتی کی کوئی گارنٹی نہیں تھی۔ نیز یہ بھی کہ اس کے اصول کی بہت سی چیزیں ان سے رہ بھی گئیں۔ ابن حجر نے اس کا اختصار کیا اور رائج طریقے کے مطابق اسماء کا ضبط حروف کے ذریعے کیا اور اتنا تفصیل سے کام لیا کہ ان کی شدت ایجاز واختصار کی عام عادت کو اور اس کام کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ ابن حجر

کی یہ کتاب ایک جلد میں ہے جس کا نام "تبصیر المنتبه فی تحریر المشتبه" ہے۔

ابن ناصر الدین کی کتاب:

اور ان کے معاصر محدث شام اور بہت سی عمدہ کتابوں کے مصنف شمس الدین محمد بن ناصر الدین ابوبکر محمد بن عبداللہ بن محمد دمشقی (م ۸۴۲ھ) کی بھی مشتبہ کی وضاحت میں ایک جامع اور مبسوط کتاب ہے۔ جس میں "الاعلام فی مشتبہ الذہبی من الاوہام" علیحدہ کیا گیا ہے۔ ان کی تالیفات میں "مورد الصادی بمولد الہادی" بھی شامل ہے۔

تصحیفات المحدثین: عسکری:

اس کے علاوہ ابواحمد حسن بن عبداللہ عسکری کی کتاب تصحیفات المحدثین بھی ہے جس میں انہوں نے وہ اسماء اور الفاظ اکٹھے کیے ہیں جن میں خط کی صورت باہم ملتی جلتی ہونے کی وجہ سے تصحیف (غلطی کی حد تک پہنچ جانے والی تبدیلی) ہو جاتی ہے۔ یہ ایک جلد پر مشتمل ہے۔

تلخیص المتشابہ: خطیب بغدادی:

شروع باب میں ذکر کردہ اس موضوع پر تین قسم کی کتابوں میں سے تیسری قسم کی کتابوں میں یہ کتابیں شامل ہیں۔

پہلی کتاب خطیب بغدادی کی ہے جس کا نام یہ ہے:

"تلخيص المتشابه في الرسم وحماية ما اشكل منه عن بوادر التصحيف والوهم"

اس پر ذیل اور تلخیصات:

پھر خطیب نے خود اس پر ایک ذیل لکھا جس کا موضوع وہ راوی تھے جن کے نام اور انساب میں صرف ایک حرف کی زیادتی ہے ورنہ وہ متفق ہیں' اور اس کا نام "تالی التلخیص" رکھا یہ کئی اجزاء پر مشتمل ہے۔ یہ بڑی مفید اور جلیل القدر کتاب ہے بلکہ ابن الصلاح کے بقول یہ خطیب کی بہترین کتابوں میں سے ہے۔ پھر قاضی القضاۃ علاء الدین علی بن فخر الدین عثمان بن مصطفیٰ بن سلیمان المعروف ابن الترکمانی حنفی ماردینی نے اس کا اختصار کیا۔

نیز سیوطی نے بھی "تحفۃ النابہ بتلخیص المتشابہ" کے نام سے اس کی تلخیص کی ہے۔

ناموں اور کنیتوں سے متعلقہ کتابیں:

آدمی کا ایک تو نام ہوتا ہے، جیسے زید، عمرو، بکر وغیرہ دوسری کنیت جیسے ابوعمرو، ابوبکر، ابو حفص وغیرہ اور تیسر القب، جیسے جمال الدین زین الدین وغیرہ اور ان میں سے عموماً اصل مشہور ایک چیز ہوتی ہے کبھی نام کبھی کنیت اور کبھی لقب تو ایسی صورت میں محدثین کے اس مشہور چیز کے علاوہ اس کی دیگر تفصیلات کو باقاعدہ ذکر کرنے سے مستقل تالیفی موضوع بن گیا جسے معرفۃ الاسماء والکنی والالقاب کے نام سے یاد کرتے ہیں، اس میں درج ذیل کتابیں سرفہرست ہیں۔

وراق دولابی:

(۱) کتاب الاسماء والکنی امام احمد بن حنبل

(۲) کتاب الاسماء والکنی ابوبشر محمد بن احمد بن حماد بن سعید بن مسلم انصاری الوراق، الرازی الدولابی۔ دولاب عربی میں رہٹ اور چرخی کو کہتے ہیں۔ اس کے کام کی وجہ سے دولابی کہلاتے تھے۔ انصار سے ولاء کا تعلق ہونے کی وجہ سے انصاری بھی کہلاتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ کاغذ سازی یا کتابوں کی تجارت کا پیشہ ہونے کی وجہ سے وراق بھی کہلاتے ہیں۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان عرج کے مقام پر ۳۱۰ھ کو فوت ہوئے۔

(۳) کتاب الاسماء والالقاب: ابن الجوزی جس کا نام کشف النقاب عن الاسماء والالقاب ہے۔

(۴) کتاب الاسماء والالقاب: محدث اندلس ابوالولید ابن الفرضی، جس کا پورا نام مجمع الآداب فی معجم الاسماء والالقاب ہے۔

(۵) کتاب الکنی والالقاب: ابوعبداللہ حاکم۔

کتاب الالقاب: شیرازی:

(۶) کتاب الالقاب والکنی: ابوبکر احمد بن عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن موسیٰ فارسی شیرازی، جن کی شیراز میں ہی ۴۱۱ھ کو وفات ہوئی۔

یہ کتاب ایک جلد میں ہے اور بہت مفید کتاب ہے بلکہ ابن حجر کی اس موضوع پر کتاب

آنے سے پہلے پہلے یہ اس موضوع کی سب سے اعلیٰ اور مرجع کی حیثیت والی کتاب تھی۔

ابوالفضل بن طاہر نے اس کا اختصار بھی کیا ہے۔

(۷) کتاب الالقاب: ابوالفضل علی بن حسین بن احمد بن حسن الفلکی ان کی فلکی نسبت کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دادا علم فلک وحساب میں ماہر تھے۔ یہ ہمدان کے رہنے والے ہیں۔ تحصیل علم میں قریہ بقریہ سفر کرنے والے تھے، نیشاپور میں سن ۴۲۷ھ کو وفات ہوئی۔ کتاب کا پورا نام: منتہی الکمال فی معرفۃ القاب الرجال ہے۔

(۸) حافظ ابن حجرؒ کی بھی اس باب میں ایک اچھوتی کتاب ہے۔ جس کا نام نزہۃ الالباب ہے جس میں انہوں نے پچھلی کتابوں کی تلخیص کے ساتھ ساتھ اپنی طرف سے جمع اور استقصاء کا بھی اہتمام کیا۔ پھر ان کے شاگرد سخاوی نے اس پر بہت سے اضافے کیے جو ایک علیحدہ کتاب کی صورت میں اس کے ساتھ ملائے گئے۔

(۹) سیوطی کی بھی اس موضوع پر کشف النقاب کے نام سے ایک کتاب ہے۔

(۱۰) کتاب الکنیٰ : امام بخاری

(۱۱) کتاب الکنیٰ : مسلم

(۱۲) کتاب الکنیٰ : نسائی

(۱۳) کتاب الکنیٰ : علی بن مدینی

(۱۴) کتاب الکنیٰ : ابن حبان۔ ان کی کتاب کا نام کتاب اسامی من یعرف بالکنی ہے اور کنی من یعرف بالاسماء ہے۔ دونوں تیرہ تیرہ اجزاء پر مشتمل ہیں۔

(۱۵) کتاب الکنیٰ : ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن مندہ۔

(۱۶) کتاب الکنیٰ : ان کے والد ابوعبداللہ محمد بن اسحاق

کتاب الکنیٰ: حاکم کبیر نیشاپوری:

(۱۷) کتاب الکنیٰ۔ یہ ابواحمد محمد بن احمد بن اسحاق نیشاپوری کرابیسی کی تالیف ہے جو محدث

خراسان تھے اور متعدد کتابوں کے مولف بھی۔ اور یہ حاکم کبیر کے نام سے معروف تھے، دوسرے حاکم (صاحب مستدرک) ان کے شاگرد تھے۔ حاکم کبیر کی وفات ۳۷۸ھ کو ہوئی۔

ان کی یہ کتاب چودہ جلدوں (اسفار) پر مشتمل ہے، عمدہ خط سے تقریباً پانچ جلدوں میں سمائے گی۔ اس میں انہوں نے بہت خوب کام کیا ہے۔ ان کا یہ کام دوسروں کے مقابلے میں بہت مفید اور زیادہ ہے۔ لیکن انہوں نے حروف تہجی کی ترتیب قائم نہیں کی۔ یہ ترتیب ذہبی نے لگائی اور اس کا اختصار و اضافات بھی کیے۔ اس کا نام المقتنی فی سرد الکنی ہے۔

(۱۸) کتاب الکنی۔ حافظ ابن عبدالبر: پورا نام: الاستغناء فی معرفۃ الکنی ہے ایک ضخیم جلد پر مشتمل ہے۔

(۱۹) کتاب المنی فی الکنی۔ جلال الدین السیوطی۔

یہ بطور نمونہ و تعارف چند کتابوں کا تذکرہ ہے ورنہ اس موضوع پر کتابیں بے شمار ہیں۔

غوامض و مبہمات پر کتابیں:

اس کے علاوہ علوم حدیث میں کچھ وہ کتابیں بھی ہیں جن کا موضوع مبہم اسانید و متون ہیں خواہ مردوں کی ہوں یا عورتوں کی۔ جیسے:

(۱) کتاب الغوامض والمبہمات کے نام سے عبدالغنی بن سعید مصری کی کتاب۔

(۲) پھر خطیب بغدادی کی کتاب جسے حروف تہجی پر ترتیب دیا گیا ہے اور مبہم کے نام کا اعتبار کیا ہے لیکن اس سے فائدہ کا حصول مشکل ہے۔ کیونکہ جو تو مبہم سے واقف ہوگا اسے اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہوگی اور جو ناواقف ہوگا اسے اس مبہم اس کی جگہ و مظنہ کا علم نہیں ہوگا۔

(۳) پھر ابن بشکوال کی بھی مبہمات پر بلا ترتیب ایک کتاب ہے۔ یہ کتاب اس موضوع پر عمدہ اور جامع ترین کتاب ہے۔

پھر نووی نے الاشارات الی المبہمات کے نام سے خطیب کی کتاب پر کام کیا ہے۔ اس

کی صورت یہ ہے کہ اس کی اسانید حذف کر دیں، اور کچھ تھوڑی سی احادیث ساتھ میں ملائیں اور اس کو حدیث میں موجود راوی کے حروف تہجی پر مرتب کیا۔ خطیب کی کتاب کی نسبت اس سے استفادہ آسان ہے لیکن اگر اس حدیث والے صحابی کا نام یاد نہ ہو تو پھر بھی مشکل پیش آ جاتی ہے۔ ویسے بھی اس میں مبہمات کی ایک بڑی تعداد رہ بھی گئی ہے۔

تلخیص ابن ملقن

ابن بشکوال کی کتاب کا بھی ابن ملقن نے اختصار کیا ہے، جس میں اسناد حذف کر دی ہیں، ابن ملقن کا نام ابوالحسن علی بن محدث شہیر سراج الدین ابوحفص عمر بن علی بن احمد بن محمد بن ملقن انصاری ہے۔ اصل میں اندلسی ہیں پھر مصر آئے۔ قاہرہ میں زندگی گذاری فقہی مذہب شافعی تھا۔

مجھے ابھی تک ان کی وفات کا علم نہیں ہو سکا۔

تلخیص ابن العجمی:

یہ برہان الدین ابوالوفاء ابراہیم بن محمد بن خلیل طرابلسی کی تالیف ہے۔ جو اصل میں شام کے شہر طرابلس کے رہنے والے تھے، اور حلب میں گھر تھا اور پیدائش بھی وہیں ہوئی۔ شافعی مذہب تھا۔

شہرت اور عرف سبط ابن العجمی ہے کیونکہ ان کے والد عمر بن محمد بن احمد بن ہاشم بن عبداللہ بن عجمی الحلبی کے بیٹے ہیں۔

ابن العجمی سن ۸۴۱ھ کو قرآن پڑھتے ہوئے طاعون کی مرض سے فوت ہوئے۔ ابن ملقن کی تلخیص واختصار میں کچھ زیادات اور اضافے بھی ہیں۔

اس موضوع پر لکھنے والوں میں کچھ مزید حضرات بھی شامل ہیں جن کے نام مع کتب درج ذیل ہیں۔

ابن قیسر وانی کی تالیف:

(۱) شمس الدین ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی بن احمد مقدسی شیبانی۔ شہرت ابن القیسرانی کے نام سے ہے۔ قیسر یہ شام میں ساحل سمندر پر ایک چھوٹا سا شہر ہے جس کی نسبت

سے قیسر وانی کہلاتے ہیں۔

قیسرانی مشہور محدث تھے، اور علوم حدیث میں کامل دستگاہ رکھنے والوں کی فہرست میں ان کا نام آتا ہے۔ علوم حدیث پر ان کی متعدد کتابیں ہیں۔ وفات ۵۰۸ھ کو بغداد میں ہوئی اس کتاب میں انہوں نے بہت عمدہ چیزیں اکٹھی کر دی ہیں البتہ توسیع کا یہ عالم ہے کہ مبہمات کے علاوہ بھی بہت سی باتیں آ گئی ہیں۔

مبہمات قسطلانی:

(۲) یہ قطب الدین ابوبکر محمد بن احمد بن علی مصری قسطلانی کی تالیف ہے۔ قسطلان مغرب میں افریقہ کا ایک علاقہ ہے قسطلانی کی وفات ۶۸۶ھ ہے۔

اس کتاب کا نام: **الافضاح عن المعجم من الغامض والمبهم** ''ہے جو حروف تہجی کی ترتیب پر ہے۔

مبہمات عراقی:

(۳) شیخ ولی الدین ابو زرعہ احمد بن عبدالرحیم عراقی۔ ان کی کتاب کا نام ''المستفاد من مبہمات المتن والاسناد'' ہے۔ اس کو انہوں نے استفادے کو آسان بنانے کی غرض سے فقہی ابواب کی ترتیب پر رکھا ہے۔

عراقی نے اس کتاب میں خطیب، ابن بشکوال، اور نووی کی تمام چیزیں بھی ذکر کی ہیں اور مزید اضافے بھی شامل ہیں۔ اس موضوع کی کتابوں میں سب سے اچھی کتاب یہی ہے۔

(۴) اسی طرح ابن الجوزی بھی اپنی کتاب تلقیح میں کافی سارے ایسے اسماء ذکر کیے ہیں۔

ابن حجر و بلقینی کی مبہمات:

(۶) اس کے علاوہ ابن حجر نے بھی اس موضوع پر کام کیا تو ہے لیکن وہ صرف صحیح بخاری کی حد تک ہے۔ اس میں وہ پہلوں سے بڑھ کر کام لائے ہیں، اسی وجہ سے یہ کتاب قاضی جلال الدین ابو الفضل عبدالرحمٰن بن سراج الدین ابوحفص عمر البلقینی شافعی (م ۸۲۴ھ) کی اس کا کتاب کا مرجع اور بنیاد بن گئی ہے۔ جس کا مستقل موضوع ہی یہ

تھا۔

ابن حجر کی اس کتاب کا نام: ''الافہام بما وقع فی البخاری من الابہام'' ہے۔

الانساب: سمعانی:

علوم حدیث کے ذخیرۂ کتب میں انساب کی کتابیں بھی شامل ہیں۔ جیسے

(۱) کتاب الانساب: یہ تاج الاسلام ابوسعد یا ابوسعید عبدالکریم بن محمد بن ابوالمظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار تمیمی سمعانی مروزی شافعی کی کتاب ہے۔ ان کے شیوخ کی تعداد چار ہزار سے زیادہ ہے۔ اور ان کی اس کے علاوہ بھی متعدد مفید تصانیف ہیں جیسے ذیل تاریخ مرو، امالی اور تاریخ الوفاۃ للمتاخرین من الرواۃ وغیرہ۔

ان کی وفات سن ۵۶۲ھ کو مرو میں ہوئی۔ ان کی یہ کتاب اس فن میں بڑی مفید اور عدیم النظیر کتاب ہے جو تقریباً آٹھ جلدوں پر محیط ہے لیکن کم یاب ہے۔

اللباب فی الانساب: ابن اثیر الجزری:

(۲) پھر ابن اثیر الجزری نے اس کا اختصار کیا۔

ابن اثیر کا مکمل تعارف یہ ہے۔ نام: عزالدین ابوالحسن علی بن محمد (مشہور نام علی بن محمد ہے لیکن صحیح نام محمد بن محمد ہے) بن عبدالکریم ابوعبدالواحد الشیبانی۔

عرف: ابن اثیر الجزری، جزری کی نسبت جزیرہ ابن عمر میں سکونت کی وجہ سے ہے ابن ایثر موصل کے رہنے والے تھے، محدث بھی تھے لغوی بھی تھے اور انساب واسماء رجال خصوصاً اسماء صحابہ کے ماہر تھے۔ موصل میں ہی ۶۳۰ھ کو وفات ہوئی۔

واضح رہے کہ ابن اثیر الجزری کے دوسرے بھائی کا تعارف بھی اسی نام سے ہے۔ اور وہ ابن اثیر الجزری صاحب نہایہ و جامع الاصول ہیں۔

جزری نے اپنی اس کتاب میں ان چیزوں کا بھی اضافہ کیا ہے جن کو سمعانی نے نظر انداز کیا تھا یا ان سے رہ گئی تھیں۔ اور سمعانی کی اغلاط پر بھی استدراک کیا ہے۔

یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل بہت مفید چیز ہے۔ کتاب کا نام: اللباب ہے۔ پھر سیوطی نے ''لب اللباب فی تحریر الانساب'' کے نام سے مزید اضافوں کے ساتھ اس کی تلخیص

کی جو ایک باریک جلد میں ہے۔

الاکتساب، خیضری:

ابن اثیر کی طرح سمعانی کی انساب کی قاضی قطب الدین محمد بن محمد بن عبداللہ بن خیضر خیضری شافعی (م۸۹۴ھ) نے بھی تلخیص کی ہے۔اس میں انہوں ابن اثیر اور رشاطی وغیرہ کے افادات کا اضافہ بھی کیا ہے۔اس کا نام ''الاکتساب فی تلخیص کتب الانساب'' ہے۔

(۲) کتاب انساب المحدثین: اس کے مولف محب الدین محمد بن محمود بن نجار بغدادی ہیں۔

انساب مقدسی اور ذیل مرینی:

(۳) کتاب انساب المحدثین: ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی۔

ان کے شاگرد ابوموسیٰ محمد بن ابوبکر عمر بن ابوعیسی احمد بن عمر بن محمد بن ابوعیسیٰ اصبہانی مدینی (م۵۸۱ھ) (جو مشہور محدث اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔انہوں نے ایک باریک جلد میں اس کا ذیل لکھا ہے۔جس میں انہوں نے وہ تمام باتیں ذکر کی ہیں جو مصنف نے نظر انداز کی تھیں یا ان سے رہ گئی تھیں۔

مدینی مدینہ اصبہان کی طرف نسبت ہے۔ابن سمعانی نے اپنے انساب میں لکھا ہے کہ مدینہ کی نسبت درج ذیل چند شہروں کی مناسبت سے ہے۔

(۱) مدینہ منورہ۔لیکن اس کی نسبت اکثر مدنی ہوتی ہے مدینی نہیں ہوتی۔(۲) مرو (۳) نیشاپور (۴) اصبہان (۵) مدینۃ المبارک جو قزوین میں ہے۔(۶) بخارا (۷) سمرقند (۸) نسف۔

مدینی کی کتابوں میں: ''اللطائف من وقائق المعارف فی علوم الحفاظ الاعارف'' بھی ہے جس میں انہوں نے علم حدیث کی ایسی دقیق ولطیف باتیں کی ہیں جو کسی بہت بڑے ماہر محدث ہی کے دماغ میں آسکتی ہیں۔

واضح رہے کہ یہ مدینی وہ مدینی نہیں، جن کا نام علی بن عبداللہ بن جعفر بن مدینی ہے۔ (ان کا تذکرہ آگے آرہا ہے)۔

مدینی کے اس ذیل پر پھر ابن نقطہ حنبلی نے ذیل لکھا ہے۔

انساب پر لکھی گئی کتب کی تعداد بے شمار ہے۔ مزید چند ایک مشہور کتابوں کے نام مع مولفین یہ ہیں۔

(۱) کتاب العجالۃ: ابو بکر محمد بن موسیٰ حازمی۔

(۲) کتاب الانساب: ابو محمد عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن خلف لخمی جو رشاطی کے نام سے معروف ہیں اس کتاب کا نام: "اقتباس الانوار والتماس الازہار فی انساب الصحابۃ ورواۃ الآثار" ہے۔ لوگوں نے اس کتاب کو رشاطی سے پڑھا بھی ہے۔ اس میں انہوں نے بہت اچھے طریقے سے استقصاء اور جمع سے کام لیا ہے، اور کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

اسماء صحابہ پر کتابیں

حدیث وعلوم حدیث کی کتابوں میں ایک بڑا حصہ ان کتابوں کا بھی ہے جن کا موضوع رواۃ حدیث میں سے ایک خاص اور مقدس طبقے یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات ہیں۔ ان کتابوں میں پھر بعض کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہے جبکہ دوسری کی قبائل اور دیگر کی اور ترتیب بھی ہے۔

ذیل میں یہ کتابیں مصنفین کے نام اور مختصر تعارف وتبصرہ کے ساتھ نمبروار پیش کی جارہی ہیں۔

(۱) کتاب معرفۃ الصحابۃ: ابو احمد حسن بن عبداللہ عسکری، یہ قبائل کی ترتیب پر ہے۔

(۲) کتاب معرفۃ الصحابۃ: ابو العباس جعفر بن محمد المستغفری۔

(۳) کتاب معرفۃ الصحابۃ: ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عیسیٰ مروزی شافعی، یہ مرو کے مشہور عالم و عابد تھے۔ عرف عبدان تھا، وفات ۲۹۳ھ ہے۔ ان کی کتاب سو اجزاء پر مشتمل ہے اور کتاب الوطا بھی ہے۔

(۴) کتاب معرفۃ الصحابۃ: ابو الحسین عبدالباقی بن قانع ابن مرزوق بن واثق اموی (علاقہ ولاء تھا) بغدادی (م ۳۵۱ھ) یہ محدث مصنف اور قاضی تھے۔

(۵) کتاب معرفۃ الصحابۃ: ابوعلی سعید بن عثمان بن سعید بن سکن بغدادی مصری۔ یہ تسمیہ بالحروف ہے۔

(۶) کتاب معرفۃ الصحابۃ: ابوالحسین علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح سعدی (علاقہ ولاء) مدینی بصری۔

یہ نامور محدث ہیں ان کے بارے میں امام بخاری کہتے ہیں۔ (علم حدیث میں) ابن مدینی کے علاوہ کسی اور کے سامنے میں نے اپنے آپ کو چھوٹا نہیں سمجھا۔ ابن المدینی کی یہ کتاب پانچ باریک اجزاء میں ہے، جس کا نام، معرفۃ من نزل من الصحابۃ سائر البلدان ہے۔

(۷) کتاب معرفۃ الصحابۃ: ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ اصبہانی۔ یہ بڑی کتاب ہے۔ ابن عساکر کے بقول اس میں بہت سے اوہام ہیں اس پر یا ابونعیم کی کتاب پر ابوموسیٰ مدینی کا ذیل بھی ہے۔

(۸) کتاب معرفۃ الصحابۃ: ابونعیم اصبہانی۔ (تین جلدوں میں)

(۹) کتاب معرفۃ الصحابۃ: ابوالقاسم البغوی۔

(۱۰) کتاب معرفۃ الصحابۃ: ابوحفص بن شاہین۔

(۱۱) کتاب معرفۃ الصحابۃ: ابوحاتم محمد بن حیان البستی، یہ ایک جلد میں مختصر سی ہے۔

(۱۲) کتاب معرفۃ الصحابۃ: ابوبکر احمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم بن سعید بن برقی (م ۲۷۰ھ)

(۱۳) کتاب معرفۃ الصحابۃ: ابومنصور محمد بن سعد الباوردی (یہ نسبت سرخس ونسا کے درمیان واقع خراسان کے ایک شہر باورد کی وجہ سے ہے) یہ ابھی ابھی مذکور محمد بن اسحاق کے دادا، یعنی ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن مندہ اصبہانی (م ۳۰۱ھ) کے اساتذہ میں سے ہیں۔

الاستیعاب: ابن عبدالبر

(۱۴) کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: مصنف عمر بن عبدالبر اندلسی۔ یہ کتاب دو جلدوں میں ہے اس کا نام استیعاب رکھنے کے پیچھے مصنف کا یہ گمان ہے کہ انہوں نے موضوع کا مکمل احاطہ واستیعاب کرلیا ہے۔ حالانکہ بہت سے صحابہ کے حالات ان

سے رہ گئے ہیں۔ اس میں انہوں نے نام کنیت یا جس طرح سے بھی ہوا تین ہزار پانچ سو صحابہ کے حالات اکٹھے کیے ہیں۔

اسد الغابہ ابن اثیر

(۱۵) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ: یہ پانچ یا چھ جلدوں میں سات ہزار پانچ سو پینتالیس صحابہ کے حالات پر مشتمل کتاب ہے، جس کے مولف عز الدین ابوالحسن ابن الاثیر الجزری ہیں جو ''الکامل'' اور سمعانی کی ''کتاب الانساب'' کے اختصار کے مولف ہیں۔

امام بخاری کی تاریخ کبیر

علوم حدیث کے ذخیرہ میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کا موضوع رجال کی تاریخ اوران کے حالات ہیں۔ جیسے امام بخاری کی تاریخ کبیر جس میں انہوں نے صحابہ سے لے کر اپنے زمانے تک کے تمام راویان حدیث کے نام اکٹھے کردیئے ہیں جن کی تعداد چالیس ہزار کے قریب ہے، خواہ مرد ہوں یا عورت، ثقہ ہوں یا ضعیف سب کو اکٹھا کردیا ہے۔

لیکن امام حاکم نے چالیس ہزار میں سے جرح کو اکٹھا کیا تو ان کی تعداد ایک سو چھبیس سے زیادہ نہ بنی۔ امام بخاری نے یہ کتاب اٹھارہ سال کی عمر میں چاندنی راتوں میں روضہ رسول ﷺ کے سامنے بیٹھ کر لکھی تھی۔ اسی کے بارے میں تاج الدین سبکی نے یہ کہا ہے کہ اس سے پہلے ایسا عدیم النظیر کام نہیں ہوا۔ اوران کے بعد رجال تاریخ اور اسماء پر لکھنے والے سب ان ہی کے خوشہ چین ہیں۔ تاریخ کبیر کے علاوہ امام بخاری کی تاریخ وسیط اور صغیر بھی ہے۔

(۲) تاریخ ابن معین:

اس کے مولف مشہور اور جلیل القدر محدث، امام الجرح والتعدیل۔ ابوزکریا یحییٰ بن معین بن عون بن زیاد غطفانی (قبیلہ غطفان سے ولاء کا تعلق تھا) بغدادی ہیں۔ ان کی وفات سن ۲۳۳ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ ابن مدینی کا یحییٰ بن معین کے بارے میں یہ کہنا ہے۔

روئے زمین پر اولاد آدم میں یحییٰ بن معین جتنی احادیث لکھنے والا کوئی آدمی نہیں۔

خود ابن معین فرماتے ہیں:

میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔
ابن معین کی یہ تاریخ حروف تہجی کی ترتیب پر قائم ہے۔

(۳) کتاب الرجال: دوری

اس طرح یحییٰ بن معین کے شاگرد ابوالفضل عبداللہ بن محمد بن حاتم ہاشمی (علاقہ ولاء تھا) دوری بغدادی (م ۲۷۱ھ) نے ابن معین کے افادات سے رجال پر ایک کتاب لکھی۔ جس کے بارے میں ذہبی فرماتے ہیں۔

''یہ ایک بڑی جلد پر مشتمل ہے اور بہت مفید ہے جس سے ان کی اس میدان میں بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔''

(۴) تاریخ عجلی

یہ جلیل القدر محدث ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح عجلی کی تالیف ہے۔ یہ بنیادی طور پر کوفہ کے باشندے تھے بعد میں مغرب کے علاقہ طرابلس میں منتقل ہو گئے اور وہیں ۲۶۱ھ کو وفات پائی۔

(۵) تاریخ ابن ابی شیبہ

یہ ابوالحسن عثمان بن محمد بن ابوشیبہ کوفی کی تالیف ہے۔

(۶) تاریخ خلیفہ بن خیاط

یہ ابوعمرو خلیفہ بن خیاط شیبانی عصفری کی تالیف ہے۔

(۷) تاریخ ابن سعد

یہ محمد بن سعد کاتب واقدی کی تالیف ہے۔ (ان دونوں حضرات کی تاریخ وفات کتب طبقات کے ضمن میں آ گے آ رہی ہے)۔

(۸) تاریخ ابن ابوخیثمہ

یہ مشہور محدث ابوبکر احمد بن ابی خیثمہ زہیر بن حرب نسائی ثم البغدادی (م ۲۷۹ھ) کی تالیف ہے۔ یہ ایک بڑی کتاب ہے جو چھوٹے سائز کی تیس اور بڑے حجم کی بارہ جلدوں پر مشتمل

ہے جس میں انہوں نے بہت اچھے طریقے سے کام کیا ہے اور ثقات اور ضعفاء سب کا ذکر کیا ہے۔ خطیب فرماتے ہیں:

فوائد کے اعتبار سے اس سے بڑھ کر کوئی تاریخ نہیں۔

تاریخ ابن جارود

(۱۰) یہ مشہور محدث ابومحمد عبداللہ بن علی جارود نیشاپوری کی تالیف ہے۔

تواریخ ثلاثہ:

(۱۱) تاریخ حنبل بن اسحاق، (۱۲) تاریخ ابوالعباس محمد بن اسحاق السراج اور (۱۳) تاریخ ابن حبان۔

تاریخ ابوزرعہ

(۱۴) یہ محدث شام ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو بن عبداللہ بن صفوان بن عمرو نصری دمشقی (م ۲۸۱ھ) کی تالیف ہے۔

تاریخ خلیلی

(۱۵) یہ ابویعلیٰ خلیل بن عبداللہ بن احمد بن ابراہیم بن خلیل قزوینی خلیلی کی تالیف ہے۔ خلیلی کی نسبت ان کے دادا کی وجہ سے ہے۔ یہ عہدہ قضاء پر بھی فائز تھے۔ تاریخ وفات ۴۴۶ھ ہے۔ خلیلی کی کتاب کا نام "الارشاد فی علماء البلاد" ہے جس میں انہوں نے محدثین اور دوسرے علماء کو شہروں کی ترتیب کے موافق جمع کیا ہے۔

پھر قاسم بن قطلو بغا حنفی (جو کہ حافظ ابن حجر کے شاگرد ہیں اور انہوں نے سن ۸۷۹ھ کو دیلم میں وفات پائی انہوں) نے اس کو حروف کی ترتیب سے جمع کیا ہے۔

تاریخ اصفہان

(۱۶) اس موضوع پر ابونعیم اصفہانی کی ایک جلد میں کتاب ہے۔

(۱۷) اس طرح ابوزکریا یحییٰ بن عبدالوہاب ابن مندہ کی بھی تاریخ اصبہان ہے۔ بعض لوگوں نے اسے ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ ابن مندہ کی کتاب قرار دیا ہے جبکہ بعض

دیگر حضرات کا خیال ہے کہ یہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن محمد بن اسحاق بن مندہ کی تالیف ہے۔ ان دونوں رایوں میں تطبیق یوں ممکن ہے کہ اس نام سے دونوں حضرات نے کتابیں لکھیں ہوں گی۔

(۱۸) اسی طرح ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ اصبہانی وغیرہ حضرات نے بھی تاریخ اصبہان لکھی۔

(۱۹) تاریخ بغداد: خطیب بغدادی

یہ بہت مفید اور عظیم الشان کتابوں میں سے ہے جس میں انہوں نے بغداد میں رہنے والے اور باہر سے آنے والے تمام حضرات کا ذکر کیا ہے اور ساتھ ساتھ میں مفید چیزیں بھی شامل کی ہیں۔ یہ حروف تہجی کی ترتیب پر چودہ یا دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ خطیب نے اس میں بلا قید ضعیف، ثقہ اور متروکین سب کا ذکر کیا ہے۔

خطیب کی کتاب پر متعدد ذیول بھی لکھے گئے ہیں۔

جن میں سے ایک صاحب ''کتاب الانساب'' ابوسعد عبدالکریم بن محمد بن سمعانی کا ذیل ہے۔ یہ ذیل تقریباً پندرہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں انہوں نے بہت عمدہ کام کیا ہے۔ ان کی ایک تاریخ مرو بھی ہے جو بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔

پھر ابن سمعانی کی کتاب پر بھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ متعدد ذیل وجود میں آئے۔ جن میں سے ایک ذیل ابوعبداللہ محمد بن سعید بن یحییٰ بن علی بن حجاج المعروف ابن الدبیثی کا ہے۔ دبیثی کی نسبت واسط کے ایک نواحی گاؤں کی وجہ سے ہے۔ اسی وجہ سے ان کو واسطی بھی کہا جاتا ہے۔ مذہب شافعی تھا۔ بغداد میں سن ۶۳۷ھ کو انتقال کیا۔

اس ذیل میں ابن الدبیثی نے ابن سمعانی سے رہ جانے والی یا ان کے بعد کی چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ ابن الدبیثی کا یہ ذیل تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

تاریخ نجار

(۲۰) تاریخ بغداد کے نام سے محب الدین ابوعبداللہ محمد بن محمود نجار کی بھی ایک کتاب ہے۔ یہ درحقیقت خطیب کی تاریخ کا ذیل ہی ہے اس میں نجار نے بہت زیادہ جمع واستقصاء

سے کام لیا ہے، کہتے ہیں یہ تیس جلدوں پر پھیلا ہوا کام ہے۔
ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ یہ تین سو اجزاء کی کتاب ہے۔ بغیۃ الوعاۃ کے بقول یہ دس سے کچھ اوپر جلدوں کی کتاب ہے۔
لیکن اس میں نجار سے بہت سے ان حضرات کا ذکر بھی رہ گیا ہے جنہیں ابن سمعانی نے ذکر کیا تھا۔
نجار کی اس تاریخ پر بھی آگے متعدد ذیول ہیں، اوران کے علاوہ بغداد کی دیگر تواریخ بھی ہیں۔

(۲۱) تاریخ دمشق: ابن عساکر

یہ حافظ الامت، ناصر سنت، خاتمہ الحفاظ اور متعدد جلیل القدر کتابوں کے مولف ابوالقاسم ابن عساکر دمشقی کی تالیف ہے جو اسی سے زائد جلدوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ بغیۃ الوعاۃ میں ۵۷ جلدوں کا ذکر ہے جبکہ زبیدی کی قاموس پر شرح کے شروع میں ۵۵ جلدوں کا ذکر ہے۔
اس میں ابن عساکر نے بڑی نادر چیزیں اکٹھی کی ہیں۔ اس کا طرز تاریخ بغداد والا ہی ہے جس میں انہوں نے رجال کا تذکرہ اوران کی مرویات کا ذکر بھی کیا ہے۔ اس کتاب کے متعلق یہ کہا جاتا ہے:

''اتنی بڑی کتاب لکھنے کے لیے آدمی کی عمر نا کافی ہے۔''

تاریخ دمشق پر متعدد ذیول اور اختصارات ہیں جن میں سے ایک اختصار شہاب الدین عبدالرحمٰن بن اسماعیل بن ابراہیم بن عثمان دمشقی شافعی (م ۶۶۵ھ کی تالیف ہے۔ جو ابوشامہ کے نام سے معروف ہیں۔
اوراس شہرت کی وجہ یہ تھی کہ عربی میں شامہ تل کو کہتے ہیں اوران کے بائیں ابرو پر تل تھا، ابوشامہ کے اس اختصار کے دو نسخے ہیں، ایک بڑا جو پندرہ جلدوں پر مشتمل ہے اور دوسرا چھوٹا ہے۔

(۲۲) تاریخ نیشاپور: حاکم نیشاپوری

یہ صاحب مستدرک ابوعبداللہ حاکم کی تالیف ہے اور یہی وہ تاریخ ہے جس کی وجہ سے

بڑے بڑے محدثین اور حفاظ ان کے کمال وفضل کے معترف ہیں۔ جو بھی ان کی اس تاریخ کو دیکھے گا وہ امام حاکم کی تمام علوم میں دسترس کا اندازہ لگا لے گا۔

اس تاریخ کی بغیۃ الوعاۃ کے بیان کے مطابق چھ جلدیں ہیں۔ تاریخ حاکم پر ابوالحسن عبدالغافر بن اسماعیل بن عبدالغافر بن محمد بن عبدالغافر بن احمد بن محمد بن سعید فارسی نیشاپوری کا ''السیاق علیہ'' کے نام سے ایک اختصار بھی ہے۔

عبدالغافر مشہور محدث اور ''المفہم شرح غریب مسلم'' اور ''مجمع الغرائب فی غریب الحدیث'' کے مولف بھی ہیں۔ عبدالغافر کی وفات نیشاپور میں ۵۲۹ھ کو ہوئی۔

یہ اختصار ایک جلد پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ علامہ ذہبی نے بھی تاریخ نیشاپور کا ایک اختصار لکھا تھا۔

(۲۳) تاریخ قزوین

قزوین ایک مشہور اور بڑا شہر ہے جو رے سے ستائیس فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے۔

اس تاریخ کے مولف ابن ماجہ قزوینی ہیں۔

(۲۴) ان کے علاوہ ابویعلیٰ خلیل بن عبداللہ خلیل قزوینی کی بھی اس موضع پر تالیف ہے۔

(۲۵) اس طرح ابوالقاسم امام الدین عبدالکریم بن محمد قزوینی رافعی (م ۶۲۳ھ) کی بھی اسی نام سے تالیف ہے۔ رافعی کی نسبت رافع بن خدیج صحابی رسول کی وجہ سے ہے ان کا فقہی مسلک شافعی تھا۔

تاریخ مصر: صدفی

یہ ابوسعید عبدالرحمٰن بن احمد بن الامام یونس بن عبدالاعلی (جو کہ امام شافعی کے شاگرد تھے) صدفی (م ۳۴۷ھ) کی تاریخ ہے۔

صدفی دال کی زیر کے ساتھ صدف (سیپی) سے نسبت ہوگی اور دال کی زبر کے ساتھ مصر میں آ کر آباد ہونے والے حمیر کے ایک بڑے قبیلے سے نسبت ہوگی۔ صدفی مشہور محدث اور مورخ تھے۔

صدفی نے مصر کی دو تاریخیں لکھیں۔ ایک بڑی جو صرف مصر کے باشندوں کے ساتھ

خاص تھی اور دوسری چھوٹی جو مصر میں باہر سے آنے والوں کے حالات پر مشتمل ہے۔ دونوں میں صدفی نے مکمل جمع و استقصاء سے کام لیا ہے۔

صدفی کی تاریخ پر ابوالقاسم یحییٰ بن علی حضرمی (م ۴۱۶ھ) (جو ابن الطحان کے نام سے مشہور ہیں) کا ذیل بھی ہے جس میں ان دونوں تاریخوں کو بنیاد بنایا ہے۔ اس کے علاوہ متعدد تاریخیں ہیں۔

تاریخ مدینہ منورہ:

اس موضوع پر اس نام کی کتابوں کے یہ مولف ہیں۔

(۱) ابن النجار: ان کی کتاب کا نام "الدرة الثمينه في اخبار المدنيه" ہے۔

(۲) ابو عبداللہ زبیر بن بکار۔

(۳) ابوالحسن محمد بن حسن بن زبالہ مخزومی مدنی جن کی وفات دو سو سے پہلے ہوئی۔ محدثین نے ان پر کذب کا الزام لگایا ہے۔ ان کے ایک بیٹے جس کا نام عبدالعزیز بن محمد مدنی ہیں جو حفاظ حدیث میں سے ہیں۔

ابن حبان کہتے ہیں:

یہ مدنی رواۃ سے معضلات لے کر آتے ہیں چنانچہ ان سے حجت لینا باطل ہوگا۔ ذہبی نے میزان میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

(۴) عمر بن شبہ غیری وغیرہ حضرات کی بھی مدینہ کی تاریخ پر کتابیں ہیں۔

تاریخ مکہ مکرمہ

(۱) یہ ابن النجار کی کتاب ہے جس کا مکمل نام "تاريخ مكه وماجاء فيهامن الآثار" ہے۔

ابوالولید غسانی اور ان کی تاریخ مکہ

(۲) ان کے علاوہ ابوالولید الغسانی کی بھی مکہ مکرمہ کی تاریخ پر ایک کتاب ہے۔ غسانی کا مکمل نام، ابوالولید محمد بن عبداللہ بن ابو محمد، یا ابوالولید احمد بن محمد بن ولید بن عقبہ بن ارزق بن عمر بن حارث ہے۔ سلسلہ نسب میں مذکورہ ازرق کی وجہ سے ان کی ایک

نسبت ازرقی بھی ہے۔اس کے علاوہ یہ غسانی اور مکی بھی کہلاتے ہیں۔کشف الظنون کی تحقیق کے مطابق ان کی وفات ۲۲۳ ہجری کو ہوئی۔

لیکن ان کے دادا احمد جن کا ابھی تذکرہ ہوا ان کے متعلق ''تقریب'' میں مذکور ہے کہ ان کی وفات ۲۱۷ یا ۲۲۲ ھ کو ہوئی تھی۔

اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو یہ بات بعید ہے کہ ان کا کوئی پوتا مورخ مکہ ہو اور اس کا سن وفات وہی سال ہو۔ بلکہ یہ بات قطعاً درست نہیں۔ یہ تاریخ ابو محمد اسحاق بن احمد بن اسحاق بن نافع خزاعی کی روایت سے ہے۔ان دو تاریخوں کے علاوہ اور حضرات نے بھی اس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے۔

تاریخ طبری

یہ ابن جریر طبری کی تاریخ ہے جس کا نام: تاریخ الامم والملوک ہے۔ یہ گیارہ جلدوں پر مشتمل مشہور تاریخ ہے جس میں دنیا بھر کی تاریخ جمع کی گئی ہے۔

ابن خلکان کے بقول: یہ سب سے زیادہ صحیح اور قابل اعتماد تاریخ ہے۔

تاریخ الاسلام: ذہبی

یہ علامہ ذہبی کی تاریخ ہے جو بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی بارہ جلدیں ہیں، اس میں تاریخ کی ترتیب سنین کے اعتبار سے ہے۔اس میں ذہبی نے حوادث اور وفیات کو جمع کیا ہے۔پھر اس تاریخ کی مختصرات بھی لکھی گئیں۔

اس کے علاوہ ذہبی کی ہی سیر اعلام النبلاء بھی ہے جو چودہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ان چند نمونے کی کتابوں کے علاوہ بے شمار تاریخ کے موضوع کی کتابیں ہیں۔لیکن یہاں ہمارے ہاں خاص طور سے ذکر کردہ ان تواریخ کی حیثیت، حوالے کی کتابوں اور مآخذ کی ہے کیونکہ یہ بہت سی احادیث اور دیگر نوادرات پر مشتمل ہیں۔اس لیے انہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

معاجم حدیث: معجم کیا ہے؟

ذخیرہ احادیث کی کتابوں میں بعض وہ کتابیں بھی ہیں جو معجم کی ترتیب پر لکھی گئی ہیں۔

محدثین کی اصطلاح و عرف میں معجم اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں احادیث کو صحابہ، شیوخ یا

مختلف شہروں اور علاقوں کی نسبت سے جمع کیا جائے۔

اس نوعیت کی کتابوں میں زیادہ تر کتابیں حروف تہجی کی ترتیب پر لکھی ہوئی ہیں۔ معجم کی ترتیب پر لکھی ہوئی کتابوں میں سے چند ایک یہ ہیں۔

معجم طبرانی کبیر

یہ صحابہ کے ناموں میں حروف تہجی کی ترتیب پر ہے۔ سوائے حضرت ابو ہریرہ کی مسند کے کیونکہ ان کی مرویات کو مصنف نے علیحدہ کتاب میں اکٹھا کیا ہے۔

معجم طبرانی کے بارے میں کہتے ہیں: کہ اس کی بارہ جلدوں میں ساٹھ ہزار احادیث ہیں ابن وحید اس کو اکبر معاجم الدنیا، یعنی دنیا کی سب سے بڑی معجم کا خطاب دیتے تھے۔ محدثین کے ہاں جب مطلقاً معجم بولا جائے تو یہی مراد ہوتی ہے۔ اگر کوئی اور مراد ہو تو ساتھ قید لائی جاتی ہے۔

معجم اوسط طبرانی

طبرانی کی معجم کبیر کے علاوہ معجم اوسط بھی ہے جس کی ترتیب میں مصنف نے اپنے شیوخ و اساتذہ کی ترتیب کو پیش نظر رکھا ہے۔ طبرانی کے اساتذہ دو ہزار کے قریب ہیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے بعض ایسے محدثین اور اساتذہ سے بھی روایات لی ہیں جن کی وفات طبرانی کے بعد ہوئی تھی اور یہ طبرانی کی وسعت روایت اور اساتذہ کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ اپنے اساتذہ کی مرویات کے انتخابات میں بھی طبرانیؒ نے ان کی وہ روایات لانے کا زیادہ اہتمام کیا ہے جو غرائب اور افراد ہیں

علامہ ذہبی اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں:

یہ دارقطنی کی کتاب الافراد جیسی کتاب ہے جس میں مصنف نے اپنی فضیلت اور وسعت روایت کا اظہار کیا ہے۔

مشہور ہے کہ اس میں تیس ہزار مرویات ہیں۔ کتاب کی ضخامت کا یہ اندازہ ہے کہ وہ بڑی بڑی چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔

طبرانی اس کتاب کے متعلق کہا کرتے تھے:

یہ کتاب میری جان ہے کیونکہ انہوں نے اس کی خاطر نہ جانے کیا کیا کلفتیں اور مشقتیں اٹھائیں تھیں۔

ذہبی اس کتاب کی جامعیت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس میں بہت اچھی، اچھی اور بےکار سب طرح کی چیزیں ہیں۔

معجم صغیر طبرانی

طبرانی کی تیسری معجم معجم صغیر ہے اور یہ صرف ایک جلد پر مشتمل ہے۔ جس میں انہوں نے اپنے ایک ہزار شیوخ سے روایات اکٹھی کی ہیں اور روایات کے انتخاب میں انہوں نے بس ایک آدھ روایت پر ہی اکتفا کیا ہے۔ بہت سے مصنفین کا خیال ہے کہ اس معجم میں بیس ہزار احادیث ہیں۔ لیکن مقری نے فتح المتعال میں ارشاد المعتدین کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ طبرانی کی معجم صغیر ایک جلد میں تقریباً پندرہ سو احادیث پر مشتمل کتاب ہے اور یہ احادیث و روایات مع اسناد درج ہیں۔ اور اس تعداد کی وجہ یہ ہے کہ طبرانی نے معجم صغیر میں اپنے ایک ہزار اساتذہ سے مرویات ذکر کی ہیں، لیکن ہر استاذ سے ایک یا دو حدیثیں۔

معجم صغیر کے متعلق یہ تحقیق درست اور حقیقی ہے باقی جو کچھ ہے وہ سبقت قلمی کا نتیجہ ہے۔

معاجم صحابہ:

معاجم کی فہرست میں چند اور مصنفین کی بھی کتابیں ہیں مثلاً ذیل میں دیکھئے۔

(۱) معجم صحابہ: اس کے مصنف احمد بن علی بن لال ہمدانی شافعی ہیں۔ قاضی ابن شبہ نے اپنی تاریخ میں اس معجم کی نسبت یہ تبصرہ کیا ہے:

اس سے بہتر معجم میں نے نہیں دیکھی، پھر یہ بھی لکھا ہے کہ صاحب کتاب کی قبر کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔

(۲) معجم صحابہ : مصنف : ابوالحسین بن قانع

(۳) معجم صحابہ : مصنف : ابومنصور الباوردی

(۴) معجم صحابہ : مصنف : ابوالقاسم البغوی، یہ بڑے بغوی ہیں۔

(۵) معجم صحابہ : مصنف : ابوالقاسم بن عساکر الدمشقی، ابن عساکر کی اس کے علاوہ معجم النسوان اور معجم البلدان بھی ہے۔

(۶) معجم صحابہ : مصنف : ابویعلی احمد بن علی بن مثنی الموصلی۔

(۷) معجم صحابہ : مصنف : ابوالعباس محمد بن عبدالرحمن بن محمد الاغولی السرخسی (م۳۲۵ھ)

ان کے علاوہ اور محدثین وعلماء نے بھی معجم صحابہ پر کتابیں ترتیب دیں۔

معجم شیوخ پر کتابیں:

(۱) معجم الشیوخ : ابوبکر الاسماعیلی

(۲) معجم الشیوخ : ابونعیم الاصفہانی، یہ ابونعیم کے شیوخ پر مشتمل ہے۔

(۳) معجم الشیوخ : ابوعبداللہ الحاکم الضبی۔

(۴) معجم الشیوخ : ابن الاعرابی۔ ان کی کنیت ابوسعید اور نام احمد بن محمد بن زیاد بن بشیر بن درہم ہے اور شہرت ابن الاعرابی کے نام سے زیادہ ہے۔ جواعراب کی نسبت سے ہے۔ یہ بصرہ کے باشندے تھے جس کی وجہ سے بصری کہلاتے تھے۔

پھر مکہ مکرمہ منتقل ہو گئے اور مکی بھی کہلانے لگے۔ ابن الاعرابی صوفی منش اور زہد و ورع والے خدامست عالم تھے۔ حدیث کے باب میں ثقہ اور بڑا بلند پایہ تھا۔

ابن الاعرابی کی متعدد تالیفات ہیں جن میں سے ایک یہ معجم الشیوخ ہے جس میں انہوں نے اپنے اساتذہ ومشائخ کی روایات ذکر کی ہیں۔

اس کے علاوہ طبقات النساک اور التاریخ الکبیر للبصرہ بھی ابن الاعرابی کی تصانیف میں شامل ہیں ابن لاعرابی کی وفات سن ۳۴۰ھ کو مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

معجم الشیوخ: ابن ذاذان

(۵) معجم الشیوخ: ابوبکر محمد بن ابراہیم بن علی بن ذاذان بن المقری الاصبہانی۔

ابن زاذان نے اس کو حروف تہجی کی ترتیب پر لکھا ہے اور ہر ایک شیخ سے ایک آدھ حدیث نقل کی ہے۔

معجم الشیوخ: سہمی

(۶) معجم الشیوخ: ابوالقاسم حمزہ بن یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ سہمی۔ سہمی کی نسبت قبیلہ سہم بن عمرو کی وجہ سے ہے۔

سہمی جرجان کے رہنے والے تھے، واعظ اور کثیر الاسفار محدث تھے۔

سہمی کی سن ۴۲۷ھ کو نیشاپور میں وفات ہوئی۔ سہمی ابوالقاسم قیشری (صاحب رسالہ) اساتذہ میں سے ہیں۔ قشیری ان سے روایت بھی کرتے ہیں۔ ان کی تالیفات میں آداب الدین بھی شامل ہے۔

معجم الشیوخ: سمعانی

(۷) معجم الشیوخ: ابوسعد عبدالکریم بن محمد بن السمعانی، جو مشہور محدث ہیں ان کی اس کے علاوہ کتابوں میں "معجم البلدان" اور "التحبیر فی المعجم الکبیر" بھی ہے۔

معجم الشیوخ: سلفی

(۸) معجم الشیوخ: اس کے مولف ابو طاہر احمد بن محمد السلفی ہیں۔ سلفی کی اس موضوع پر تین تالیفات ہیں۔

(۱) وہ معجم جو ایک جلد میں اصفہان کے مشائخ پر مشتمل ہے۔

(۲) اس میں مشائخ بغداد کا ذکر ہے۔

(۳) تیسری میں ان دو شہروں کے علاوہ دیگر تمام شہروں کے شیوخ و اساتذہ کا ذکر اور مرویات ہیں۔ اس کا نام معجم السفر ہے۔

معجم الشیوخ: ابن خلیفہ الاموی

(۹) معجم الشیوخ: یہ مشہور مالکی محدث ابوبکر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ، اموی کی تالیف ہے۔ ابن خلیفہ ماہر قاری بھی تھے یہ الروض الانف کے مولف ابوالقاسم سہیلی کے رشتے کے ماموں ہیں۔

ابن خلیفہ کی نسبتوں میں لتونی اور اشبیلی بھی شامل ہیں۔ان کا یہ مجموعہ تمام شیوخ اوران کی مرویات کے ذکر پر مشتمل ہے۔ابن خلیفہ کی وفات ۵۵۵ھ کو ہوئی۔

معجم الشیوخ: ابن منصور السمعانی

(۱۰) معجم الشیوخ: اس کے مولف مشہور محدث ابوالمظفر عبدالکریم بن منصور السمعانی ہیں۔ جن کی وفات سن ۶۱۵ھ کو ہوئی۔ یہ معجم اٹھارہ اجزاء پر مشتمل ہے۔

معجم الشیوخ دمیاطی

(۱۱) معجم الشیوخ: یہ دمیاطی کی تالیف ہے۔ دمیاطی کا نام ونسب یہ ہے: شرف الدین ابومحمد عبدالمومن بن خلف شافعی دمیاطی۔ دمیاطی مشہور محدث، بلند پایہ فقیہ وامام ہونے کے ساتھ ساتھ شیخ المحدثین اور ماہر انساب بھی تھے۔ ۷۰۶ھ کو اچانک وفات ہوئی، دمیاطی نے اس معجم میں تیرہ سو کے قریب شیوخ کا ذکر کیا ہے۔

معجم الشیوخ: تنوخی

(۱۲) معجم الشیوخ: اس کے مولف، ابواسحاق برہان الدین ابراہیم بن احمد بن عبدالواحد التنوخی ہیں۔ تنوخ قبائل کے اس مجموعہ کا نام ہے جو پرانے زمانے میں بحرین میں اکٹھے ہوئے تھے اور انہوں نے باہم مدد وتعاون پر پختہ عہد اور حلف دیے اور وہاں قیام پذیر ہوگئے۔ اس وجہ سے انہیں تنوخ کہا جاتا ہے۔ تنوخ کا لفظی مطلب بھی اقامت کرنا اور ٹھہرنا ہے۔

تنوخی اصل میں بعلبک کے باشندے تھے لیکن دمشق میں ان کی پیدائش اور نشو ونما ہوئی بعد میں مصر منتقل ہونے کی وجہ سے مصری بھی کہلاتے تھے۔ تنوخی کی وفات سن ۸۰۰ھ کو ہوئی۔

معجم سبکی وذہبی

(۱۳)(۱۴) اس کے علاوہ تقی الدین سبکی اور علامہ ذہبی کی بھی معجم کے موضوع پر تالیفات ہیں۔ یہ چند نمونے کی معاجم کا تذکرہ ہے ورنہ معاجم کی تعداد خاصی زیادہ ہے۔

کتب طبقات کا تعارف:

علوم حدیث کی کتب میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جو کتب طبقات کے نام سے معروف ہیں۔ طبقات سے مراد وہ کتابیں ہیں جن میں مولفِ کتاب کے زمانے تک کے تمام شیوخ کے حالات اور مرویات طبقہ بعد طبقہ زمانی ترتیب سے بیان کیے جاتے ہیں۔

ذیل میں طبقات کے موضوع پر لکھی ہوئی کچھ کتابوں کا تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) کتاب الطبقات : مسلم بن حجاج

(۲) کتاب الطبقات : ابوعبدالرحمٰن النسائی

طبقات ابن سعد

(۳) الطبقات الکبریٰ: یہ ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی (علاقہ ولاء) بصری کی تالیف ہے۔ ابن سعد بصرہ کے باشندے تھے بعد میں بغداد منتقل ہو گئے۔ ابن سعد کاتب واقدی کے نام سے معروف تھے۔ جس کی وجہ یہ تھی وہ ایک مدت تک واقدی کے ہمراہ رہے اور ان کی چیزیں لکھتے رہے جس سے یہ شہرت ہوگئی۔

ابن سعد کی وفات بغداد میں ۲۳۵ھ کو ہوئی۔ ابن سعد نے اپنی اس طبقات میں صحابہ و تابعین اور پھر اپنے زمانے تک کے لوگوں کے حالات اکٹھے کیے ہیں اور یہ بہت عمدہ اور اعلیٰ کام ہے جو تقریباً پندرہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ ان کی طبقات صغریٰ اور تاریخ بھی ہے۔

طبقات ابو حاتم

(۴) طبقات التابعین: اس کے مولف جلیل القدر محدث ابو حاتم محمد بن ادریس بن منذر رازی حنظلی ہیں۔ جو امام بخاری اور مسلم کے ہم زمانہ ہیں۔

ابو حاتم سن ۲۷۷ھ کو رے میں فوت ہوئے۔

(۵) اسی طرح ابو القاسم عبدالرحمٰن بن مندہ وغیرہ کی بھی طبقات التابعین ہے۔ اور ابن الاعرابی کی طبقات النساک بھی ہے۔

طبقات الرواۃ: خلیفہ بن خیاط

(۷) طبقات الرواۃ: یہ امام بخاری کے استاذ ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ شیبانی عصفری کی تالیف ہے۔عصفر اس رنگ کو کہتے ہیں جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔خلیفہ بن خیاط جلیل القدر محدث ہیں جو شباب کے نام سے معروف تھے۔خلیفہ بن خیاط کی ایک عمدہ تاریخ بھی ہے۔

خلیفہ کا انتقال سن ۲۴۶ھ کو ہوا۔

طبقات ہمدانیین

(۸) طبقات الہمدانیین: اس کے مولف ابوالفضل صالح بن احمد بن محمد بن احمد بن صالح بن عبداللہ بن قیس تمیمی ہمدانی ہیں جو بڑی عمر کے محدث تھے اور دلالی (کمیشن ایجنٹ) کا کام کیا کرتے تھے۔ ہمدانی، متعدد تصانیف کے مولف بھی ہیں، تاریخ وفات ۸۸۴ھ ہے۔

طبقات القراء: ابو عمرو دانی

(۹) طبقات القراء: اس کے مولف ابو عمرو عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ہیں۔ابو عمرو بنوامیہ کے آزاد کردہ غلام ہونے کی وجہ سے اموی کی نسبت رکھتے تھے اور چونکہ اصل میں قرطبہ کے تھے اور بعد میں اندلس کے ایک شہر دانیہ میں وارد ہونے کی وجہ سے قرطبی اور دانی کہلاتے تھے۔

ابو عمرو علوم قرآن وعلوم حدیث کے یگانہ روزگار امام اور ماہر تھے۔ان کی وفات دانیہ میں سن ۴۴۴ھ کو ہوئی۔

طبقات الصوفیاء

(۱۰) طبقات الصوفیاء: ابوعبدالرحمٰن السلمی۔

حلیۃ الاولیاء: ابونعیم الاصفہانی

(۱۲) کتاب حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: یہ ابونعیم اصفہانی کی تالیف لطیف ہے۔جو دس

بڑی بڑی جلدوں پر مشتمل ہے درمیانے سائز کی بیس جلدوں میں بھی ملتی ہے۔ اس کتاب میں صحیح، حسن، ضعیف اور کچھ موضوع تک روایات بھی ہیں۔

ابونعیم نے جب اس کو لکھا تھا تو ان کی زندگی میں ہی چار سو دینار میں فروخت ہوئی اس کتاب کے متعدد برکات اور فضائل ہیں۔

حافظ نورالدین ہیثمی نے حلیۃ الاولیاء کی احادیث کو ابواب وار ترتیب دیا تھا۔ جس کا نام تقریب البغیۃ فی احادیث الحلیۃ ہے۔

اس کے علاوہ ابوالفرج ابن الجوزی نے صفوۃ الصفوۃ کے نام سے حلیۃ الاولیاء کا اختصار بھی کیا ہے جو چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

طبقات ابن حیان

(۱۳) طبقات الاصفہانیین: یہ ابوالشیخ ابن حیان کی تالیف ہے۔

طبقات فلکی

(۱۴) طبقات الرجال: یہ ابوالفضل علی بن حسین فلکی کی تالیف ہے جو ایک ہزار اجزاء پر مشتمل ہے۔

طبقات الشافعیہ: تاج الدین سبکی

(۱۵) طبقات الشافعیۃ: یہ قاضی القضاۃ ابوالنصر تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین علی بن عبدالکافی بن تمام الانصاری السبکی کی تالیف ہے۔

سبکی شافعی المذہب تھے۔ اور اس کے ساتھ متعدد جلیل القدر تالیفات کے مصنف بھی ہیں۔ سبکی کی وفات ۷۷۱ھ کو ہوئی۔

(۱۶) طبقات الحفاظ: ذہبی۔ ان کے علاوہ بہت ساری کتب طبقات ہیں۔

مشیخات: مشیخہ کی تعریف

ذخیرہ حدیث وعلوم حدیث کی کتابوں میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جو مشیخات کے نام سے معروف ہیں۔

مشیخات ان کتابوں کو کہتے ہیں جس میں مولف ان حضرات ومشائخ کا ذکر کرتا ہے

جن سے مصنف کی ملاقات ہوئی ہو اور ان سے علم حاصل کیا ہو۔ یا ان مشائخ سے ملاقات تو نہیں ہوئی البتہ انہوں نے اجازت حدیث دی ہو۔

ان مشیخات میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

مشیخہ یعقوب بن سفیان

(۱) مشیخہ : حافظ ابو یعلی الخلیلی۔

(۲) مشیخہ : ابو یوسف یعقوب بن سفیان بن موان الفسوی

''فسا'' فارس میں ایک شہر کا نام ہے جس کی نسبت سے یہ فسوی کہلاتے ہیں۔ یعقوب بن سفیان مشہور اور کثیر التصانیف محدث ہیں۔ ان کی تالیفات میں التاریخ الکبیر بھی شامل ہے۔

یعقوب بن سفیان کا یہ مشیخہ چھ اجزاء پر مشتمل ہے اور اس کی ترتیب میں شہروں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

مشیخہ: ابو طاہر سلفی

(۳) مشیخہ ابو الحسین بن مہدی۔

(۴) مشیخہ ابو طاہر احمد بن محمد سلفی اصفہانی۔

ابو طاہر سلفی نے اس مجموعے میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جن سے متعدد مختلف شہروں میں ملاقات ہوئی۔ اور سماع کا موقع ملا۔ یہ صرف مشائخ کا تذکرہ ہی نہیں بلکہ بہت سے قیمتی نکات اور فوائد کا مجموعہ بھی ہے۔ اس مجموعے کی ضخامت سو جزء سے اوپر ہی ہے۔

مشیخہ قاضی عیاض

(۵) مشیخہ قاضی عیاض: یہ قاضی عیاض یحصبی کا مشیخہ ہے۔ جس میں انہوں نے اپنے مشائخ میں سے سو اساتذہ کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی بعض روایات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

قاضی عیاض کی یہ کتاب۔ کتاب النعینۃ کے نام سے معروف ہے۔

(۶) اس کے علاوہ قاضی کا وہ مشیخہ بھی قابل ذکر ہے۔ جو انہوں نے اپنے شیخ ابو علی حسین

بن محمد الصدفی کے لیے سو اساتذہ کرام کے حالات کی صورت میں ترتیب دیا تھا۔

مشیخہ ابوالقاسم قزوینی

(۷) یہ قزوین کے رہنے والے فقیہ ابوالقاسم عبداللہ بن حیدر بن ابوالقاسم قزوینی کا مجموعہ ہے قزوینی ہمدان شہر میں سن ۵۸۲ھ کو فوت ہوئے تھے۔

میزان میں لکھا ہے:

''ابوالقاسم قزوینی نے اپنی ایک چہل حدیث بھی ترتیب دی تھی، اس کے علاوہ یہ بھی ذھن میں رہے کہ ابن الصلاح کے خیال میں ابوالقاسم متہم راوی ہیں۔''

مشیخہ: شہاب الدین سہروردی

(۸) یہ مشہور صوفی و شافعی فقیہ شہاب الدین سہروردی کا مشیخہ ہے۔

سہروردی کا پورا نام: شہاب الدین ابوحفص عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمرو یہ البکری السہروردی ہے۔

سہرورد، زنجان کے قریب ایک شہر کا نام ہے۔

سہروردی کی اس کے علاوہ تصوف میں بلند پایہ کتاب عوارف المعارف بھی مشہور کتاب ہے۔ سہروردی سن ۶۳۲ھ کو بغداد میں فوت ہوئے۔

مشیخہ ابن انجب

(۹) یہ تاج الدین علی بن انجب بن ساعی بغدادی کا مشیخہ ہے۔ جو ضخامت کے اعتبار سے بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔

ابن انجب کی وفات بغداد میں ۶۷۴ھ کو ہوئی۔

مشیخہ ابوالحسن مالکی

(۱۰) یہ ابوالحسن علم الدین محمد بن ابوعلی الحسین بن عتیق بن رشیق رابعی کا مشیخہ ہے۔ ابوالحسن مصر کے رہنے والے تھے۔ مالکی فقیہ تھے بلکہ یہ اپنے علاقے میں خود پھر ان کے والد اور پھر دادا مالکی فقہاء کے سرخیل اور شیخ تھے۔ ابوالحسن ۶۸۰ھ کو فوت ہوئے۔

مشیخہ حسن بن احمد

(۱۱) یہ ابوعلی حسن بن احمد بن عبداللہ بن نبا کا مشیخہ ہے۔حسن بن احمد حنبلی مذہب کے پیروکار تھے۔اس کے علاوہ بلند پایہ فقیہ اور قاری بھی،حسن بن احمد کی تالیفات کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب ہے۔ان کا انتقال سن ۴۷۱ھ کو ہوا تھا۔

مشیخہ ابن البخاری

(۱۲) یہ ابوالحسن علی بن احمد بن عبدالواحد کا مشیخہ ہے۔علی بن احمد ابن البخاری کے نام سے مشہور تھے۔

اس کے علاوہ یہ چونکہ بیت المقدس کے رہنے والے تھے اور مذہب حنبلی تھا اس لیے حنبلی اور مقدسی کی بھی نسبت ان کے ساتھ لگتی ہے۔

ابن البخاری کی وفات سن ۶۹۰ھ کو ہوئی۔

مشیخہ:سمان معتزلی

(۱۳) یہ ابوسعد اسماعیل بن علی بن حسین کا مشیخہ ہے۔

ابوسعد بصرہ کے رہنے والے تھے اور نظریہ معتزلی تھا اور ان کا عرف وشہرت سمان کے نام سے تھی،ابوسعد مشہور محدث تھے۔

ابوسعد کی اس کے علاوہ ایک معجم الموافقہ بین اہل البیت والصحابۃ اور مسلسلات کے نام سے بھی تالیفات ہیں۔

یہ چند ایک مشیخات کا تذکرہ ہے اس کے علاوہ مشیخات کے موضوع پر محدثین کی متعدد تالیفات ہیں۔

اصول حدیث کی کتابیں

حدیث اورعلوم حدیث پر لکھی جانے والی کتب کے ذخیرہ میں ایک اہم حصہ ان کتابوں کا بھی ہے جو علوم حدیث میں سے ایک خاص نوع یعنی اصول حدیث و مصطلح الحدیث کے مباحث پر مشتمل ہیں اور ان کے ساتھ روایات مع الاسانید ذکر کی گئی ہیں۔

جن میں سے چند ایک کا تذکرہ نمبروار ذیل میں دیا جارہا ہے۔

المحدث الفاصل: رام ہرمزی

(۱) المحدث الفاصل بین الراوی والواعی

اس کے مولف، قاضی ابومحمد حسن بن عبدالرحمٰن بن خلاد الرامہرمزی ہیں۔

ذہبی کہتے ہیں:

مجھے رام ہرمزی کی تاریخ وفات نہیں مل سکی۔ البتہ میرا گمان یہ ہے کہ وہ ۳۵۰ھ کے آس پاس تک زندہ تھے اور ابوالقاسم بن مندہ کا یہ کہنا ہے:

کہ رام ہرمزی ۳۶۰ھ کے قریب تک زندہ رہے اور ان کی زندگی کے یہ ایام رام ہرمز شہر میں ہی گزرے۔

گمان غالب یہ ہے کہ رام ہرمزی کی یہ کتاب علوم حدیث کی اولین کاوش ہے۔ اگر چہ اس سے قبل بھی فنون حدیث میں کچھ چیزیں ملتی تھیں لیکن جامع کام پہلا یہی ہے اگر چہ اس میں ہر ابتدائی اور اولیں کاوش کی طرح بھی استیعاب نہیں تاہم جامعیت و اولیت ضرور ہے۔

علوم حدیث: ابوعبداللہ حاکم

(۲) رام ہرمزی کی کتاب کے بعد دوسرا کام ابوعبداللہ حاکم کی کتاب ہے، لیکن حاکم اس کتاب کی ترتیب وتہذیب نہیں کر پائے تھے۔

اس کے بعد ابونعیم اصبہانی آگے بڑھے اور حاکم کی کتاب پر استخراج کے انداز سے کام کیا لیکن استیعاب اور تہذیب مکمل نہ ہونے کی وجہ سے بعد میں آنے والوں کے لیے کافی خلا چھوڑ گئے۔

علوم حدیث اور خطیب بغدادی

(۳) پھر ان کے بعد خطیب بغدادی میدان علم میں آئے۔ انہوں نے روایت کے اصول و قوانین کے بارے میں ایک کتاب لکھی جس کا نام الکفایۃ تھا۔ اور آداب روایت کے بارے میں ایک دوسری کتاب لکھی جس کا نام ''الجامع لآداب الشیخ والسامع'' ہے۔

خطیب کی یہ دونوں کتابیں اپنے فن میں اعلیٰ درجے کی کتابیں ہیں۔

خطیب کی وسعت علمی اور ذوق تالیف کا یہ عالم ہے کہ علم حدیث کا کوئی شعبہ اور فن ایسا نہیں جس میں انہوں نے مستقل کتاب تالیف نہ کی ہو۔ حافظ ابوبکر بن نقطہ کے بقول:

جو بھی انصاف سے کام لے گا اسے معلوم ہوگا کہ خطیب کے بعد آنے والے تمام محدثین خطیب کی کتابوں کے خوشہ چین ہیں اور وہ ان سے کسی طور بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

قاضی عیاض، مقدسی اور میانجی کی تالیفات

(۴) پھر ان کے بعد قاضی عیاض نے "الالماع الی معرفة اصول الروایات و تقیید السماع" کے نام سے علوم حدیث کے موضوع پر خامہ فرسائی کی۔

(۵) اسی طرح ابوحفص میانجی نے بھی اس موضوع پر ایک رسالہ تالیف کیا جس کا نام ''مالایسع المحدث جہلہ'' رکھا۔

ان کے بعد حافظ ابوجعفر عمر بن عبدالمجید المقدسی نے اس رسالے کی توضیح وتشریح کے لیے کتاب لکھی جس کا نام موضوع کے مناسب یہ تجویز کیا۔

''ایضاح مالایسع المحدث جہلہ''

یہ متقدمین اور ابتدائی دور کے حوالے سے اصول حدیث پر ہونے والے کام کا تذکرہ تھا باقی بعد کے دور میں جو ابن الصلاح سے شروع ہوتا ہے۔ اس کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

ضعفا و ثقات پر لکھی گئی کتابیں

علوم حدیث کی فہرست میں نمایاں نام اور تذکرہ ان کتابوں کا بھی ہے جن میں ضعیف مجروح اور ثقہ راویوں کا ان کے مرتبہ و مقام کے حوالے سے تذکرہ ہوتا ہے۔

بعض میں صرف ضعفاء ہیں اور بعض میں صرف ثقات جبکہ بعض میں دونوں چیزیں ساتھ ساتھ ہیں۔ ذیل میں ایسی چند اہم اور مشہور کتابوں کی فہرست پر نظر ڈالیے۔

(۱) کتاب الضعفاء ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری۔

(۲) کتاب الضعفاء ابوعبدالرحمٰن النسائی۔

(۳) کتاب الضعفاء ابوحاتم ابن حبان البستی، اس پر دارقطنی کے حواشی بھی ہیں۔

(۴) کتاب الضعفاء ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم بن سعید بن برقی زہری۔

یہ مشہور محدث ہیں۔ مصر کے رہنے والے تھے۔ زہری علاقہ ولاء کی نسبت ہے اور برقی کی نسبت برقہ کے علاقہ میں تجارت کی وجہ سے ہے۔

(۵) کتاب الضعفاء ابوبشر محمد بن احمد بن حماد الدولابی۔

(۶) کتاب الضعفاء ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد عقیلی (م ۳۲۲ھ) عقیلی بلند پایہ محدث تھے، حدیث کے علوم پر گہری دسترس تھی۔ ان کی یہ کتاب بڑی ضخامت میں ہے۔

کتاب الضعفاء: استراباذی

(۷) کتاب الضعفاء: ابونعیم عبدالملک بن محمد بن عدی بن زید جرجانی استرابازی استراباز ساریہ اور جرجان کے درمیان طبرستان کا ایک شہر ہے۔

ابونعیم مشہور محدث اور بلند پایہ امام تھے۔ ان کی وفات استراباز میں ہی سن ۳۲۳ھ کو ہوئی۔

ابونعیم کی یہ کتاب دس اجزاء پر مشتمل ہے۔

کتاب الضعفاء: ابوالفتح ازدی

(۸) یہ ابوالفتح محمد بن حسین بن محمد بن حسین بن عبداللہ بن یزید بن نعمان ازدی کی تالیف ہے۔ ازدی ازدشویہ کی نسبت سے کہلاتے ہیں۔ یہ بنیادی طور سے موصل کے رہنے والے تھے۔ بعد میں بغداد منتقل ہوگئے۔ یہ مشہور محدث ہیں۔

ان کی وفات ۳۷۴ھ کو ہوئی۔

ذہبی کہتے ہیں: یہ ضعفاء کے بارے میں بڑی تالیف ہے۔ ازدی جرح کے معاملے میں بڑے مضبوط ہیں۔

اس کتاب کے علاوہ علوم حدیث میں بھی ان کی ایک کتاب ہے۔ اور ایک دوسری کتاب صحابہ کے بارے میں ہے۔

الکامل فی الضعفاء: ابن عدی

(۹) یہ ابو احمد عبداللہ بن عدی بن عبداللہ بن محمد بن مبارک جرجانی کی تالیف ہے۔ ابن عدی بلند پایہ محدث اور علل رجال اور ضعفاء کی پہچان کے بارے میں مرجع کی حیثیت کے حامل ائمہ فن میں ایک نمایاں مقام کے حامل ہیں۔

ابن عدی سن ۳۶۵ھ کو فوت ہوئے۔ ابن عدی کی اس کتاب کا نام الکامل مشہور ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے ان تمام رواۃ کا تذکرہ کیا جن پر کسی درجے میں بھی کلام کیا گیا ہے۔ اگرچہ وہ صحیحین کے راوی ہوں اور ہر راوی کے تعارف میں وہ ایک یا اس سے زیادہ منکر اور غریب احادیث لاتے ہیں۔ الکامل کی ضخامت یہ ہے کہ اس کی بارہ جلدیں اور ساٹھ اجزاء ہیں اور فیروز آبادی کی القاموس کی شرح تاج العروس کی ابتداء میں اس کی آٹھ جلدوں کا تذکرہ ہے۔ اور ابن عدی کی یہ الکامل کتب جرح میں سب سے زیادہ جامع اور کامل کتاب ہے اور جرح میں اس پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ متاخرین و متقدمین سب ابن عدی کی بات پر اعتماد کرتے ہیں۔

الکامل پر ہونے والے علمی کام

ابن عدی کی الکامل کی احادیث کو ابن طاہر نے اکٹھا کر کے انہیں حروف تہجی پر ترتیب دیا ہے۔ اور ابن عدی کی الکامل پر ابو العباس احمد بن محمد بن مفرج اموی (علاقہ ولاء ہے) اندلسی اشبیلی نے ذیل لکھا ہے۔

ابو العباس ابن الرومیۃ کے نام سے معروف تھے۔ ان کی وفات ۶۳۷ھ کو ہوئی۔ ان کی کتاب ایک بڑی جلد پر مشتمل ہے۔ جس کا نام "الحافل فی تکملۃ الکامل" ہے۔

میزان الاعتدال: ذہبی

(۱۰) یہ حافظ شمس الدین ذہبی کی تالیف ہے جس کا نام میزان الاعتدال فی نقد الرجال" ہے یہ کتاب دو یا تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

ذہبی نے اس میں الکامل میں ابن عدی والا طرز ہی اپنایا ہے کہ ہر متکلم فیہ راوی کا ذکر کیا ہے بھلے وہ ثقہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور بعض رواۃ کے تعارف میں ایک یا ایک سے بڑھ

کہ ایک راوی کی غریب اور منکر احادیث بھی لاتے ہیں۔
ذہبی کے استیعاب کے باوجود ان سے کچھ رواۃ کا تذکرہ رہ بھی گیا ہے جن کو پھر زین الدین عراقی نے ایک جلد میں ذیل کے طور پر ذکر کیا ہے۔

لسان المیزان: ابن حجر

(۱۱) اس کے بعد حافظ ابن حجر نے لسان المیزان کے نام سے اس موضوع پر کام کیا جس میں میزان اور کچھ اضافی فوائد بھی شامل کر دیئے۔ ابن حجر کا یہ کام دو یا تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ پھر ابو زید عبدالرحمٰن بن ابو العلا ادریس بن محمد عراقی حسین فاسی (م ۱۲۳۴ھ) نے ایک ضخیم جلد میں لسان المیزان کا اختصار کیا ہے۔
اسی طرح حافظ برہان الدین حلبی نے ''الہمیان فی معیار المیزان'' کے نام سے میزان کا اختصار کیا۔
لیکن حافظ ابن حجر کے بقول: اس میں مولف نے دقت نظر سے کام نہیں لیا (یعنی مزیدار کام نہیں)۔

کتاب الثقات: ابن حبان

(۱۲) کتاب الثقاۃ یہ ابو حاتم بن حبان البستی کی تالیف ہے۔ اس کا نام تو کتاب الثقاۃ ہے۔ لیکن عملاً یہ صورت حال ہے کہ مصنف نے اس میں بہت بڑی تعداد ان مجہول رواۃ کی بھی ذکر کی ہے۔ جن کا صرف نام اور حالات ہی معروف ہیں۔
اس میں ابن حبان کا طرز یہ ہے کہ ہر وہ راوی جس کے بارے میں انہیں جرح کا ذکر نہیں ملتا وہ اسے ثقاۃ میں ذکر کر دیتے ہیں اگر چہ وہ راوی مجہول الحال ہی ہو۔
چنانچہ اس کتاب کے بارے میں اس پہلو سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ ابن حبان کا کسی راوی کو محض اس کتاب میں ذکر کرنا یہ توثیق کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔
ابن حبان نے خود ایک جگہ یوں فرمایا ہے:
''اور عادل راوی وہ ہے جس کے بارے میں جرح معروف نہ ہو کیونکہ جرح تعدیل کی ضد

ہے۔ چنانچہ جس کے بارے میں جرح معلوم نہیں وہ عادل ہی ہے جب تک کہ خلاف عدالت کوئی بات ظاہر نہ ہو۔"

چنانچہ عادل وغیر عادل فرق کرنے کا ان کے ہاں صرف اس پر جرح کا نہ ہونا ہی معیار ہے۔

بعض محدثین نے ان کے اس طرز کی موافقت جبکہ بعض دیگر نے مخالفت کی ہے۔ اس کے علاوہ ابن حبان نے یہ بھی کیا ہے کہ بہت سے حضرات کو پہلے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ پھر کتاب الضعفاء والمجروحین میں ان کا دوبارہ ذکر کرکے ان کا ضعف بھی واضح کیا ہے۔ چنانچہ ان کی طرف سے یہ اختلاف یا تو تناقض وغفلت پر محمول ہوگا، یا پھر اسے ان کی رائے کی تبدیلی کہا جائے گا۔ اس کے علاوہ حافظ نورالدین ہیثمی نے اپنے شیخ اور ساتھی زین الدین عراقی اور ان کے بیٹے ابوزرعہ کے مشورے سے کتاب الثقات کو ترتیب نو بھی دی تھی۔

کتاب الثقات: ابن قطلوبغا

اس کے علاوہ بھی ثقات پر متعدد کتابیں وجود میں آئی۔

شیخ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی کی بھی ایک کتاب الثقات ہے جس میں انہوں نے ان رواۃ کا تذکرہ کیا جو ثقہ راوی ہیں لیکن کتب ستہ میں ان کی روایات نہیں۔ ابن قطوبغا کی یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

تاریخ بخاری وابوخیثمہ

اسی طرح امام بخاری اور ابوخیثمہ کی تاریخیں ہیں اور یہ دونوں حضرات ثقات کو جمع کرنے والے اولین لوگوں میں سے ہیں۔ ان دونوں حضرات کی یہ تاریخیں جلیل القدر فوائد پر مشتمل ہیں۔

کتاب الجرح والتعدیل: ابوالحسن العجلی

اس طرح ابو حاتم ابن حبان البستی کی کتاب الجرح والتعدیل بھی اس فہرست میں شامل ہے۔ ان کے علاوہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ العجلی کی بھی کتاب الجرح والتعدیل ہے جس

کے متعلق صیرفی رجال علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

عجلی کی یہ کتاب بہت مفید ہے جس سے ان کی وسعت علم اور قوت حفظ کا اندازہ ہوتا ہے۔

ابن ابو حاتم الرازی

اسی طرح عبدالرحمٰن بن ابو حاتم الرازی نے بھی ثقات اور جرح وتعدیل کے موضوع پر کام کیا، ان کی یہ کتاب بڑی ضخامت میں ہے جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ مصنف نے اس میں امام بخاری کا انداز اپنایا ہے اور کام میں بہت عمدگی کا مظاہرہ کیا ہے۔

ابواسحاق الجوزجانی

اسی فہرست میں ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب بن اسحاق السعدی الجوزجانی کی بھی کتاب ہے۔ جوزجان خراسان میں بلخ کے نواح میں ایک بڑا علاقہ ہے۔ جوزجانی بعد میں دمشق منتقل ہو گئے۔

یہ خود بڑے محدث اور مصنف تھے البتہ ان پر ناصبیت کا الزام ہے۔ ان کی وفات سن ۲۵۹ھ کو ہوئی۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

جوزجانی کی کتابوں میں کتاب الضعفاء بھی ہے۔

کتب علل: علت کیا ہے؟

علوم حدیث کی کتابوں میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جنہیں کتب علل کا نام دیا جاتا ہے۔ علل سے مراد علل احادیث ہیں، یعنی احادیث کی علتیں۔

علل جمع ہے جس کا مفرد علۃ ہے۔ اور علۃ محدثین کی اصطلاح میں کسی حدیث و روایت میں کوئی ایسا خفیہ سبب اور خرابی ہے جو بادی النظر میں معلوم نہیں ہوتی البتہ ماہر محدث اس کو واضح کرتا ہے۔ عام نظر میں وہ روایت علت سے سالم ہی محسوس ہوتی ہے۔

محدثین نے اس موضوع پر مستقل تالیفات بھی کی ہیں جنہیں کتب علل کہتے ہیں ذیل میں اسی نوعیت کی چند کتابوں کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

(۱) کتاب العلل: امام بخاری

(۲) کتاب العلل: امام مسلم

(۳) کتاب العلل: امام ترمذی

شرح العلل: ابن رجب حنبلی

اس کی ابن رجب حنبلی نے شرح بھی لکھی ہے۔ ابن رجب حنبلی کا تعارف یہ ہے۔

نام: زین الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن احمد بن حسین بن محمد البغدادی: پہلے یہ بغداد کے باشندے تھے پھر دمشق منتقل ہو گئے اور دمشق میں ہی ۷۹۵ھ کو انتقال کیا۔ اس شرح کے علاوہ ابن رجب کی تالیفات میں شرح ترمذی، شرح بخاری (ایک حصہ) اور طبقات حنابلہ کا تذکرہ ملتا ہے۔

(۴) کتاب العلل: امام احمد بن حنبل

(۵) کتاب العلل: علی بن المدینی

(۶) کتاب العلل: ابوبکر الاثرم۔ انہوں نے اس کے ساتھ معرفۃ الرجال بھی رکھی ہے

(۷) کتاب العلل: ابوعلی نیشاپوری

(۸) کتاب العلل: ابن ابی حاتم، یہ ابواب کی ترتیب پر ایک ضخیم جلد میں ہے۔ حافظ ابن عبدالہادی نے اس کی شرح لکھنی شروع کی لیکن موت نے انہیں مہلت نہ دی چنانچہ وہ اس کے ایک تھوڑے سے حصے کی ہی شرح لکھ پائے جو ایک جلد پر پھیلی ہوئی ہے۔

(۹) کتاب العلل: ابوعبداللہ الحاکم

(۱۰) کتاب العلل: ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون بغدادی حنبلی جو خلال کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی یہ کتاب کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۱۱) کتاب العلل: ابویحییٰ زکریا بن یحییٰ ضبی ساجی جو بصرہ کے رہنے والے تھے۔ اور محدث بصرہ ان کا لقب تھا۔ ان کی وفات تقریباً نوے برس کی عمر میں سن ۳۰۷ھ کو ہوئی۔ ذہبی کہتے ہیں:

ان کی یہ کتاب علل کے بارے میں بڑی جلیل القدر کتاب ہے جس سے ان کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔

کتاب العلل: دار قطنی

(۱۲) یہ امام دار قطنی کی کتاب ہے اور علل کے موضوع پر جامع ترین کام ہے۔ اس کی ترتیب مسانید والی ہے۔ یہ بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ واضح رہے کہ یہ کتاب مصنف کی اپنی ترتیب دی ہوئی نہیں بلکہ اس کے جامع و مرتب ان کے شاگرد ابوبکر البرقانی ہیں۔

العلل: ابن الجوزی

(۱۳) کتاب العلل: ابن الجوزی، اس کا نام ''العلل المتناھیۃ فی الاحادیث الواھیۃ'' ہے یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے بہت سے مندرجات پر دیگر محدثین کی طرف سے نقد بھی کیا گیا ہے۔

الزہر المطلول: ابن حجر العسقلانی

(۱۴) اس کے علاوہ علل کے موضوع پر حافظ ابن حجر نے بھی ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام ''الزہر المطلول فی الخبر المعلول ہے۔''

موضوعات پر کتب حدیث

ذخیرہ احادیث میں ایک اہم موضوع اور عنوان موضوعات کا ہے۔ موضوع کا لفظی مطلب من گھڑت ہے یعنی وہ روایات جو حدیث نہیں بلکہ لوگوں کی طرف سے مختلف اغراض کے پیش نظر وہ باتیں گھڑ لی گئیں اور انہیں حدیث کے نام سے چلانے کی کوشش کی گئی۔ محدثین نے عام لوگوں کو بھی مطلع کرنے کی غرض سے چن چن کرنے ایسی روایات کو علیحدہ سے اکٹھا کر دیا ہے۔ جنہیں کتاب الموضوعات وغیرہ کے عنوان سے یاد کرتے ہیں۔

ذیل میں چند ایک موضوعات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

کتاب الموضوعات: جوزقی

(۱) کتاب الموضوعات من الاحادیث المرفوعات:

اس کا دوسرا نام کتاب الاباطیل بھی ہے۔ اس کے مولف ابوعبداللہ حسین بن ابراہیم بن حسین بن جعفر ہمدانی جوزقی ہیں۔

جوزقی جوزقان کی نسبت سے ہے اور جوزقان ہمدان کا ایک نواحی علاقہ ہے۔ جوزقی مشہور محدث ہیں۔ ان کی وفات ۵۴۳ھ کو ہوئی۔

ان کی اس کتاب کے متعلق ذہبی لکھتے ہیں:

جوزقی کی یہ کتاب موضوع اور واہیات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا اور اس سے فائدہ بھی اٹھایا۔ البتہ اس میں کچھ غلطیاں اور اوہام ہیں۔

جوزقی نے موضوع اور واہیات روایات کو ان کے مقابل صحیح احادیث کے ساتھ معارضہ دکھلا کر واضح کیا ہے۔

اور ذہبی کے علاوہ بعض دیگر محققین کا یہ کہنا ہے:

اس میں اکثر احادیث پر محض صحیح احادیث کے ظاہری معارضے اور ٹکراؤ کی بنا پر وضع کا حکم لگا دیا گیا ہے اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

ایسا کرنا درست طرز نہیں الا یہ کہ جمع و تطبیق ممکن ہی نہ رہے۔

کتاب الموضوعات: ابن الجوزی: نقد و تبصرہ

(۲) یہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی کی تالیف ہے جو تقریباً دو جلدوں پر مشتمل ہے بعض محققین نے چار جلدیں بتلائی ہیں۔ اس سے مراد شاید چھوٹی چار جلدیں ہوں کیونکہ بعض جگہ چار جلد کی بجائے چار اجزاء کا تذکرہ بھی ہے۔

ابن الجوزی سے اس کتاب میں بہت تساہل ہوا ہے، وہ ایسے کہ انہوں نے اس میں موضوعات کی فہرست میں ضعیف حسن بلکہ صحیح احادیث کو بھی شامل کر دیا ہے۔

اور وہ احادیث ایسی ہیں کہ جو ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم اور دیگر معتبر کتب حدیث میں موجود ہیں۔

بلکہ نوبت بایں جارسید کہ ایک حدیث صحیح مسلم اور ایک صحیح بخاری کی بھی اسی فہرست میں جوڑ دی ہے اور یہ بھی قابل تعجب بات ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب العلل المتناہیہ میں بہت

سی وہ احادیث ذکر کی ہیں جن کوانہوں نے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔اسی طرح اس کی بہت سی احادیث اس میں ذکر کی ہیں حالانکہ دونوں کتابوں کا موضوع علیحدہ علیحدہ ہے۔ اور یہ سیدھا سیدھا تناقض ہے۔

ابن الجوزی کی اس کتاب پر محدثین نے بہت تنقید کی ہے۔ حافظ ابن حجر کا کہنا ہے کہ ابن الجوزی نے جس قدر موضوعات اکٹھی کی ہیں اتنی ہی مقدار میں چھوڑ بھی دی ہیں۔

اور خود ابن الجوزی کا یہ حال ہے کہ اپنی وعظ ونصیحت کی تالیفات میں موضوعات اور ان کے قریب قریب احادیث لاتے چلے جاتے ہیں۔ (بس کمال تو خدا ہی کا حصہ ہے)

کتاب الموضوعات پر ہونے والے کام

ابن جوزی کی اس کتاب کی متعدد علماء نے تلخیص واختصار کیا ہے۔ جن کی فہرست یہ ہے۔

(۱) شیخ محمد بن السفارینی الحنبلی: یہ ایک جلد پر مشتمل ہے۔ جس کا نام "الدرر المصنوعات فی الاحادیث الموضوعات" ہے۔

سیوطی کا موضوعات پر کام

(۲) حافظ جلال الدین السیوطی۔ اس کا نام الآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ" ہے۔

(۳) اس کے علاوہ ابوالحسن علی بن احمد الحریشی الفاسی المالکی۔ نزیل مدینہ منورہ نے بھی اس کا اختصار اور تلخیص مرتب کی تھی۔

(۴) سیوطی کا اس پر ایک ذیل بھی ہے جو ایک دفتر پر مشتمل ہے جس کا نام "ذیل اللالی" ہے۔

(۵) اس کے علاوہ سیوطی کے ابن الجوزی پر تعقبات کی بھی ایک کتاب ہے جس کا نام "النکت البدیعات علی الموضوعات" ہے۔

(۶) پھر دوسری کتاب میں اس کا اختصار کر کے اس کو التعقبات علی الموضوعات کا نام دیا۔ سیوطی کی تعقب کردہ احادیث کی تعداد ان کے اپنے بیان کے مطابق تین سو سے کچھ اوپر ہے۔

تنزیہہ الشریعۃ: ابن عراق الکنانی

(۷) ان کے علاوہ ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی (م ۹۶۳ھ) نے ایک کتاب لکھی جس میں ابن جوزی اور سیوطی کی موضوعات کو جمع کیا تھا۔ ان کا یہ کام ان دونوں حضرات ہی کی ترتیب پر تھا۔ ابن عراقی نے یہ کتاب سلطان سلیمان خان کو ہدیہ کی تھی۔

اس کتاب کا نام: ''تنزیہہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعہ الموضوعۃ'' ہے۔

موضوعات کا موضوع بھی اچھا خاصا طویل الذیل ہے اور مصنفات کی تعداد بھی خاصی ہے۔ ذیل میں چند مزید کتب کا تذکرہ ہے۔

(۱) تذکرۃ الموضوعات:

اس کے مولف ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی ہیں۔

تذکرۃ الموضوعات: علامہ طاہر پٹنی

(۲) تذکرۃ الموضوعات: یہ علامہ طاہر پٹنی کی تالیف ہے۔

طاہر پٹنی اپنے زمانے کے رئیس المحدثین فی الہند ہیں۔ ان کا لقب جمال الدین اور نام محمد طاہر، نسبت صدیقی اور پٹنی ہے۔

پٹنہ ہندوستان کے صوبے گجرات کا ایک شہر ہے۔ ۹۸۶ھ کو علامہ پٹنی ناحق قتل ہونے کی وجہ سے شہادت کی موت نصیب ہوئی

رسالۃ الموضوعات: صاغانی

(۳) یہ رضی الدین ابن الفضائل حسن بن محمد بن حسن بن حیدر عدوی عمروی صاغانی کے دو رسالے ہیں۔

صاغان مرو میں ایک بستی کا نام ہے۔ صاغان اصل میں چاغان ہے لیکن عربی تلفظ میں اسے صاغان بنایا گیا ہے۔ صاغانی حنفی المذہب تھے اور لغت کے ماہر بلکہ اپنے زمانے میں لغت کے امام تھے۔ سن ۶۵۰ھ کو بغداد میں فوت ہوئے۔

لیکن ان کا جسد خاکی ان کی وصیت کے مطابق مکہ لے جا کر دفن کیا گیا۔ صاغانی نے اس رسالے میں موضوع احادیث کو اکٹھا کیا ہے لیکن بہت سی وہ احادیث بھی ڈال دی

ہیں جو موضوع کے درجے کو نہیں پہنچتی۔ اسی وجہ سے ابن الجوزی اور سفر السعادۃ والے
مجد لغوی جیسے محدثین کی طرح ان کا شمار بھی متشددین میں ہوتا ہے۔

الاحادیث الموضوعۃ: شمس الدین الشامی

(۴) کتاب: الجموعۃ فی بیان الاحادیث الموضوعۃ۔

یہ خاتمۃ المحدثین شمس الدین: ابوعبداللہ بن محمد بن یوسف بن علی بن یوسف شامی دمشقی صالحی کی تالیف ہے۔

جو بعد میں قاہرہ کے صحرائی علاقے برقوقیہ میں منتقل ہو گئے تھے۔

الفوائد المجموعۃ شوکانی

(۵) الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ:

یہ قاضی ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ شوکانی صنعانی کی تالیف ہے۔ جو یمن کے شہر صنعانی میں سکونت کی نسبت سے کہلاتے ہیں۔ شوکانی کا ہجرۃ میں سن ۱۲۵۵ھ کو انتقال ہوا۔

لیکن شوکانی نے اس کتاب میں بہت سی وہ احادیث بھی داخل کردی ہیں جو وضع کے درجے کو نہیں پہنچتی بلکہ متعدد صحیح اور حسن احادیث کو بھی متشددین متساھلین کی اتباع و تقلید میں اس میں داخل کر دیا ہے۔

اس بات کی طرف علامہ عبدالحیی لکھنوی نے ''ظفر الامانی'' میں توجہ دلائی ہے۔

لم یصح شیء فی ہذا الباب: عمر بن بدر الموصلی

(۶) ''المغنی عن الحفظ والکتاب بقولھم لم یصح شیٔ فی ہذا الالباب''

اتنے لمبے نام والی یہ کتاب مشہور محدث ضیاء الدین ابوحفص عمر بن بدر بن سعید موصلی حنفی (م ۶۲۳ھ) کی تالیف ہے۔

سخاوی فتح المغیث میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

اس کتاب میں ابن بدر بہت بہت سے مواخذات اور تنقیدات ہیں اگر چہ ہر باب اور موضوع میں متقدمین حضرات محدثین میں سے بعض لوگ ان کے ہم نوا بھی ہیں۔

اور جلال الدین سیوطی تدریب الراوی میں لکھتے ہیں:

عمرو بن بدر (جو کہ محدث نہیں تھے) انہوں نے محدثین کے اس جملے: ''لم یصح شیئ فی ہذا الباب'' کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے۔ ان کے بہت سے مندرجات قابل نقد ہیں۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں: بہت سی روایات کے متعلق متقدمین کی ایک جماعت بے اصل ہونے کا حکم لگاتی ہے حالانکہ معاملہ برعکس ہوتا ہے۔ بس ہر صاحب علم سے بڑھ کر صاحب علم موجود ہیں۔ اس کتاب کے علاوہ عمر بن بدر کی العقیدۃ الصحیحۃ فی الاحادیث الصریحۃ اور کتاب معرفۃ الوقوف علی الموقوف ہے جس میں ارباب موضوعات کی محض وہ روایات ذکر کی ہیں جن کا مرفوع (نبی علیہ السلام سے منقول) ہونا صحیح نہیں البتہ صحابہ وتابعین وغیرہ سے منقول ہونا درست ہے۔

الکشف الالٰہی: سندروسی

(۷) کتاب: ''الکشف الالٰہی عن شدید الضعف والموضوع والواہی''۔

یہ محمد بن محمد الحسینی الطرابلسی السندروسی کی تالیف ہے۔ سندروسی حنفی المذہب تھے۔ ۱۱۷۷ھ کو وفات پائی۔

اس کتاب میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے مصنف نے شدید الضعف بے اصل اور موضوع روایات کو اکٹھا کیا ہے۔

احادیث کو جمع کرنے میں حروف تہجی کی ترتیب ملحوظ رکھی ہے۔ ہر حرف کی تین فصلیں بنائی ہیں اور ان تین انواع میں سے ہر ایک نوع کی ایک فصل ہے۔

تذکرۃ الموضوعات: ملا علی قاری

موضوعات پر لکھی ہوئی کتابوں میں ابوالحسن علی بن محمد سلطان الہروی المعروف ملا علی قاری کی بھی دو کتابیں ہیں۔ جن میں ایک باریک جلد پر مشتمل ہے جس کا نام تذکرۃ الموضوعات ہے اور دوسرا مختصر سا رسالہ ہے جس کا نام ''المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع'' ہے۔ ملا علی قاری نے بعد میں مکہ مکرمہ کو اپنا مستقل وطن بنا لیا تھا۔ مذہب حنفی تھا۔ ملا علی قاری مکہ مکرمہ میں ہی

۱۰۱۴ھ کو فوت ہوئے۔ اور جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔ ملا علی قاری پر ان کتابوں میں کچھ مواخذات اور تحفظات بھی ہیں۔

الآ ثار المرفوعۃ: عبدالحی لکھنوی

اس کے علاوہ ماضی قریب کے ہندوستان کے جلیل القدر عالم ابوالحسنات محمد عبدالحی بن محمد عبدالحلیم لکھنوی کی بھی ''الآ ثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ'' کے نام سے موضوعات پر ایک کتاب ہے۔

علامہ لکھنوی ۱۲۶۴ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۳۰۴ھ کو وفات پائی۔

اللولو المرصوع: قاوقجی

اسی طرح ابوالمحاسن محمد بن خلیل القاوقجی نے بھی ''اللولو المرصوع فیما قیل لا اصل لہ او باصلہ الموضوع'' کے نام سے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی قاوقجی کی وجہ نسبت یہ ہے۔

قاووق بروزن فاروق ایک تاج کا نام ہے جسے ابتداء بادشاہ پہنا کرتے تھے بعد میں علما نے اسے پہننا شروع کیا پھر عوام نے لیکن اس کے بعد متروک ہوگیا۔ اس تاج کی نسبت سے انہیں اس لقب سے پکارا جاتا ہے۔

قاوقجی حسنی سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کی نسبتوں میں مَیتشی طرابلسی اور شامی بھی ہے۔

قاوقجی ۱۳۰۵ھ کو ایام حج کے دوران حج سے پہلے مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے۔

تحذیر المسلمین: محمد بشیر ظافر

اس کے علاوہ ابوعبداللہ محمد البشیر ظافر نے بھی۔

''تحذیر المسلمین من الاحادیث الموضوعۃ علی سید المرسلین۔''

کے نام سے موضوعات پر کتاب لکھی۔

بشیر ظافر مالکی مذہب کے پیرو تھے اور ازہر کے فارغ التحصیل علماء میں سے ہونے کی وجہ سے ازہری بھی کہلاتے تھے۔ سن ۱۳۲۵ھ کو مدینہ منورہ سے زیارت کے بعد مکہ کی طرف جاتے ہوئے رستے میں فوت ہوئے۔ انہوں نے اس کے علاوہ ''الیواقیت الثمینۃ فی اعیان مذہب عالم

المدنیۃ‘‘ کے نام سے دو جلدوں میں ایک کتاب لکھی جس میں مالکی مذہب کے علماء کے تراجم و تعارف اکٹھے کیے تھے۔

یہ چند کتب موضوعات پر لکھی ہوئی کتابوں میں سے نمونہ ازمشت خروارے ہیں؟ ورنہ اس موضوع پر لکھی ہوئی کتابیں بے شمار ہیں۔

غریب الحدیث کے موضوع پر کتابیں:

حدیث وعلوم حدیث کی کتابوں میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کا موضوع خاص طور سے غریب الحدیث ہے۔ غریب الحدیث وہ فن ہے جس میں حدیث کے اندر موجود مشکل اور اوپرے الفاظ کی لغوی تشریح کی جاتی ہے۔ ذیل میں ان کتابوں کی تعارف کے ساتھ مختصر فہرست پیش ہے۔

غریب الحدیث: ابوعبید قاسم بن سلام بغدادی

(۱) کتاب، غریب الحدیث والآثار: یہ مشہور محدث ولغوی ابوعبید قاسم بن سلام بغدادی کی کتاب ہے۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ غریب الحدیث/ لغات حدیث کے موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے۔ لیکن یہ بات کس حد تک درست ہے۔ علی الاطلاق نہیں کیونکہ صحیح تحقیق کے مطابق غریب الحدیث میں سب سے پہلی تصنیف نضر بن شمیل مازنی کی ہے۔

لیکن ابوعبید کی یہ کتاب اس موضوع میں نمونے اور مرجع کی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ یہ ان عمر بھر کا حاصل ہے۔ انہوں نے اپنی عمر اس میں لگا دی۔ خود ابوعبید سے منقول ہے کہ میں نے اپنی یہ کتاب چالیس سال میں مرتب کی ہے۔

ذیل غریب الحدیث: ابن قتیبہ الدینوری

(۲) ابوعبید کی اس کتاب پر المعارف اور عیون الاخبار وغیرہ کے مولف ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری النحوی (م ۲۷۶ھ) کا ایک ذیل بھی ہے۔ اور ذیل اصل کتاب سے مقدار میں بڑا ہے۔ اس میں ابن قتیبہ نے بہت سے اوہام کا بھی اضافہ کیا ہے اور ان پر اعتراض کے لیے علیحدہ سے اصلاح الغلط کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی

ہے۔

الدلائل: ابن حزم عوفی اندلسی

(۳) پھر ابن قتیبہ کے ذیل پر ابو محمد قاسم بن ثابت بن حزم عوفی نے ذیل لکھا۔
ابن حزم عوفی اندلس کے ایک شہر سرقسطہ کے رہنے والے تھے جس کی وجہ سے سرِقسطی اور اندلسی کہلاتے ہیں۔
ابن حزم عوفی محدث ہونے کے ساتھ ساتھ مالکی مذہب میں فقاہت کا درجہ بھی رکھتے تھے۔ یہ بڑے زاہد و عابد اور مستجاب الدعوات آدمی تھے۔ ابن حزم عوفی کی ایک یہ خصوصیت بھی ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ علم کی تحصیل کے لیے اسفار اور اساتذہ میں شریک رہے۔ یعنی دونوں کے اساتذہ ایک ہی تھے۔ ابن حزم سن ۳۰۲ھ کو فوت ہوئے۔ ان کی اس کتاب یا ذیل کا نام ''الدلائل فیما اغفلہ ابو عبید و ابن قتیبہ من غریب الحدیث'' ہے۔
جس کے متعلق ابوعلی قالی کہتے ہیں:
میرے علم کے مطابق اندلس کی سرزمین پر الدلائل جیسی کتاب منظر عام پر نہیں آئی۔
اس پر ابن الفرضی نے دوقدم آگے بڑھتے ہوئے کہا:
اگر وہ یوں کہتے کہ اندلس کیا مشرق میں بھی ایسا کام نہیں ہوا تو بھی بعید نہیں تھا۔ لیکن مصنف یہ جلیل القدر کتاب اپنی زندگی میں پوری نہ کر سکے۔ چنانچہ بعد میں ان کے والد ابوالقاسم ثابت بن حزم ابن عبدالرحمٰن بن مطرف السرقسطی نے (م ۳۱۴ھ) جو کہ مشہور محدث تھے۔ انہوں نے کتاب کو پورا کیا۔ (شاید یہ بھی علمی تاریخ کا طرفہ ہوگا کہ کوئی کتاب بیٹا شروع کرے اور باپ اس کا تکملہ اور تتمہ لکھے، واللہ اعلم)

غریب الحدیث: ابوسلمان خطابی

(۴) کتاب غریب الحدیث اس کے مولف ابوسلمان حمد خطابی بستی ہیں۔ یہ بھی قتبی کی کتاب پر ذیل ہے۔ جس میں ساتھ ساتھ اس کی غلطیوں پر تنبیہ بھی ہے۔ یہ چار کتابیں، لغات الحدیث کے فن میں امہات اور بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔ اس کے

بعد کی رائج غریب الحدیث کی کتابوں کے لیے ماخذ اور مرجع کی حیثیت انہیں کو حاصل ہے۔

غریب الحدیث: ابن حمدویہ

فن غریب الحدیث میں لکھی ہوئی کتاب کی فہرست میں مزید یہ کتابیں شامل ہیں۔

(۵) یہ ابوعمرو شمر بن حمدویہ (م ۲۵۶ھ) کی کتاب ہے۔

ابن حمدویہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ابوعبید کی کتاب کو بے شمار مرتبہ پڑھا۔ اسی طرح ابن قتیبہ کے معاصر اور ان کے بعد وفات پانے والے عالم ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق حربی کی کتاب کو بھی اسی طرح کھنگالا۔

ابن حمدویہ کی یہ کتاب بہت طویل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مصنف کسی ایک کلمے اور لفظ کے استشہاد اور معنی بتانے کے لیے پورے پورے متن اور اسناد ذکر کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مصنف کی جلالت علمی اور کتاب کے بہت سے فوائد پر مشتمل ہونے کے باوجود محض بے جا طوالت کی وجہ سے ان کی یہ کتاب متروک ہوگئی۔

النہایہ فی غریب الحدیث: ابن اثیر الجزری

(۸) یہ ابوالسعادات اثیر الدین یا مجد الدین المبارک بن محمد شیبانی جزری موصلی شافعی کی تالیف ہے جو ابن الاثیر کے نام سے معروف ہیں۔

ابن اثیر ۶۰۶ھ کو فوت ہوئے۔ ان کی یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ سیوطی اس کے متعلق کہتے ہیں:

ابن اثیر کی یہ کتاب غریب الحدیث کی کتابوں میں سے سب سے زیادہ جامع، بہترین، مشہور اور سابقہ کتابوں کی متبادل کتاب ہے۔

لیکن ابن اثیر سے اس میں بہت سی چیزیں رہ بھی گئی ہیں جس کے لیے صفی ارموی نے اس پر ذیل بھی لکھا ہے۔ لیکن یہ ذیل ہماری نظر سے نہیں گزرا۔

سیوطی کہتے ہیں۔ میں نے النہایہ کی متعدد فوائد کے ساتھ ساتھ بہترین تلخیص شروع کی ہے۔ اللہ تکمیل کرنے کی توفیق دے۔ اور سیوطی کی یہ تالیف وتلخیص پوری ہوگئی تھی

جو موجودہ نہایہ کے حواشی پر چھپی ہوئی ہے۔

مجمع الغرائب: عبدالغافر الفارسی

(۹) مجمع الغرائب: یہ عبدالغافر الفارسی کی تالیف ہے۔

الفائق فی غریب الحدیث: زمخشری

(۱۰) یہ ایک ضخیم یا دو متوسط جلدوں پر مشتمل کتاب ہے جو ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر بن محمد بن عمر زمخشری کی تالیف ہے۔

زمخشر خوارزم کا ایک بڑا گاؤں ہے۔ اس وجہ سے انہیں خوارزی بھی کہا جاتا ہے۔

زمخشری معتزلی فکر کے حامل اور جسمانی طور سے ایک ٹانگ سے معذور تھے۔ زمخشری متعدد کتابوں کے مولف ہیں جن میں سے ایک کشاف ہے۔ یہ زمخشری کی پہلی تالیف ہے۔ دوسری ربیع الابرار اور اساس البلاغہ ہیں۔

زمخشری عرفہ کی رات خوارزم کے ایک قصبے جرجانیہ میں فوت ہوئے۔ اس وقت وہ مکہ مکرمہ سے واپس آئے تھے۔ یہ ۵۳۸ھ کی بات ہے۔

کتاب الغریبین: ابوعبید العبدی

(۲) کتاب الغریبین: غریبین سے مراد غریب القرآن اور غریب الحدیث ہے۔ یہ ایک ضخیم جلد کی کتاب ہے۔ اور اس میں احادیث کی اسناد بھی مذکور ہیں۔ اس کے مولف ابوعبید احمد بن محمد بن محمد بن ابوعبید العبدی ہیں جو مودب کے لقب اور ہروی کی نسبت سے مشہور ہیں۔

ہروی کی نسبت خراسان کے ایک بڑے شہر ہراۃ کی وجہ سے ہے۔ ہرات میں بھی آگے مصنف اس کے نواحی گاؤں فاشان کے رہنے والے تھے جس کی وجہ سے فاشانی بھی کہلاتے ہیں۔ ابوعبید کی تاریخ وفات ۴۰۱ھ ہے۔

ابوعبید کے سلسلہ نسب کے متعلق جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے۔ تاریخی روایات کے مطابق یہی درست ہے جیسا کہ ابن خلکان نے بھی لکھا ہے۔ البتہ اس کتاب کے پشتے پر ان کا نام اس سے مختلف لکھا ہوا ہے اور وہ یوں ہے احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن۔ (واللہ سبحانہ

تعالیٰ اعلم)۔

کتاب المغیث : ابوموسیٰ مدینی

(۷) کتاب المغیث : یہ ایک جلد پر مشتمل ہے۔ جس کے مولف ابوموسیٰ مدینی ہیں۔ یہ کتاب مستقل تالیف نہیں بلکہ ابھی ابھی ذکر کردہ کتاب کتاب الغریبین کا تکملہ اور استدراک ہے۔ ابوموسیٰ مدینی کی یہ کتاب بہت مفید علمی کام ہے۔

مشارق الانوار : قاضی عیاض مالکی

(۱۱) کتاب "مشارق الانوار علی صحاح الآثار"، یہ ابوالفضل قاضی عیاض کی تالیف ہے۔ جس میں انہوں نے، ضبط الفاظ، اختلاف روایات، اور معنی کی وضاحت کو پیش نظر رکھا ہے لیکن اس کا دائرہ کار انہوں نے صرف موطا، اور صحیحین تک محدود رکھا ہے۔ قاضی عیاض کی یہ تالیف نہایت جلیل القدر اور اتنا بلند پایۂ کام ہے کہ اگر اسے موتیوں کے ساتھ تولا جائے، یا سونے کے پانی سے لکھا جائے تو بھی حق ادا نہیں ہوگا۔

مطالع الأنوار : ابن قرقول

مطالع الانوار علی صحیح الآثار: یہ حافظ ابواسحاق ابراہیم بن یوسف دہرانی حمزی کی تالیف ہے۔ جو ابن قرقول کے نام سے مشہور ہیں۔

ابن قرقول سنہ ۵۶۹ھ کو فاس میں فوت ہوئے۔ ابن قرقول قاضی عیاض کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ان کی یہ تالیف قاضی عیاض کی کتاب مشارق کے نہج اور اسلوب پر ہی مرتب کردہ ہے۔ جس میں انہوں نے دراصل چند اضافوں کے ساتھ ساتھ مشارق کی ہی تلخیص کی ہے۔ اس میں بھی مصنف نے اپنا دائرہ تحقیق انہی تین کتابوں (موطا صحیحین) تک محدود رکھا ہے۔

التقریب : قاضی ابوالثناء ابن خطیب

(۱۳) کتاب التقریب فی علم الغریب: یہ قاضی نورالدین ابوالثناء محمود بن احمد بن محمد ہمدانی کی تالیف ہے۔ جو اصل میں فیوم کے باشندے ہیں اور جائے ولادت کے اعتبار سے حموی ہیں۔ قاضی ابوالثناء فروعات میں شافعی المذہب تھے اور ابن خطیب جامع

الدہشتہ کے نام سے مشہور تھے۔

قاضی ابوالثناء کی وفات ۳۳۴ھ کو ہوئی۔ ان کی یہ کتاب بھی مشارق وغیرہ کی طرح موطا اور صحیحین کی لغات کے ساتھ خاص ہے۔ قاضی صاحب کی یہ کتاب ایک جلد پر مشتمل ہے۔

مجمع البحار: محمد طاہر پٹنی

کتاب: مجمع البحار فی لغۃ الاحادیث والآثار۔

یہ رئیس المحدثین فی الہند علامہ محمد طاہر صدیقی پٹنی ہندی کی تالیف ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ ان کی یہ کتاب نہایہ وغیرہ کا ہی انتخاب ہے۔

غریب الحدیث کی کتابوں کی یہ ایک نا تمام فہرست ہے جس میں زیادہ مشہور کتب سے اعتناء کیا گیا ہے، ویسے کتب غریب الحدیث کی تعداد خاصی زیادہ ہے۔

اختلاف الحدیث کے موضوع پر کتابیں

ذخیرہ حدیث وعلوم حدیث کی فہرست میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کا ایک خاص موضوع ہے۔ جسے آپ اختلاف الحدیث کہیں۔ یا تاویل مختلف الحدیث یا مشکل الحدیث کا عنوان دیں یا اسے احادیث میں باہم تعارض اور اس کے حل کے نام سے یاد کریں بات ایک ہی ہے۔ اس موضوع سے متعلق کتابوں کی فہرست درج ذیل ہے۔

اختلاف الحدیث: امام شافعی

(۱) اختلاف الحدیث: یہ امام شافعی کی تالیف ہے جس کے راوی ربیع ابن اسلیمان المراوی ہیں جنہوں نے خود امام شافعی سے اس کو روایت کیا ہے۔

امام شافعی کی یہ کتاب خاصی ضخامت کی ایک جلد میں ہے۔ علامہ سخاوی نے فتح المغیث میں اسے مستقل کتاب شمار کرنے کی بجائے کتاب الام کا ایک حصہ قرار دیا ہے۔ اور یہ کتاب الام کے ساتھ ہی طبع ہوتی ہے۔

اختلاف الحدیث: ابن قتیبہ

(۲) اس موضوع کی دوسری مشہور کتاب ابومحمد عبداللہ بن مسلم المعروف ابن قتیبہ کی تالیف

ہے۔اس میں انہوں نے بہت اچھی چیزیں اکٹھی کی ہیں اور کچھ اشیاء میں کوتاہی سے بھی کام لیا ہے۔

اختلاف الحدیث: ابو یحییٰ ساجی ابو جعفر طبری

(۳) اسی طرح ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ ساجی نے بھی اختلاف الحدیث کے عنوان پر کتاب تالیف کی ہے۔

(۴) ان کے علاوہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے بھی خامہ فرسائی کی ہے۔

مشکل الآثار: ابو جعفر الطحاوی

(۵) اسی فہرست میں ایک مشہور کام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی کا ہے جس کا نام ''مشکل الآثار ہے۔ یہ امام طحاوی کی جلیل القدر کتاب ہے۔لیکن یہ کتاب اپنے نفع اور جامعیت کے باوجود اختصار کی گنجائش رکھتی ہے اسی طرح اس میں ابھی مزید تہذیب وترتیب کی گنجائش بھی ہے۔

امالی اور مجلسی افادات کی کتابیں

ذخیرہ حدیث میں ان کتابوں کا تذکرہ بھی ملتا ہے جو کتب امالی کے نام سے معروف ہیں۔امالی جمع ہے املاء کی املاء کا مطلب ہے کسی کو کوئی چیز بول کر لکھانا۔ پرانے زمانے سے علماء خصوصاً محدثین کا یہ طرز تھا کہ وہ ہفتے کے ایک دن منگل یا جمعہ کو امالی کے کام کے لیے مخصوص کر لیتے تھے۔ اور ایسا کرنا مندوب ومستحب ہے۔اسی طرح اس عمل کا مسجد میں ہونا بھی مستحب ہے کیونکہ ان دونوں چیزوں کی فضیلت منصوص ہے۔ امالی کے جمع کرنے اور لکھنے کا طریقہ اور انداز یہ ہوتا تھا کہ املاء لکھنے والا صفحے کے شروع میں یہ عبارت لکھتا تھا۔

''یہ وہ مجلس ہے جس میں فلاں فلاں شیخ کے فلاں فلاں جگہ پر اس دن کے افادات قلمبند کیے جارہے ہیں۔''

پھر اس کے بعد املاء لکھوانے والے یعنی افادات والے شیخ اپنی اسناد سے احادیث اور آثار ذکر کرتے تھے پھر وہ اس میں سے مشکل الفاظ کی لغوی تحقیق ذکر کرتے اور اس کے بعد اس حدیث سے متعلقہ فوائد مع سند یا بدون سند ذکر کرتے تھے۔اس عمل میں استقصاء ضروری نہیں ہوتا

تھا بلکہ اس میں سہولت کے پیش نظر اختصار سے کام لیتے تھے۔ ابتدائی زمانے میں املاء کا یہ طریقہ بہت زیادہ رائج تھا۔ پھر رفتہ رفتہ حفاظ محدثین کے فوت ہونے اور لکھی ہوئی یادداشتوں اور کتابوں کی کثرت اور زیادہ رائج ہونے کی وجہ سے اس کا رواج کم ہوگیا۔

۸۷۲ھ کو علامہ سیوطی نے اس طریقے کو زندہ کرتے ہوئے مصر میں املاء وافادات کا یہ سلسلہ جاری کیا۔ اس سے قبل بیس سال تک حافظ ابن حجر کی وفات کے بعد سے یہ سلسلہ منقطع ہوگیا تھا۔ جیسا کہ خود سیوطی نے المزہر میں اس کی تصریح کی ہے۔

امالی کے طرز پر لکھی گئی کتابوں کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔ ذیل میں چند ایک بطور مثال ذکر کی جاتی ہیں۔

	کتاب	:	مصنف
(۱)	الامالی	:	ابوالقاسم ابن عساکر
(۲)	الامالی	:	ان کے بیٹے ابومحمد قاسم
(۳)	الامالی	:	ابوزکریا یحییٰ بن عبدالوہاب بن مندہ
(۴)	الامالی	:	ان کے دادا ابوعبداللہ بن اسحاق بن مندہ
(۵)	الامالی	:	ابوبکر الخطیب۔
(۶)	الامالی	:	ابوطاہر المخلص۔
(۷)	الامالی	:	ابومحمد حسن بن محمد الخلال یہ دس مجالس کی امالی ہیں۔
(۸)	الامالی	:	ابوعبداللہ الحاکم۔ اس کے علاوہ ان کی امالی العشیات کے نام سے بھی ایک کتاب ہے۔
(۹)	الامالی	:	عبدالغافر الفارسی۔
(۱۰)	الامالی	:	ابوالمواہب قاضی القضاۃ ابن صصری، واضح رہے کہ یہ اور ابوالقاسم ابن صصری دو علیحدہ علیحدہ شخص ہیں۔
(۱۱)	الامالی	:	ابوالفتح ابن ابی الفوارس۔
(۱۲)	الامالی	:	ابوحفص بن شاہین۔
(۱۳)	الامالی	:	ابوبکر احمد بن جعفر القطیعی۔

الامالی: ابن ناصر سلامی

(۱۴) الامالی: یہ ابوالفضل محمد بن ناصر بن محمد بن علی بن عمر سلامی (م ۵۵۰ھ) کی تالیف ہے۔ سلامی کی نسبت دارالسلام یعنی بغداد کی وجہ سے ہے۔

سلامی عراق کے مشہور محدث ہیں پہلے فقہی مذہب شافعی تھا۔ بعد میں حنبلی مذہب اختیار کرلیا محدثین کے ہاں ثقہ اور بلند پایہ محدث شمار ہوتے ہیں۔

الامالی الشارحۃ: ابوالقاسم القزوینی

(۱۵) یہ ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد بن عبدالکریم بن فضیل قزوینی رافعی (م ۶۲۳) کی امالی ہیں۔ ان کی یہ امالی سورۃ فاتحہ کے کلمات کی تعداد کے موافق تیس مجلسوں پر مشتمل ہیں۔

اس میں مولف نے تیس احادیث ان کی اسناد کے ساتھ املاء کروائی ہیں پھر ان پر کلام بھی کیا ہے اور کئی فصلوں میں ان کی شرح کی ہے۔ ان کی یہ کتاب الامالی الشارحۃ لمفردات الفاتحہ کے نام سے ایک جلد پر مشتمل ہے۔

الامالی: قاضی عبدالجبار معتزلی

(۱۶) یہ قاضی ابوالحسین عبدالجبار بن احمد بن عبدالجبار ہمدانی اسد آبادی کی تالیف ہے۔

قاضی عبدالجبار کو معتزلہ نے قاضی القضاۃ کا لقب دیا تھا۔ ان کے علاوہ وہ لوگ اس لقب کا کسی دوسرے پر اطلاق بھی نہیں کرتے۔

قاضی عبدالجبار فقہی مذہب کے اعتبار سے شافعی اور نظریاتی طور سے معتزلہ کے ہم نوا تھے۔ قاضی صاحب متعدد مقبول تصانیف کے مالک اور اصول میں خاص شہرت کے حامل ہیں ان کی وفات سن ۴۱۵ھ کو "رے" میں ہوئی اور اپنے گھر میں ہی دفن ہوئے۔

امالی: ابوبکر بغدادی

(۱۷) یہ ابوبکر محمد بن احمد بن عبدالباقی بن منصور بغدادی (م ۴۸۹ھ) کی تالیف ہے۔

بغدادی مشہور محدث اور صاحب تقوی بزرگ ہیں۔

امالی: رضی الدین حاکمی

(۱۸) اسی طرح ابوالحسن یا ابوالخیر رضی الدین احمد بن اسماعیل بن یوسف بن محمد بن عباس قزوینی حاکمی کی بھی امالی کے نام سے کتاب ہے۔ حاکمی شافعی المذہب عالم تھے۔ بغداد میں وعظ بھی کیا کرتے تھے ان کی وفات سن ۵۹۰ھ کو قزوین میں ہوئی۔

امالی: وراق

(۱۹) یہ ابوبکر محمد بن اسماعیل بن عباس الوراق بغدادی (م ۳۷۸ھ) کی تالیف ہے۔ جو کثیر التصانیف عالم ہیں۔

الامالی: ابوعبداللہ المحاملی

(۲۰) یہ ابوعبداللہ قاضی حسین بن اسماعیل بن محمد المحاملی (م ۳۳۰ھ) الضبی کی تالیف ہے۔ محاملی (میم پر زبر کے ساتھ) محامل کی طرف نسبت ہے جس کا مطلب کجاوے ہیں۔ محاملی بغداد کے رہنے والے تھے اور یہ بغداد میں حدیث میں شیخ کے درجے پر فائز تھے۔ محاملی کی یہ تالیف سولہ اجزاء پر مشتمل ہے جس میں بغداد اور اصبہان کے رہنے والے راویوں کی روایتوں کو خاص طور سے لیا گیا ہے۔

الامالی: ابن بشران

(۲۱) یہ ابوالقاسم عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن بشران کی تالیف ہے۔ ابن بشران بغداد کے رہنے والے اور مشہور واعظ تھے۔ حدیث کے حوالے سے ان کا لقب مسند عراق مشہور تھا۔

الامالی: ابوالقاسم الزجاجی

(۲۲) یہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن اسحاق الزجاجی کی تالیف ہے۔ زجاجی وہی جمل والے زجاجی ہیں۔ جن کی وفات سن ۳۳۹ھ کو طبریہ میں ہوئی اور ایک قول ۳۴۰ھ کا بھی ہے۔ بہر حال ان کی ایک ضخیم جلد میں متعدد امالی ہیں جس میں احادیث اسناد کے ساتھ ہیں۔ صاحب مزہر کہتے ہیں:

میرے علم کے مطابق اہل لغت کے طریقے سے املاء کروانے والے یہ آخری شخص ہیں۔

الامالی: زین الدین عراقی

(۲۳) یہ ابن الصلاح، ابوالفضل زین الدین والمحدثین عبدالرحمٰن بن حسین عراقی اثری کی تالیف ہے۔ عراقی بہت بڑے امام اور حافظ العصر کے لقب سے مشہور تھے۔ ان کی فن حدیث میں بڑی نادر اور مفید تالیفات ہیں۔ عراقی کی وفات سن ۸۰۶ھ کو ہوئی۔ ان کی یہ امالی چار سو سے کچھ اوپر مجالس کے افادات پر مشتمل ہے۔ عراقی کے شاگرد ابن حجر لکھتے ہیں:

علامہ عراقی نے ۹۶ھ کو املاء کے اس طریقہ کو زندہ کیا اور مجلس املاء منعقد کی۔ اس مجلس کے افادات میں سے اکثر حصہ ان کے اپنے حافظے کی بنیاد پر املاء ہوتا تھا۔ یہ افادات بڑے مرتب، نکھرے ہوئے اور نہایت گراں مایہ ہوتے تھے۔

عراقی کے بیٹے ابوزرعہ عراقی کی بھی امالی ہیں جو چھ سو مجالس کے افادات پر مشتمل ہیں۔ اسی طرح حافظ ابن الصلاح کی بھی امالی کے نام سے کتاب ہے۔

الامالی: ابن حجر

(۲۶) یہ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی المعروف ابن حجر کی تالیف ہے۔

ابن حجر کی نسبت آل حجر کی وجہ سے ہے۔ آل حجر ایک قوم ہے جو جرید کے علاقوں میں سے جنوب اخذ میں رہائش پذیر ہوئے تھے۔ ان کی سرزمین قابس ہے۔ ابن حجر اصل کے اعتبار کنانی اور عسقلان کے باشندے ہیں۔ لیکن یہ خود مصر میں ہی پیدا ہوئے وہیں پلے بڑھے وہیں گھر بنایا اور پھر آخر میں وفات بھی وہیں ہوئی۔

ابن حجر کا فقہی مذہب شافعی تھا۔ ابن حجر مشہور محدث بلکہ مصر اور اس کے قریبی علاقوں میں حفاظ اور محدثین کے سرخیل اور امام تھے۔ حدیث میں وسعت نظر کی وجہ سے انہیں بیہقی ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ سن ۸۵۲ھ کو فوت ہوئے اور قرافہ صغریٰ کے محلے میں دفن

ہوئے۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔ابن حجر پرفن حدیث ختم ہے۔ایک دوسرے عالم فرماتے ہیں: دنیا بھر میں حدیث کے حوالے سے ابن حجر مرجع کی حیثیت رکھتے تھے۔ان کے زمانے میں ان کے علاوہ دوسرا کوئی محدث نہیں تھا۔ابن حجر کے قلم سے بے شمار تالیفات وجود میں آئیں اور ایک ہزار سے زیادہ مجالس میں انہوں نے علمی افادات، املاء کروائے۔

ابن حجر کی دیگر امالی

اس کے علاوہ ابن حجر کی امالی الاذکار اور الامالی المخرجۃ علی مختصر ابن الحاجب الاصولی کے نام سے بھی کئی جلدوں پر مشتمل امالی ہیں جس میں وہ حدیث کے تمام طرق کو اسانید کے ساتھ ذکر کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

الامالی: حافظ سخاوی

(۳۰) یہ مشہور محدث علامہ سخاوی کی تالیف ہے۔سخاوی خود فتح المغیث میں کہتے ہیں: ''میں نے مکہ میں املاء کروائی۔ پھر قاہرہ کے متعدد مقامات پر چنانچہ اب تک ہونے والی مجالس کی تعداد تقریباً چھ سو ہے اور اعمال کا دارومدار نیت پر ہے''۔

الامالی: حافظ سیوطی

(۳۱) یہ علامہ سیوطی کی امالی ہیں جیسا کہ انہوں نے تدریب الراوی میں تذکرہ کیا ہے کہ پہلے اسی مجالس تھیں پھر پچاس دیگر بھی ہوئیں۔(اس طرح یہ ۱۳۰ مجالس ہوگئی)۔
اس کے علاوہ امام غزالی کی تالیف: ''الدرۃ الفاخرۃ فی کشف علوم الآخرۃ'' پر بھی علامہ سیوطی کی امالی ہیں۔

امالی: ابن قطلو بغا

(۳۲) یہ جلیل القدر فقیہ اور محدث زین الدین قاسم بن قطلو بغا حنفی کی امالی ہیں جو مسانید ابی حنیفہؒ پر ہیں۔ یہ چند امالی کا تذکرہ ہے ورنہ امالی کی کتابیں بے شمار ہیں۔

بڑوں کا چھوٹوں سے روایات لینا

عام طور سے معمول اور دستور تو یہی ہے کہ استاد شاگرد سے عمر میں بڑا ہوتا ہے لیکن کبھی اس کے برعکس بھی صورتحال پیش آ جاتی ہے کہ استاذ چھوٹا ہو اور شاگرد بڑا ہو۔ حدیث کے باب میں ایسی صورت کو روایۃ الاکابر عن الاصاغر (یعنی بڑوں کی چھوٹوں سے حاصل کردہ روایات) اور روایۃ الآباء عن الابناء سے یاد کرتے ہیں۔ محدثین نے فن حدیث میں دقیقہ سنجی کا ثبوت دیتے ہوئے اس موضوع پر بھی مستقل تالیفات چھوڑی ہیں۔

واضح رہے کہ روایۃ الاکابر عن الاصاغر خود ابتداء حضور اکرم ﷺ کے عمل سے ثابت ہے کیونکہ آپ نے اپنے صحابی حضرت تمیم داری سے جساسہ کا قصہ سنا اور پھر صحابہ کو سنایا۔ اور جساسہ کے قصے سے مراد وہ قصہ ہے جو حضرت تمیم داریؓ نے آپؐ کو اپنے ایک بحری سفر سے واپسی پر سنایا تھا۔ جس میں ان کی دجال اور اس کے خبر رساں سے ملاقات ہوئی۔ اس خبر رساں کا نام یا لقب جساسہ تھا۔ واضح رہے کہ حضرت تمیم داری کا دجال کو دیکھنا عالم مثال سے تعلق رکھتا ہے۔ (واللہ اعلم)

اس موضوع پر مرتب کی گئی تالیفات میں سے چند ایک یہ ہیں۔

ابو یعقوب بغدادی:

(۱) کتاب مارواہ الکبار عن الصغار والآباء عن الابناء۔

یہ محدث ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن یونس المنجنیقی البغدادی کی تالیف ہے جو وراق کے لقب سے معروف ہیں۔ یہ بنیادی طور سے اگرچہ بغداد کے رہنے والے تھے لیکن بعد میں مصر منتقل ہو گئے۔ حدیث کے باب میں مستند و معتمد محدث ہیں۔ ان کی وفات سن ۳۰۴ھ کو ہوئی۔

خطیب بغدادی

(۲) کتاب: ''روایۃ الصحابۃ عن التابعین'' اور ''کتاب روایۃ الآباء عن الابناء'' یہ دونوں خطیب بغدادی کی تالیف ہیں۔

ابونصر وائلی

(۴) کتاب روایۃ الابناء عن آباء ھم۔

یہ ابونصر عبید اللہ بن سعید سجزی وائلی کی تالیف ہے جس پر بقول ابن کثیر بعد میں بعض متاخرین نے بہت سی اہم اور قیمتی چیزوں کا اضافہ بھی کیا ہے۔

ابن شاہین اور ابن ابی خیثمہ

(۵) کتاب من روی عن ابیہ من الصحابۃ والتابعین

یہ ابوحفص بن شاہین کی تالیف ہے۔

اسی طرح ابن ابی خیثمہ کا ''جزء من روی عن ابیہ عن جدہ'' کے نام سے ایک رسالہ ہے جس میں انہوں نے ان راویوں کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے اپنے باپ اور انہوں نے دادا سے روایات لی ہوں۔ یعنی وہ روایت جس میں نسلاً بعد نسل محدث ہوں۔

کتاب الوشی العلم: علائی

(۶) اس طرح اسی موضوع (یعنی باپ دادا کی مرویات) پر ایک کتاب ہے جس کا نام کتاب الوشیی العلم فی من روی عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہے۔

اس کے مولف صلاح الدین ابوسعید خلیل بن کیکلدی علائی ہیں۔ علائی محدث ہیں۔ علائی کی یہ تالیف اس موضوع پر لکھی گئی سب سے جامع کتاب ہے۔ یہ کتاب ایک بڑی ضخیم جلد پر مشتمل ہے۔ مصنف نے کتاب کو کئی حصوں میں تقسیم کیا ہر صاحب تعارف کے تذکرہ میں اس کی مروی روایات ذکر کی ہیں۔ ابن حجر نے ان کی اس کتاب کی تلخیص بھی کی ہے۔ جس میں بہت سے تراجم کا اضافہ بھی کیا ہے۔

آداب وقوانین روایت

ذخیرہ احادیث میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کا موضوع حدیث کی روایت اور تحصیل میں ملحوظ رکھے جانے والے آداب اور قوانین ہیں کہ کن کن آداب اور اصولوں کی روایت حدیث میں ضرورت ہے۔ اس موضوع پر درج ذیل کتابیں مشہور ہیں۔

کتب آداب

(۱) کتاب الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع۔
یہ خطیب بغدادی کی تالیف ہے۔

(۲) دوسری کتاب ''الکفایة فی معرفة اصول علم الروایة ہے۔ یہ بھی خطیب بغدادی کی ہی تالیف ہے۔

(۳) تیسری ''کتاب ادب املاء الحدیث'' ہے جس کے مولف ابوسعد بن سمعانی ہیں۔

سنن الحدیث: ابوالفضل ہمدانی

(۴) اور چوتھی کتاب ''سنن الحدیث'' ہے۔ جس کے مولف ابوالفضل صالح بن احمد بن محمد بن احمد تمیمی ہمدانی ہیں۔ جن کا حدیث میں بلند مقام تھا اور نہایت صالح بزرگ تھے۔ شعبان ۳۸۴ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ کی قبر مبارک کے قریب دعا قبول ہوتی ہے۔

عوالی محدثین پر کتابیں

ذخیرہ احادیث میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کا موضوع بعض محدثین کی عوالی کو جمع کرنا ہے۔

عوالی جمع ہے، عالیہ کی، اور محدثین کی اصطلاح میں اس سے مراد وہ روایات ہیں جن کی سند اور طریق میں کم سے کم واسطے اور راوی ہوں یعنی عالی سند۔ ایسی کتابیں بھی تعداد میں اچھی خاصی ہیں جیسے۔

(۱) عوالی اعمش: جس کے مولف ابوالحجاج یوسف بن خلیل دمشقی ہیں۔

(۲) عوالی عبدالرزاق: یہ ضیاء محمد بن عبدالواحد المقدسی کی تالیف ہے جو چھ اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۳) عوالی سفیان بن عیینہ: یہ ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ کی تالیف ہے۔

(۴) عوالی مالک: ابوعبداللہ حاکم (صاحب مستدرک)

عوالی مالک: سلیم رازی

(۵) عوالی مالک:

یہ ابوالفتح سلیم بن ایوب بن سلیم رازی کی تالیف ہے۔ سلیم رازی رے شہر کی نسبت سے رازی کہلاتے ہیں۔

رازی شافعی مذہب میں ماہر اور فقیہہ کے درجے پر فائز تھے۔ ۴۴۷ھ کو انتقال کیا۔ سلیم رازی کی اس کے علاوہ کتاب الترغیب اور کتاب غریب الحدیث وغیرہ بھی ہیں اور ان کے ساتھ سلیم رازی کی احادیث سباعیہ بھی ہیں۔

(۶) عوالی لیث بن سعد۔ مولف: ابوالعدل قاسم بن قطلو بغا حنفی۔

(۷) عوالی البخاری : مولف: تقی الدین ابن تیمیہ الحرانی۔

(۸) عوالی ابی الشیخ ابن حبان۔

(۹) عوالی الرشید ابی الحسین یحیٰی بن علی العطار۔

عوالی طبری

(۱۰) عوالی ابوالمحاسن عبدالواحد بن اسماعیل رویانی طبری، جو شافعی مذہب کے پیرو تھے۔

طبری بہت سی شہرہ آفاق کتابوں کے مصنف ہیں۔

انہی کا یہ کہنا تھا کہ اگر امام شافعی کی ساری کتابیں خدانخواستہ نذر آتش ہو جائیں تو میں ان کو اپنے حافظے کی بنیاد پر لفظ بلفظ دوبارہ لکھوا سکتا ہوں۔ طبری سن ۵۰۱ یا ۵۰۲ ہجری کو شہید ہوئے۔

عوالی: ابومحمد قرطبی

(۱۱) عوالی ابومحمد عبدالرحمان بن ابوعبداللہ محمد بن عتاب الجزامی۔ ابوعبداللہ مفتی قرطبہ کے نام سے معروف تھے۔ یہ کتاب ان کے بیٹے ابومحمد کی عوالی ہیں۔ ابومحمد اندلس کے رہنے والے اور مالکی مذہب کے پیرو تھے۔

ان کی وفات ۵۲۰ھ کو ہوئی اور ان کے والد ابوعبداللہ کی وفات کا سن ۴۶۲ھ ہے۔

عوالی: ابن سکرہ

(۱۲) یہ ابوعلی حسین بن محمد بن فیرہ بن حیون الصدفی کی عوالی ہیں۔ صدفی ابن سکرہ کے نام سے معروف تھے۔

ان کی نسبتوں میں سرقسطی اور اندلسی بھی ہیں۔ ابن سکرہ بہت ذہین اور بلند پایہ عالم تھے۔ انہوں نے سن ۵۱۴ھ کو اندلس کی سرحد پر جام شہادت نوش کیا۔

عوالی: نجار وابن طولون

(۱۳) عوالی: محب الدین ابوعبداللہ محمد بن محمود نجار بغدادی جو مشہور محدث ہیں۔

(۱۴) الدرر الغوالی فی الا حادیث العوالی:

اس کے مولف شمس الدین محمد بن طولون شامی ہیں۔ (ان کی تاریخ وفات آگے آ رہی ہے) ان کی یہ عوالی دس احادیث پر مشتمل ہے۔

ان کتابوں کے علاوہ بھی ذخیرہ احادیث میں عوالی کے موضوع پر متعدد کتابیں ہیں نمونے کے لیے انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

کتب تصوف وطریقت

ذخیرہ احادیث میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جو بنیادی طور سے تصنیفات تو فن تصوف اور طریقت کی ہیں لیکن ان میں احادیث کو کتب حدیث کی طرح اسناد کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جیسے

(۱) کتاب ادب النفوس : مصنف: ابوبکر الآجری

(۲) کتاب المجالسۃ : مصنف: ابوبکر الدینوری

(۳) ادب الصحبہ : مصنف: ابوعبدالرحمٰن سلمی (ان کا تعارف وتذکرہ پیچھے گزر چکا ہے)۔

(۴) سنن الصوفیہ : مصنف: ابوعبدالرحمٰن سلمی

(۵) تاریخ اہل الصفہ : مصنف: ابوعبدالرحمٰن سلمی

(۶) کتاب الاولیاء : مصنف: ابن ابی الدنیا

(۷) کرامات الاولیاء : مصنف: ابومحمد حسن بن ابو طالب الخلال بغدادی۔ یہ وہ محدث ہیں جنہوں نے ابوسعید بن اعرابی کی کتاب المسند علی الصحیحین کی تخریج بھی کی ہے۔

کتاب الجلیس: ابوالفرج نہروانی

(۸) کتاب الجلیس الصالح الکافی والانیس الناصح الشافی، اس کا دوسرا نام کتاب الجلیس والانیس بھی ہے۔ اس کے مولف ابوالفرج معافی بن زکریا نہروانی ہیں جن کی وفات ۳۹۰ھ کو ہوئی۔ اس کتاب میں وہ احادیث کو اسناد کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

ریاضۃ النفس: حکیم ترمذی

(۹) ریاضۃ النفس: اس کے مولف حکیم ترمذی ہیں۔
حکیم ترمذی مشہور محدث زاہد و عابد اور واعظ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سی کتابوں کے مولف بھی ہیں جن میں سے ایک کتاب ''ختم الاولیاء'' بھی ہے جس کا تذکرہ شیخ ابن عربی نے اپنی کتاب ''عنقاء مغرب فی معرفۃ ختم الاولیاء وشمس المغرب'' میں کیا ہے۔

رسالۃ قشیریہ: ابوالقاسم قشیری

(۱۰) الرسالۃ القشیریۃ: یہ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری کی تالیف ہے۔
علامہ قشیری استاذ کے لقب سے معروف تھے۔ شافعی مذہب کے پیرو تھے۔ ان کی وفات ۴۶۵ھ کو ہوئی۔
رسالۃ قشیریہ کے ہی بارے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ جس گھر میں ہو ان کو کوئی آفت نہ پہنچے گی۔
رسالہ قشیریہ اور اس کے مولف کے بارے میں بہت سے محققین نے بڑے بلند کلمات کہے ہیں۔

عوارف المعارف

(۱۱) عوارف المعارف: اس کے مولف شہاب الدین ابو حفظ عمر سہروردی ہیں۔ یہ بھی بنیادی طور سے تصوف کی انتہائی اہم اور ضروری کتاب ہے البتہ احادیث ذکر کرنے میں اہتمام برتا گیا ہے۔

الفتوحات المکیۃ

(۱۴) الفتوحات المکیۃ: یہ شیخ اکبر شیخ محی الدین ابن عربی حاتمی طائی کی تالیف ہے۔

یہ چند کتب تصوف کا تذکرہ ہے جن کا اکثر حصہ احادیث پر مشتمل ہے جن میں سے تمام کی تمام احادیث بالا سناد ہیں یا بعض مع الاسناد ہیں:

البتہ کچھ احادیث تبعاً اور ضمناً ایسی بھی ہیں جو بلا سند ہیں۔ ایسی روایات متاخرین کی کتابوں میں ہیں جو سند سے زیادہ سروکار نہیں رکھتے بلکہ محض حدیث کے کسی درجے میں مشہور اور معروف ہونے پر اکتفاء کر لیتے ہیں۔

بحر الاسانید: ابو محمد سمرقندی

اور کتب اسانید کی تعداد بھی بے شمار ہے۔ گننے میں نہیں آ سکتی۔ اس موضوع پر سب سے بڑی اور جامع کتاب، بحر الاسانید ہے جس کے مولف ابو محمد حسن بن احمد بن محمد بن قاسم بن جعفر سمرقندی ہیں۔ یہ بہت زیادہ کثیر الاسفار محدث اور امام ہیں۔ ۴۹۱ھ کو وفات پائی۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں: اس کتاب میں انہوں نے ایک لاکھ احادیث اکٹھی کر دی ہیں۔ اس کی اگر ترتیب وتہذیب ہو جائے تو اسلامی تاریخ کا ایک عدیم النظیر کام ہوگا۔ یہ آٹھ سو اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد یہاں ہم جتنی کتب حدیث ذکر کریں گے ان میں سے اکثر اسناد سے خالی ہیں۔

کتب اطراف حدیث

بعض وہ کتابیں ہیں جو کتب اطراف کے نام سے معروف ہیں۔ کتب اطراف سے مراد وہ کتابیں ہیں جن میں کسی حدیث کا ایسا حصہ اور ٹکڑا ذکر کیا جاتا ہے جس سے باقی حدیث تک رسائی ہو جاتی ہے۔ اس میں اس کی اسناد کو بھی جمع کیا جاتا ہے پھر اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں یا تو استیعاب کے طریقے سے یا پھر مخصوص کتابوں کے اندر رہتے ہوئے۔

اطراف صحیحین

جیسے اطراف صحیحین، جس کے مولف ابو مسعود ابراہیم بن محمد بن عبید الدمشقی ہیں جو مشہور محدث ہیں۔ ۴۰۱ھ میں انتقال کیا۔

• اسی طرح ابو محمد خلف بن محمد بن علی بن حمدون واسطی کی بھی اطراف صحیحین ہے۔ مذکورہ دونوں حضرات ایک ہی سال فوت ہوئے۔

واسطی کی یہ تالیف ترتیب اور طریقے کے اعتبار سے بہت اچھی ہے اس میں غلطیاں اور اوہام بھی بہت کم ہیں۔ یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ البتہ تین میں بھی مل جاتی ہے۔

اطراف کتب خمسہ

کتب خمسہ سے مراد بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی ہیں یہ کتاب ابو العباس احمد بن ثابت بن محمد الطرقی کی تالیف ہے۔ طرقی طا کے فتح اور را کے سکون کے ساتھ اصبہان کے علاقے میں ایک بستی کا نام ہے جس کی نسبت سے یہ طرقی کہلاتے ہیں۔

طرقی کا تعلق قبیلہ ازد سے ہونے کی وجہ سے انہیں ازدی بھی کہا جاتا ہے۔ مشہور محدث ہیں یاقوت حموی نے معجم میں ان کا تذکرہ کیا ہے لیکن وفات کا ذکر نہیں کیا۔

اطراف ستہ: مقدسی

کتب ستہ سے مراد چھ کتابیں ہیں یعنی پانچ تو وہی پچھلی اور چھٹی ابن ماجہ، یہ ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی کی تالیف ہے۔

لیکن اس میں کئی جگہوں پر مصنف سے فحش غلطیاں ہوئی ہیں۔

اطراف ستہ: مزی

مقدسی کے علاوہ حافظ جمال الدین ابو الحجاج یوسف بن عبد الرحمٰن مزی (میم کے نیچے زیر اور زا مشدد) نے بھی کتب ستہ کے اطراف پر کتاب لکھی ہے۔

مزی کی نسبت دمشق کے ایک گاؤں مزہ کی وجہ سے ہے۔ مزی کی پیدائش حلب میں ہوئی لیکن بعد میں دمشق کو اپنا مستقر بنالیا۔ سن ۷۴۲ھ کو دمشق کے مشہور ادارے ''دار الحدیث الاشرفیہ'' میں وفات پائی اور صوفیا کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ مزی کی اس تالیف میں بھی متعدد اوہام اور غلطیاں ہیں جن کو ابو زرعہ عراقی نے یکجا کیا ہے۔

مزی کی اس کتاب کا علامہ ذہبی نے ایک اختصار بھی لکھا ہے۔ اسی طرح ابو المحاسن حافظ شمس الدین محمد بن علی بن حسن بن حمزہ حسینی دمشقی (م ۷۶۵ھ) نے بھی کتب ستہ کے اطراف

پر کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام: ''الکشاف فی معرفۃ الاطراف'' ہے۔

الاشراف: ابن عساکر

الاشراف علی معرفۃ الاطراف، جو سنن اربعہ (یعنی ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) کے اطراف پر مشتمل ہے۔ یہ تین جلدوں کی کتاب ہے جس کے مولف ابوالقاسم بن عساکر ہیں۔ اس کے بارے میں یہ ملتا ہے کہ مصنف نے اولاً حروف تہجی کی ترتیب پر سنن ثلاثہ کے اطراف لکھے پھر انہیں مقدسی کے اطراف ستہ ملے۔ انہوں نے ابن ماجہ کا اضافہ کیا تھا۔ اس کو دیکھا اور پرکھا تو اس میں بہت سی کمیاں نظر آئیں تو اس کمی کو پورا کرنے کیلئے مصنف نے تین کتابوں کے ساتھ ساتھ چوتھی کتاب یعنی سنن ابن ماجہ کے بھی اطراف کا اضافہ کر دیا تاکہ یہ کام ناقص اور ادھورا نہ رہ جائے اور صحیحین کے اطراف پر چونکہ پہلے سے پورا کام ہو چکا تھا اس لیے اس کو نہیں لیا۔

الاشراف علی الاطراف: ابن ملقن

الاشراف علی الاطراف: اس کے مولف سراج الدین ابوحفص علی بن نورالدین ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن عبداللہ انصاری ہیں۔ جو پہلے اندلس کے رہنے والے تھے پھر مصر آئے اور قاہرہ میں آ کر مصری اور قاہری کہلائے۔

ان کی شہرت ابن الملقن کے لقب سے ہے۔ فقہی مذہب شافعی تھا۔ شرح قاموس میں ملقن کا ضبط ق کے نیچے زیر کے ساتھ محدث کے وزن پر ہے۔

ابن ملقن مشہور محدث ہیں۔ سن ۸۰۴ھ کو قاہرہ میں فوت ہوئے۔

اتحاف المہرۃ: ابن حجر عسقلانی

اتحاف المہرۃ باطراف الکتب العشرۃ کے نام سے علامہ ابن حجر نے حدیث کی دس کتابوں کے اطراف اکٹھے کیے ہیں۔ وہ دس کتابیں یہ ہیں۔

(۱) موطا مالک (۲) مسند شافعی (۳) مسند احمد
(۴) مسند دارمی (۵) صحیح ابن خزیمہ (۶) منتقی ابن جارود
(۷) صحیح ابن حبان (۸) مستدرک حاکم (۹) مستخرج ابی عوانہ

(۱۰) شرح معانی الآثار (۱۱) سنن دار قطنی

نام میں تو دس کا ذکر ہے لیکن تعداد گیارہ ہو گئی ہے۔ ایسا اس لیے ہوا ہے کہ صحیح ابن خزیمہ کا صرف ایک چوتھائی حصہ ملا تھا۔ اس لیے اسے کالعدم سمجھا گیا ہے (ملاحظہ ہو لحاظ الالحاظ ذیل تذکرہ الحفاظ) زیر نظر کتاب کا نام مع الضبط یہ ہے۔

''اتحاف المہرۃ بالفوائد المتبکرۃ من اطراف العشرۃ''۔

کتاب کی ضخامت آٹھ جلدوں تک سمائی ہے۔

اطراف المسند: حافظ ابن حجر

حافظ ابن حجر کی اس ضخیم کتاب کے علاوہ ''اطراف المسند المعتلی باطراف المسند الحنبلی'' کے نام سے صرف مسند احمد کی اطراف پر بھی ایک کتاب ہے اور یہ اتحاف والے مجموعے سے الگ کتاب ہے۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ ضیاء المقدسی کی کتاب ''الاحادیث المختارۃ'' کی اطراف بھی حافظ صاحب نے ایک جلد میں اکٹھی کی ہیں۔

اسی طرح فردوس دیلمی کی اطراف بھی حافظ ابن حجر ہی کے قلم سے وجود میں آئی ہیں۔

اطراف غرائب دار قطنی: ابن طاہر

الغرائب والافراد امام دار قطنی کی اطراف کو ابوالفضل بن طاہر نے مرتب کیا ہے۔ جس میں انہوں نے امام دار قطنی کی کتاب کو حروف تہجی پر ترتیب دیا ہے۔ یہ کام ایک جلد پر مشتمل ہے۔

اس فہرست میں ابوالفضل عراقی کی صحیح ابن حبان کی اطراف کا تذکرہ بھی ہے۔

اطراف المسانید العشرۃ: شہاب الدین بوصیری

یہ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ابوبکر محمد بن اسماعیل بن سلیم بن قیماز بن عثمان بن عمر بن طلحہ الکنانی البوصیری الشافعی کی تالیف ہے۔ بوصیری بعد میں قاہرہ منتقل ہو گئے تھے۔ سن ۸۴۰ھ کو قاہرہ میں ہی وفات پائی۔ بوصیری کی اس کتاب میں مندرجہ ذیل دس کتابوں کے اطراف سے تعرض کیا گیا ہے۔

(۱) مسند ابوداؤد طیالسی (۲) مسند ابوبکر عبداللہ بن زبیر حمیدی (۳) مسند مسدد بن

سرہد (۴) مسند محمد بن یحیٰ بن ابو عمر العدنی (۵) مسند اسحاق بن راھویہ (۶) مسند ابوبکر بن ابی شیبہ (۷) مسند احمد بن منیع (۸) مسند عبد بن حمید (۹) مسند حارث بن محمد بن ابی اسامہ (۱۰) مسند ابو یعلی الموصلی۔

کتب زوائد:

ذخیرہ احادیث میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کا موضوع زوائد کو اکٹھا کرنا ہے۔

زوائد سے مراد وہ احادیث ہیں جو بعض کتابوں میں ہوں اور دوسری میں نہ ہوں۔

(۱) جیسے زوائد ابن ماجہ جس میں باقی پانچ حضرات (بخاری مسلم ترمذی، ابوداؤد، نسائی) کے مقابلے میں زائد احادیث اکٹھی کی گئی ہیں۔

مصباح الزجاجۃ: بوصیری

اس کے مولف شہاب الدین بوصیری ہیں۔ کتاب کا نام مصباح الزجاجہ فی زوائد سنن ابن ماجہ ہے۔ یہ ایک جلد پر مشتمل ہے۔

فوائد المنتقی

(۲) فوائد المنتقی لزوائد البیہقی فی سننہ الکبری علی کتب الستہ یعنی اس میں امام بیہقی کی وہ خاص روایات اکٹھی کی گئی ہیں جو صحاح ستہ میں نہیں۔

اتحاف السادۃ

(۳) اتحاف السادۃ المہرۃ الخیرۃ بزوائد المسانید العشرۃ۔ یعنی کتب ستہ کے مقابلے میں مسانید عشرہ کے زوائد کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ گزشتہ دو کتابوں کی طرح اس کے مولف بھی شہاب الدین بوصیری ہیں۔ آخری کتاب کا خود مصنف نے اختصار بھی کیا ہے۔

المطالب العلیۃ: ابن حجر

المطالب العلیہ فی زوائد المسانید الثمانیۃ۔ یہ حافظ ابن حجر کی تالیف ہے۔ اس میں درج ذیل آٹھ مسانید کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

(۱) مسند ابن ابی عمر العدنی (۲) مسند ابوبکر الحمیدی (۳) مسند مسدد (۴) مسند

الطیالسی (۵) مسند ابن منیع (۶) مسند ابن ابی شیبہ (۷) مسند عبد بن حمید (۸) مسند حارث۔ سخاوی کا کہنا ہے کہ اس میں بعض وہ احادیث بھی ہیں جو مذکورہ مسانید سے زائد ہیں جن کا مصنف (یعنی حافظ ابن حجر) کو (پوری طرح) علم نہیں ہوسکا جیسے اسحاق بن راہویہ، حسن بن سفیان، محمد بن ہشام السدوسی، محمد بن ہارون الرویانی اور ہیثم بن کلیب وغیرہ کی مسانید۔ اس کے علاوہ حافظ ابن حجر کی ہی کتب ستہ اور مسند احمد کے مقابلے میں مسند بزار کی زوائد پر بھی کتاب ہے۔ جس کو انہوں نے اپنے شیخ نورالدین ہیثمی کی کتاب مجمع الزوائد کی تلخیص کے طور پر لکھا تھا۔ اسی طرح فردوس دیلمی کے زوائد بھی حافظ صاحب نے ایک جلد میں اکٹھے کیے ہیں۔

غایۃ المقصد: نورالدین ہیثمی

غایۃ المقصد فی زوائد المسند۔ مسند سے مراد مسند احمد ہے (کیونکہ مطلق مسند سے مراد محدثین کے ہاں وہی ہوا کرتی ہے) یہ حافظ نورالدین ابوالحسن علی بن ابوبکر بن سلیمان ہیثمی (ثاء) کی تالیف ہے۔

یہاں ضمناً یہ وضاحت مفید رہے گی کہ احمد بن حجر ہیتمی کی نسبت تا کے ساتھ ہے جبکہ نورالدین ہیثمی ثاء کے ساتھ ہیں۔

ہیتمی کی نسبت مصر کی ایک بستی ہیاتم کی وجہ سے ہے۔ نورالدین ہیثمی شافعی المسلک تھے اور مصر ہی کے باشندے تھے۔ ان کی وفات سن ۸۰۷ھ کو قاہرہ میں ہوئی۔

نورالدین ہیثمی حدیث کے سماع میں ابوالفضل عراقی کے ساتھی ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے داماد اور شاگرد بھی ہیں۔ ابوالفضل عراقی نے ہی نورالدین ہیثمی کو زوائد پر کام کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ ان کی یہ کتاب (غایۃ المقصد) دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

علامہ ہیثمی کی دیگر کتب زوائد

اس کے علاوہ علامہ ہیثمی کی درج ذیل کتابیں بھی زوائد پر موجود ہیں۔

(۱) زوائد مسند البزار علی الکتب الستۃ، اس کا نام البحر الزخار فی زوائد مسند البزار ہے۔ یہ ایک ضخیم جلد پر مشتمل ہے۔

(۲) زوائد ابو یعلی الموصلی علی الکتب الستۃ: یہ بھی ایک جلد میں ہے۔

(۳) زوائد المعجم الکبیر جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۴) زوائد المعجم الاوسط والصغیر علی الکتب الستہ۔

اس کا پورا نام مجمع البحرین فی زوائد المعجمین ہے۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

اس طرح علامہ ہیثمی کی زوائد پر چھوٹی بڑی متفرق چھ کتابیں ہو گئیں۔ پھر علامہ نے یہ کام کیا کہ ان چھ کتابوں کو ایک کتاب کی شکل دے دی۔ جس میں روایات کی اسانید کو ہٹا دیا گیا۔ لیکن صحت، حسن وضعف اور رواۃ پر جرح وتعدیل کے حوالے سے پورا کلام کیا۔

اس لحاظ سے یہ فن حدیث کی تاریخ میں سب سے مفید اور بے مثال کام بن گیا ہے۔ اس مجموعے کا نام مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ہے جو بڑے سائز کی چھ یا آٹھ جلدوں پر پھیلا ہوا ہے۔ علامہ سیوطی نے مجمع الزوائد پر بغیۃ الرائد کے نام سے ذیل لکھا لیکن یہ پورا نہ ہو سکا۔

ان کے علاوہ علامہ ہیثمی نے صحیح ابن حبان کے صحیحین کے مقابلے میں زوائد پر موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان اور مسند حارث پر بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث کے نام سے کتابیں بھی لکھیں۔ ہیثمی کے زوائد کی اسی فہرست میں ان کے اس ذیل کا تذکرہ بھی ہے جو انہوں نے ابونعیم اصفہانی کی کتاب حلیۃ الاولیاء پر لکھا تھا یہ ایک ضخیم جلد پر مشتمل ہے اور زوائد تمام بھی۔

زوائد: ابن قطلو بغا، سیوطی

ان کے علاوہ کتب زوائد میں قاسم بن قطلو بغا حنفی کے سنن دارقطنی پر زوائد اور سیوطی کے بیہقی کی شعب الایمان اور حکیم ترمذی کی نوادر الاصول پر دو زوائد بھی مشہور ہیں۔ زوائد شعب الایمان ایک جلد پر مشتمل ہے۔

جمع بین الکتب پر کتابیں

ذخیرہ احادیث میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کا موضوع یا ہیئت ترکیبی یہ ہے کہ ان میں دو یا دو سے زیادہ کتب حدیث کو جمع کر دیا گیا ہے۔ جیسے

مشارق الانوار: صاغانی

(ا) صاغانی کی جمع بین الصحیحین جس کا نام مشارق الانوار النبویۃ من الاخبار المصطفویۃ ہے۔ جس کی متعدد حضرات نے شروحات لکھی ہیں۔ یہ کتاب ہندوستان،

میں ایک عرصے تک حدیث کے نصاب میں شامل رہی ہے۔

جمع بین الصحیحین: حمیدی

(۲) حمیدی کی جمع بین الصحیحین:

حمیدی کا نام ابوعبداللہ محمد بن ابونصر فتوح بن عبداللہ بن فتوح بن حمید بن یصیل (یا مفتوح اور صاد مکسور ہے) ازدی ہے۔

حمیدی کی نسبت ان کے اوپر کے سلسلے کے جد اعلیٰ حمید کی نسبت سے ہے۔ حمیدی اندلس کے شہر قرطبہ سے آگے شرق اندلس میں ایک جزیرے میورق کے باشندے ہونے کی وجہ سے میورقی بھی کہلاتے ہیں۔

حمیدی ظاہری المذہب ہونے کے ساتھ ساتھ ابن حزم کے نمایاں شاگردوں میں شامل ہیں۔ بغداد میں سن ۴۸۸ھ کو ان کا انتقال ہوا۔

جمع: ابوعبداللہ المری

(۳) یہ ابوعبداللہ محمد بن حسین بن احمد بن محمد الانصاری المری (مثل غنی) کی تالیف ہے۔ مری مریہ کی نسبت سے ہے۔ مصنف ۵۸۲ھ کو فوت ہوئے۔ ان کی یہ کتاب بہترین کتاب شمار ہوتی ہے۔ لوگوں نے اس کو ان سے براہ راست بھی حاصل کیا ہے۔

جمع بین الصحیحین ابن الخراط: اشبیلی

(۴) یہ ابومحمد عبدالحق بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حسین بن سعید بن ابراہیم ازدی اشبیلی کی تالیف ہے۔ اشبیلہ اندلس (مرحوم) کا بڑی اہمیت اور شہرت کا حامل شہر ہے۔ اشبیلی ابن الخراط کے نام سے معروف تھے۔ یہ فقیہ محدث اور حدیث کے ماہر اور راوۃ کے احوال وعلل پر گہری نظر کے حامل عالم ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت پارسا متقی اور زاہد شخص تھے۔ اشبیلی بعد میں بجایہ میں منتقل ہو گئے تھے۔

اشبیلی بہت سی کتابوں کے مولف بھی ہیں۔ ان کی یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ سن ۵۸۲ھ یا ۵۸۱ھ ہجری کو بجایہ میں فوت ہوئے۔

التجرید: رزین بن معاویہ

(۵) اس کا پورا نام التجرید للصحاح والسنن ہے۔اس کے مولف ابوالحسن رزین (مثل امیر) بن معاویہ عبدری سرقسطی ہیں جو مالکی مذہب کے پیرو اور اندلس کے باشندے تھے۔
رزین سالہا سال تک مکہ مکرمہ میں رہے آخر کار وہیں سن ۵۳۵ھ کو فوت ہوئے۔
اس کتاب میں انہوں نے اصول ستہ کو جمع کیا ہے۔یعنی بخاری مسلم موطا سنن ابو داؤد نسائی اور ترمذی (ابن ماجہ کی جگہ موطا کو لیا ہے)۔

جامع الاصول: ابن اثیر الجزری

(۶) اسی طرح انہی اصول ستہ کو علامہ جزری نے بھی جمع کیا ہے۔جزری کا تعارف یہ ہے۔
ابوالسعادات مجد الدین المبارک بن ابوالکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی المعروف ابن اثیر الجزری۔
جزری کی نسبت جزیرہ ابن عمر کی وجہ سے ہے کیونکہ ابن اثیر اسی میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی۔
بعدازاں موصل منتقل ہو گئے اور وہیں سن ۶۰۶ھ کو فوت ہوئے اور اس کے سرحدی علاقوں میں دفن ہوئے۔
ان کی کتاب کا پورا نام جامع الاصول من احادیث الرسول ہے۔جس کا نہج اور طرز رزین بن معاویہ والی کتاب کا ہی ہے لیکن اس میں اس کے مقابلے میں بہت سے اضافے بھی ہیں۔ابن اثیر کی یہ کتاب دس جلدوں پر مشتمل ہے بعد کو ابن الدیبع نے اس کا اختصار بھی کیا ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

تیسیر الوصول: ابن الدیبع

ابن الدیبع کا نام ابوزید وابوضیاء حافظ العصر وجیہ الدین عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن عمر شیبانی ہے۔
زبید کے رہنے والے تھے اس لیے زبیدی اور یمنی کہلاتے ہیں شافعی المذہب تھے۔
ابن الدیبع ۸۶۶ھ کو زبید میں پیدا ہوئے اور جمعہ والے دن چاشت کے وقت ۲۶ رجب سن

۹۵۴ھ کو فوت ہوئے۔

ابن الدیبع کا یہ اختصار بہترین اختصار ہے۔ جس کا نام تیسیر الوصول الی جامع الاصول ہے۔

تجرید جامع الاصول: قاضی ہبۃ اللہ

اسی طرح قاضی حماۃ شرف الدین ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن عبدالرحیم بن ابراہیم البارزی الجہنی الحموی الشافعی (م ۷۳۸ھ) نے بھی تجرید جامع الاصول من احادیث الرسول کے نام سے اس کا اختصار کیا ہے۔ اسی طرح ہندوستان کے جلیل القدر محدث علامہ محمد طاہر پٹنی صدیقی نے بھی اس کا اختصار کیا ہے۔

تسہیل طریق الوصول: فیروز آبادی

اس کے علاوہ علامہ مجدالدین ابوطاہر محمد بن یعقوب شیرازی (شیراز سرخس کے نواح میں ایک بستی کا نام ہے) فیروز آبادی نے جامع الاصول پر زوائد کو چار جلدوں میں اکٹھا کیا جس کا نام تسہیل طریق الوصول الی الاحادیث الزائدۃ علی جامع الاصول ہے۔

علامہ فیروز آبادی لغت کی مشہور کتاب القاموس المحیط کے مولف ہیں۔ آٹھویں صدی کے آخر میں فن لغت میں ایک نئی روح پھونکنے والے یہی شخص ہیں۔

انوار المصباح: تجیبی

کتاب انوار المصباح فی الجمع بین الکتب الستۃ الصحاح۔

اس کے مولف ابوعبداللہ محمد بن عتیق بن علی التجیبی الغرناطی ہیں۔ یہ چھ سو چالیس کے آس پاس فوت ہوئے۔

اسی طرح ایک اور عالم نے جامع الجوامع السبعۃ کے نام سے صحیحین سنن اربعہ اور سنن دارمی کو جمع کیا ہے۔

جامع المسانید: ابن کثیر

جوامع اور فن جمع کی کتابوں میں ایک نمایاں نام ''جامع المسانید والسنن، الہادی لاقوم سنن'' کا ہے۔ جس کے مولف حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر المعروف ابن کثیر قرشی

ہیں جو دمشق کے رہنے والے تھے۔ فقہ میں شافعی مذہب کے پیرو تھے۔ ابن کثیر بڑے ماہر بلند پایہ اور مضبوط محدث تھے، ان کے اوصاف اور خوبیاں ان کی زندگی میں ہی چار دانگ عالم میں مشہور ہوگئی تھیں۔ علامہ کی وفات سن ۷۷۴ھ کو ہوئی۔ اس کتاب میں انہوں نے اصول ستہ کے علاوہ مسند احمد، ابویعلی، بزار اور معجم کبیر طبرانی کو لیا ہے۔ یہ بڑی موسوعاتی قسم کی مسند ہے۔

اس کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہے۔ اس میں مولف پہلے ہر صحابی کو جس کی روایت ہے ذکر کرتے ہیں۔ پھر اس کے ترجمے اور تعارف میں ان کتابوں یا دیگر جہاں سے انہیں مل سکے مواد لاتے ہیں۔

جامع المسانید: ابن الجوزی

اسی طرح ابوالفرج علامہ ابن الجوزی کی بھی جامع المسانید بالخلص الاسانید کے نام سے ایک کتاب ہے جس میں انہوں نے صحیحین، ترمذی اور مسند احمد بن حنبل کو جمع کیا ہے۔ اور اس سارے مواد کو مسند کی ترتیب دی ہے جو سات جلدوں میں سمایا ہے۔

شیخ ابوالعباس احمد بن عبداللہ طبری ثم مکی جو محب کے نام سے معروف ہیں۔ انہوں نے اس کو مرتب کیا ہے۔

جامع المسانید: خوارزمی

جامع المسانید ہی کے نام سے ابوالموید خوارزمی نے بھی ایک کتاب مرتب کی ہے۔ جس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ سے منسوب وہ پندرہ مسانید جمع کی ہیں جو امام صاحب کے چاروں شاگردوں اور بعد کے ائمہ کی تخریج سے منقول ہیں۔ پھر قاسم بن قطلو بغا نے اس کی شرح بھی لکھی ہے۔ اس کے علاوہ سیوطی وغیرہ نے بھی جامع المسانید کے نام سے کام کیا ہے۔

جمع الغیلانیات: نورالدین ہیثمی

یہ حافظ نورالدین ہیثمی کی ایک کتاب ہے جس میں انہوں نے غیلانیات، خلعیات اور فوائد تمام اور افراد دارقطنی کو ابواب کی ترتیب کے ساتھ دو جلدوں میں جمع کیا ہے۔

میں نے یہ کتاب حافظ سخاوی کے خط سے لکھی ہوئی ایک جلد میں دیکھی ہے۔ جس کو انہوں نے اس کے جامع کے خط سے نقل کیا ہے۔

اس کے آخر میں انہوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو انتہائی عجلت کے ساتھ تیرہ دن میں نقل کیا ہے۔

جمع الفوائد: محمد بن سلیمان مغربی

اس کتاب کا پورا نام ''جمع الفوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد'' ہے۔

یہ شیخ ابو عبداللہ محمد بن سلیمان مغربی رودانی کی تصنیف ہے جو ''صلة الخلف بموصول السلف'' کے بھی مولف ہیں۔ ان کی وفات سن ۱۰۹۴ھ کو ہوئی اور شام کے دارالخلافہ دمشق میں جبل قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے۔

ان کی یہ کتاب، صحیحین، موطا، سنن اربعہ (ترمذی، نسائی، ابو داؤد، ابن ماجہ) مسند دارمی، مسند احمد، مسند ابو یعلی، مسند بزار اور طبرانی کی تینوں معاجم (معجم کبیر، صغیر، اوسط) پر مشتمل ہے۔

کتب حدیث کا انتخاب

ذخیرہ حدیث میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جو بڑی کتب حدیث کے عمومی یا کسی خاص موضوع کے حوالے سے انتخاب اور چھانٹ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ایسی منتخب اور چنیدہ کتابوں کی تعداد بھی کم نہیں۔ بطور نمونہ چند ملاحظہ ہوں۔

التجرید: شہاب الدین حنفی

التجرید الصریح لاحادیث الجامع الصحیح: اس کے مولف شہاب الدین ابوالعباس احمد بن عبداللطیف شرجی زبیدی (م ۸۹۳ھ) ہیں جو حنفی فقیہ تھے۔

مصابیح السنۃ: بغوی اور مشکوۃ المصابیح: خطیب تبریزی

(۲) مصابیح السنۃ ابو محمد البغوی کی تالیف ہے۔ جس میں انہوں نے صحاح اور حسان کے دو درجات کے اعتبار سے تقسیم کی تھی۔ صحاح سے مراد وہ احادیث ہیں جو صحیحین سے لی گئی ہیں۔ اور حسان سے مراد وہ روایات ہیں جن کو سنن اربعہ اور دارمی وغیرہ نے اپنی کتب میں روایت کیا ہے۔ واضح رہے کہ یہ امام بغوی اپنی ذاتی اصطلاح ہے۔

اس مجموعے میں امام بغوی نے نہ تو ہر حدیث کا حوالہ دیا تھا کہ اس کو کس نے روایت

ہے اور نہ ہی اس صحابی کا نام ذکر کیا تھا جس سے روایت نقل ہو رہی ہے۔ چنانچہ یہ تعیین والا کام بقیۃ الاولیاء قطب العلماء امام ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی نے کیا۔ تبریز، تا کے نیچے زیر کے ساتھ آذر بائیجان کے ایک بڑے شہر کا نام ہے جیسا کہ سمعانی نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن عام شہرت تا کے اوپر زبر کے ساتھ ہے۔ یعنی تبریز کی بجائے تبریز خطیب تبریزی نے ایڈیٹنگ کا یہ کام مشکوٰۃ المصابیح کے نام سے کیا جس کی تالیف سے ان کی فراغت سن ۷۳۷ھ کو عمل میں آئی۔

خطیب تبریزی نے پھر اس میں صرف یہ تعیین ہی نہیں کی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ایک تیسری فصل کا اضافہ بھی کیا۔ امام بغوی کی مصابح السنہ ہو یا اس کی جدید شکل مشکوٰۃ المصابیح دونوں پر ہی اہل علم نے بہت سی شروحات وحواشی لکھے ہیں۔

کتاب الاحکام الشرعیۃ: ابن الخراط

کتاب الاحکام الشرعیۃ الکبری یہ ابو محمد عبدالحق بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ الازدی اشبیلی کی تالیف ہے۔ (جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے) اشبیلی ابن الخراط کے نام سے معروف تھے۔

ابن الخراط نے اس کا انتخاب بہت سی کتب حدیث سے کیا ہے۔ مشہور نقاد محدث ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالملک الحمیری الکنانی (م ۶۲۸ھ) جو ابن القطان کے نام سے مشہور ہیں) ان کی کتاب بیان الوہم والایہام الواقعین فی کتاب الاحکام اسی کتاب پر نقد و تبصرہ ہے۔

ابن القطان کی اس کتاب کے بارے میں علامہ ذہبی کا کہنا یہ ہے کہ یہ کتاب مصنف کے حافظے اور دقت فہم کی دلیل ہے لیکن رجال کے معاملے میں انہوں نے زیادہ تشدد سے کام لیا ہے حتیٰ کہ انصاف کا دامن چھوڑتے ہوئے ہشام بن عروہ جیسے جلیل القدر رواۃ کو بھی ضعیف بنا دیا ہے۔ چنانچہ ان کے ایک شاگرد جو خود بھی ماہر اور نقاد محدث ہیں، یعنی ابو عبداللہ محمد بن الامام یحییٰ بن مواق نے اپنی ایک کتاب ''الماخذ الحفال السامیۃ'' میں ان (ابن قطان) کا ایسا عمدہ تعقب کیا ہے جس سے شیخ قصار کے بقول ان کی استعداد و ذہانت اور نقد و گرفت میں مہارت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ مگر افسوس یہ کہ وہ ابھی اس کتاب کا کچھ ابتدائی سا مبیضہ ہی تیار کر پائے تھے کہ موت نے آن لیا۔ چنانچہ یہ کام پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ لیکن ان کے بعد ابو عبداللہ محمد بن عمر بن محمد

بن عمر بن رشید بستی فہری مالکی نے اس کی تکمیل وتبیض کا بیڑہ اٹھایا اور چھ جلدوں میں اس کا تکملہ لکھا۔ یہ سن ۷۲۲ھ کو فوت ہوئے۔

واضح رہے کہ یہ ابن المواق اور شارح خلیل محمد بن یوسف المواق دو علیحدہ علیحدہ حضرات ہیں۔ البتہ کبھی وہم سے ان کو ایک سمجھ لیا جاتا ہے۔

(یہ تو کتاب الاحکام الشرعیۃ پر نقد وتبصرہ کی بات تھی۔ اب دوبارہ مصنف پر آیئے)

علامہ عبدالحق کی رفعت ومنزلت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ محدثین جرح وتعدیل کے باب میں حافظ ابن حجر ہی کی طرح ان کی طرف سے کسی راوی کی تعریف اور اس کے متعلق ان کی رائے اور فیصلے پر اعتماد بھی کرتے ہیں۔

باقی رہے فقہاء جیسے ابن عرفہ، خلیل، ابن مرزوق اور ابن ہلال وغیرہ۔ انہوں نے بلا کسی اختلاف ان پر اعتماد کیا ہے۔ بلکہ ان کا کسی حدیث پر سکوت کرنا بھی ان کے ہاں قابل اعتماد اور معنی خیز ہے کیونکہ فتح الباری میں حافظ ابن حجر کی طرح صرف صحیح یا حسن درجے کی حدیث پر سکوت کرتے ہیں۔

علامہ عبدالحق کی اس کے علاوہ ایک الاحکام الوسطی بھی ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ شفاء السقام کے مطابق آج کل یہی کبری کے نام سے معروف ہے۔

اس کتاب کے خطبے اور ابتدایئے میں مصنف نے کہا ہے کہ ان کا حدیث پر سکوت کرنا ہمارے علم کے مطابق حدیث کی صحت کی دلیل ہے۔

شیخ عبدالحق کی اس کے علاوہ الاحکام الصغری کے نام سے تیسری بھی کتاب ہے۔ جس میں لوازم شرع، احکام، حلال وحرام، ترغیب وترہیب اور ثواب وعتاب کا بیان ہے۔

علامہ نے اس کا ائمہ حدیث وعلم کی کتابوں سے انتخاب ہے جیسے موطا اور صحاح ستہ۔ اس کے علاوہ دیگر کتب سے بھی احادیث لی گئی ہیں۔ یہ ایک جلد پر مشتمل ہے۔ اس کے مقدمے میں مصنف لکھتے ہیں۔

اس میں ان صحیح الاسناد اور معروف عند النقاد روایات کو لیا گیا ہے جن کو بڑے بڑے علماء نقل کرتے اور ہاتھوں ہاتھ لیتے آئے ہیں۔ علامہ کی اس کتاب پر عمدہ، شفاء، بردہ، مختصر ابن حاجب اور مختصر خلیل کے متعدد مقامات کے شارح ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابوبکر بن

مرزوق الخطیب التلمسانی کی بھی شرح ہے۔ تلمسانی سن ۷۸۱ھ کو مصر میں فوت ہوئے اور ابن القاسم اور اشہب کے درمیان دفن ہوئے۔ (بحوالہ علامہ ذہبی بروایت ابن الابار)۔

ان تین کتابوں کے علاوہ متعدد اور کتابیں بھی شیخ عبدالحق کی تصنیفات کا حصہ ہیں۔

مثلاً

(۱) الجمع بین الصحیحین۔

(۲) الجمع بین الکتب الستہ: یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔

(۳) کتاب الرقائق، اور دیگر کتابیں۔

عمدۃ الاحکام: مقدسی

عمدۃ الاحکام عن سید الانام: دو حصوں میں تقی الدین ابو محمد عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی سرور المقدسی کی تالیف ہے جو حنبلی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔

مقدسی کی یہ کتاب بڑی جلیل القدر ہے یہی وہ کتاب ہے جو محدث جلیل شیخ ابن دقیق العید، ابن مرزوق الخطیب، سراج الدین ابن ملقن شافعی اور مجدالدین فیروز آبادی جیسے فحول کی توجہ اور شرح آرائی کا مرکز رہی ہے سب نے اس کی شرح کی ہے۔

ابن الخطیب نے تو پانچ جلدوں میں اس کی شرح لکھی ہے۔ ان کی اس کے علاوہ چھ اجزاء پر مشتمل کتاب ''الاحکام'' بھی ہے۔

الالمام باحادیث الاحکام: ابن دقیق العید

یہ کتاب ابن دقیق العید کی ہی کتاب ''الامام فی احادیث الاحکام'' کا اختصار ہے جو مولف کے اپنے قلم سے ہی وجود میں آیا ہے۔ ابن دقیق العید کا نام تقی الدین ابوالفتح محمد بن علی بن وہب بن مطیع المعروف ابن دقیق العید ہے۔

ابن دقیق العید شافعی مذہب کے پیرو تھے۔ صفر ۷۰۶ھ کو انتقال فرمایا۔ اس کتاب میں انہوں نے احکام سے تعلق رکھنے والی احادیث کو جمع کیا ہے۔ ابن دقیق نے بعد میں اپنی اس مختصر کے کچھ حصے کی خود ہی بڑی عظیم الشان شرح بھی لکھی جس کا نام الامام فی شرح الالمام'' ہے۔

علامہ ذہبی کے بقول اگر یہ شرح پوری ہو جاتی تو پندرہ جلدوں میں سماتی۔

ابن دقیق کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی اس کتاب کی شروحات لکھی ہیں۔

المنتقی: ابن تیمیہ

المنتقی فی الاحکام: اس کے مولف مجد الدین عبدالسلام بن عبداللہ بن ابوالقاسم بن تیمیہ حرانی ہیں جو ابوالعباس ابن تیمیہ کے پردادا ہیں۔

یہ وہی کتاب ہے جس کی علامہ شوکانی نے شرح لکھی ہے (جیسا کہ آگے آ رہا ہے)

بلوغ المرام: ابن حجر

بلوغ المرام من احادیث الاحکام، یہ حافظ ابن حجر عسقلانی کی تالیف ہے جو متعدد شراح کی مشق کا میدان رہی ہے۔

الترغیب والترہیب: منذری

یہ مشہور محدث زکی الدین ابومحمد عبدالعظیم بن عبدالقوی بن عبداللہ بن سلامہ بن سعد منذری کی تالیف ہے۔ منذری پہلے شام کے رہنے والے تھے بعد میں مصر میں منتقل ہو گئے۔

ان کا سن وفات وہی مشہور سال ہے۔ جس میں تاتاریوں کا فتنہ پیش آیا یعنی ۶۵۶ھ۔

ترغیب وترہیب درمیانے سائز کی دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس کی تلخیص بھی کی ہے۔

اس کے علاوہ ترغیب وترہیب پر برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن محمود دمشقی جوناجی کے نام سے مشہور ہیں ان کی ایک تعلیق بھی ہے۔ علامہ ناجی شافعی المسلک تھے، سن ۹۰۰ھ کو انتقال فرمایا۔

اس کے علاوہ فاضل فیومی کی اس پر ایک شرح بھی ہے جو فاس میں جامع القروین کے کتب خانے میں موجود ہے۔

شرح ترغیب: علامہ حیات سندھی

ایک دوسری شرح علامہ محمد حیات بن ابراہیم سندھی کی بھی ہے۔ علامہ موصوف سندھ میں پیدا ہوئے۔ پھر مدینہ منورہ منتقل ہو گئے۔ مدینہ منورہ میں سنت نبوی کی خدمت میں ان کا نمایاں نام ہے۔ فروعات میں حنفی مذہب کے پیرو تھے۔ ۱۱۶۳ھ میں انتقال ہوا اور جنت بقیع

میں دفن ہوئے۔ان کی یہ کتاب دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

الفائق فی الکلام الرائق: ابن غنائم

یہ جمال الدین عبداللہ بن علی بن محمد بن سلیمان بن حمائل کی تالیف ہے جو ابن غنائم کے نام سے معروف تھے۔

علامہ ابن غنائم کی وفات ۷۴۴ھ کو ہوئی اور یہ جواں مرگ لوگوں میں سے ہیں یعنی جو قلیل عمر میں ہی فوت ہو گئے۔اس کتاب میں انہوں نے اپنی مسموعات اور نبی علیہ السلام سے مرویات کے دس ہزار ایسے کلمات اکٹھے کیے ہیں جن کا تعلق آداب، حکمتوں، وصیتوں، امثال اور مواعظ سے ہے۔اور اس میں انہوں نے ترتیب وہی اپنائی ہے جو شہاب کی ہے یعنی روایات اسناد سے خالی ہیں اور حروف تہجی کی ترتیب ہے۔یہ کتاب ایک جلد پر مشتمل ہے۔

الفائق فی اللفظ الرائق: ابن غانم

الفائق ہی کے نام سے تھوڑے سے تغیر کے ساتھ اسی نہج پر ایک اور بھی کتاب ہے جس کا نام ''الفائق فی اللفظ الرائق'' ہے۔اس کے مصنف قاضی ابوالقاسم عبدالمحسن بن عثمان بن غانم تینسی ہیں۔انہوں نے بھی اس میں الفاظ نبوی سے ایک ہزار ایسے کلمات اکٹھے کیے ہیں جن کا تعلق حکم امثال اور مواعظ سے ہے۔ان میں سے ہر کلمہ معنی سے بھرپور اور لفظی اعتبار سے کامل ہے۔اس میں بھی روایات کی اسناد نہیں۔یہ ایک جلد پر مشتمل ہے۔

النجم: ابوالعباس اندلسی

النجم من کلام سید العرب والعجم ، یہ ابوالعباس محمد بن معد بن عیسیٰ بن وکیل تجیبی اندلسی اقلیشی (م ۵۵۰ھ) کی تالیف ہے جس کو انہوں نے دس ابواب پر مرتب کیا ہے۔دسواں باب حضور اقدس ﷺ سے ماثور ادعیہ (مسنون دعاؤں) کے ساتھ مخصوص ہے ان کی یہ کتاب ایک جلد پر مشتمل ہے۔

امام عفیف الدین ابو سعد سعید بن محمد بن مسعود الکازونی نے اس کی شرح بھی لکھی ہے۔کازرون فارس میں ایک شہر کا نام ہے۔اس کی طرف بہت سے علماء منسوب ہیں۔

نثر الدرر

نثر الدرر فی احادیث خیر البشر اس کتاب کے مولف کے متعلق دو رائے ہیں ایک یہ کہ یہ تقی الدین عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسی کی تالیف ہے۔ دوسرا خیال یہ ہے کہ یہ کسی اور صاحب کی تصنیف ہے۔ بہر کیف مصنف جو بھی ہو اس میں ترتیب تالیف یہ ہے کہ مولف نے پہلے وہ احادیث لکھی ہیں جو شیخین (بخاری و مسلم) کے درمیان مشترک ہیں۔ پھر سنن اربعہ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) کی روایات لی ہیں۔ ہر حدیث کے شروع میں اس کے صحابی کا نام بھی لکھا ہے اور ابن الاثیر کی نہایہ سے الفاظ کے معنی بھی ذکر کیے ہیں۔ یہ ایک مختصر کتاب ہے جس میں روایات کی اسناد بھی نہیں۔ اس کی روایات احکام، مواعظ و آداب سے متعلق ہیں۔ ترتیب حروف تہجی کی ہے۔ علامہ بدرالدین زرکشی نے بھی اس طرح کی ایک کتاب لکھی ہے۔ اور اسی کتاب کے مولف تقی الدین مقدسی کی ''نزہۃ السامعین من اخبار المرسلین'' کے نام سے ایک اور کتاب بھی ہے۔

سیوطی کی جوامع ثلاثہ

احادیث کے اسی انتخابی اور چناؤ کے سلسلے کی کتابوں میں سیوطی کی تین جوامع کا ذکر بھی ضروری ہے۔ تینوں کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جامع صغیر: اس میں بقول کسے دس ہزار نو سو چونتیس احادیث ہیں۔ یہ درمیانے سائز کی ایک جلد پر مشتمل ہے۔

اس پر زیادۃ الجامع کے نام سے ایک ذیل بھی ہے جو حجم میں اس کے قریب ہے۔

(۲) جامع کبیر: اس کا نام جمع الجوامع ہے۔ اس میں مولف کا ارادہ تھا کہ تمام کی تمام احادیث نبویہ کو اکٹھا کر دیا جائے۔ لیکن دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کام نہیں ہوا ویسے بھی سیوطی اس کتاب کو پورا کرنے سے قبل ہی فوت ہو گئے تھے۔

اس کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہے۔ البتہ جامع کبیر کی دوسری قسم اس سے مستثنیٰ ہے۔ جو قسم الافعال ہے۔ کیونکہ وہ مسانید کی ترتیب سے ہے کہ ہر حدیث کے آخر میں اس کو نقل کرنے والے محدث و امام کا نام اور جس صحابی سے روایت ہے اس

کا نام ذکر کیا ہے۔

کنز العمال: شیخ علی متقی

سیوطی کی ان تینوں جوامع کو شیخ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین عبدالملک بن قاضی خان نے فقہی ابواب پر ترتیب دیا ہے۔ شیخ علی متقی بنیادی طور سے ہندوستان کے باشندے ہیں جو بعد میں مدینہ منورہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ منتقل ہو گئے۔ چنانچہ مدنی کی نسبت اس وجہ سے ہے۔ تصوف کی نسبتوں میں قادری شاذلی اور چشتی کی نسبت رکھتے ہیں۔ سن ۹۷۵ھ کو مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے۔

فتح البصیر: ابوالعلاء الفاسی

سیوطی کی جامع صغیر پر کام کرنے والوں میں ابوالعلاء مولانا ادریس بن محمد بن ادریس عراقی بھی ہیں جو نسبت کے اعتبار سے حسینی سادات میں سے ہیں اور فاس کے رہنے والے تھے۔

ابوالعلاء مغربی علاقوں میں حدیث کے ساتھ انتہائی شغف رکھنے والے آخری لوگوں میں سے تھے۔

انہوں نے ''فتح البصیر فی التعریف بالرجال الحرج لہم فی الجامع الکبیر'' کے نام سے کتاب لکھی ہے اس میں انہوں نے جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے ان ان ائمہ حدیث کا تعارف کروایا ہے جن سے اس کتاب یعنی جامع کبیر میں روایات لی گئی ہیں۔ علامہ ابوالعلاء کی اس کے علاوہ ایک اور کتاب بھی ہے جس میں جامع کبیر کی احادیث پر صحت حسن وغیرہ کے حوالے سے بات کی ہے۔ اس کا نام ''الدرر اللوامع فی الکلام علی احادیث جمع الجوامع'' ہے لیکن یہ کتاب پوری نہ ہو سکی۔ جمع الجوامع کے علاوہ علامہ سیوطی کی درر البحار فی الاحادیث القصار کے نام سے ایک اور کتاب بھی ہے۔

الدرر: زین الدین ازہری

اسی طرح درر ہی کے نام سے زین الدین عبدالغنی بن محمد بن عمر ازہری نے بھی ایک کتاب لکھی جس کا پورا نام: ''الدرر فی حدیث سید البشر'' ہے۔

علامہ زین الدین شافعی مسلک کے پیرو تھے یہ کتاب ان کے پاس کئی مجالس میں پڑھی

گئی جن میں سے آخری مجلس رجب سن ۸۸۲ھ کو ہوئی۔

انہوں نے اس کو حروف تہجی ہی کی بناء پر ترتیب دیا ہے لیکن سیوطی کی طرح احادیث بیان کرنے والے ائمہ کی طرف محض اشارہ نہیں کیا بلکہ تصریحاً ان کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ علامہ احمد ضیاء الدین حنفی نے رموز الاحادیث کے نام سے کتاب لکھی جو حروف تہجی ہی کی ترتیب پر ہے۔ لیکن سیوطی کی طرح مخرجین کے ناموں کی طرف صرف اشارے پر اکتفا کیا ہے۔

کنوز الحقائق: عبدالرؤف مناوی

کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق: اس کتاب میں دس کراسوں میں دس ہزار احادیث ہیں ہر کراسے میں ایک ہزار اور ہر ورقے میں سو اور ہر صفحے پر پچاس اور ہر سطر میں دو حدیثیں۔

اس کے مولف شیخ محمد المعروف عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین حدادی قاہری ہیں جو مناوی کے نام سے زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔ اور مناوی (کشف الظنون کے مطابق میم کے ضمے کے ساتھ) مصر کے ایک شہر منیۃ ابی الخطیب کی طرف منسوب ہے۔

مناوی کا فقہی مسلک شافعی تھا۔ سن ۹۵۲ھ کو پیدا ہوئے اور صحیح تحقیق کے مطابق تیئس صفر بروز جمعرات سن ۱۰۳۱ھ کو قاہرہ میں فوت ہوئے۔ علامہ مناوی نے بھی اپنی اس کتاب کو حروف تہجی کی ترتیب پر لکھا ہے لیکن روایت میں صحابی کا ذکر نہیں کیا۔

مناوی کی یہ کتاب ضعیف اور موضوع احادیث سے بھری پڑی ہے۔ اس کے فنی اشارات و رموز میں کچھ ایسی تحریفات اور تغیرات ہیں جن کے بارے میں ظن غالب یہ ہے کہ وہ بعد کے ناقلین کی کارستانی ہے۔

علامہ مناوی کی اس کے علاوہ الجامع الازہر من حدیث النبی الانور کے نام سے تین جلدوں میں بھی ایک کتاب ہے جو دو جلدوں میں بھی ملتی ہے۔ اس کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

الحمد للہ الذی جعل بحر السنۃ لا ساحل لہ ولا قرار۔

اس کے علاوہ احادیث قدسیہ کے موضوع پر خاص طور سے الاتحافات السنیہ بالاحادیث القدسیۃ کے نام سے بھی ایک کتاب ہے جس کے متعلق پیچھے وضاحت آ چکی ہے۔

تخریج احادیث کی کتابیں

ذخیرہ حدیث میں ان کتابوں کی بھی خاص اہمیت ہے جن کا موضوع و مقصد ایسی احادیث کی تخریج و تحقیق ہے جو حضرات مصنفین کی مختلف قسم کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ وہ مصنفین خواہ اہل عقائد سے تعلق رکھتے ہوں یا مفسرین و محدثین کے طبقے سے چاہے اصولی ہوں یا فقہاء و صوفی اور لغوی بہر حال وہ تمام کتابیں جن میں احادیث ضمناً آ جاتی ہیں لیکن باحوالہ نہیں ہوتیں ہمارے پیش نظر کتابیں ان احادیث کی تخریج اور حوالجات کی تحقیق سے متعلق ہیں۔

ایسی کتابوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں ان میں سے اہم اہم کتابوں کا ذکر کیجئے۔

فرائد القلائد: ملا علی قاری

(۱) فرائد القلائد: یہ ملا علی قاری کی کتاب ہے جس میں انہوں نے علامہ نسفی کی کتاب شرح عقائد میں آنے والی احادیث کی تخریج کی ہے۔

تخریج الکشاف: جمال الدین زیلعی

(۲) تخریج احادیث الکشاف: یہ حافظ جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن یوسف بن محمد الزیلعی کی تالیف ہے۔ زیلعی کا نام ونسب یہی ہے جو ہم نے ذکر کیا۔ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں اور دیگر محققین نے یہی لکھا ہے۔

بعض حضرات نے ان کا نسب یوسف بن محمد الزیلعی کی بجائے یوسف بن عبداللہ الزیلعی قرار دیا ہے۔

بہر حال، زیلعی کی نسبت صومالیہ کے ساحل سمندر پر ایک بندرگاہ زیلع کی وجہ سے ہے۔ زیلعی فقہی مذہب کے اعتبار سے حنفی تھے۔ سن ۷۶۲ھ کو قاہرہ میں فوت ہوئے۔

اس کتاب میں انہوں نے مرفوع احادیث کی تخریج بالاستیعاب کی ہے۔ چنانچہ ان کے طرق بیان کرنے اور مراجع کو ذکر کرنے میں خاصی تفصیل اور وضاحت سے کام لیا ہے جیسا کہ ہدایہ کی تخریج میں ان کا طرز عمل ہے۔

زیلعی اور عراقی کا علمی تعاون

لیکن زیلعی نے بہت سی ان مرفوع احادیث کی تخریج نہیں کی جنہیں علامہ زمخشری

اشارۃً ذکر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ زیلعی نے موقوف آثار سے بھی تعرض نہیں کیا۔ زیلعی اور زین الدین عراقی اپنی تخریج کی کتابوں میں کتب حدیث کا مطالعہ کرنے کے دوران ایک دوسرے کے ساتھی اور رفیق کار تھے۔

ایک طرف عراقی احیاء العلوم اور ترمذی کی ہر باب میں اشارہ کردہ احادیث کی تخریج کرتے تھے اور دوسری طرف زیلعی ہدایہ اور کشاف کی تخریج میں مصروف رہتے تھے اس دوران دونوں ایک دوسرے سے تعاون کرتے تھے۔

زیلعی نام کے دو شخص

واضح رہے کہ زیلعی نسبت کی خود حنفیہ میں دو شخصیات ہیں۔ ایک یہی جمال الدین زیلعی جو صاحب نصب الرایہ ہیں اور دوسرے فخر الدین عثمان بن علی بن محمد الزیلعی (م ۷۴۳ھ) جو "تبیین الحقائق" شرح "کنز الدقائق" کے مصنف ہیں۔ عام طور سے انہیں ایک سمجھ لیا جاتا ہے۔

الکافی الشاف: ابن حجر

(۳) کشاف کی ایک تخریج علامہ ابن حجر کی بھی ہے جس کا نام "الکافی الشاف فی تخریج احادیث الکشاف" ہے۔ یہ بنیادی طور پر علامہ زیلعی کی تخریج کی تلخیص ہے۔ لیکن حافظ صاحب نے اس میں ان مرفوع احادیث کی تخریج کا بھی اضافہ کیا ہے جنہیں زمخشری بطور اشارہ ذکر کرتے ہیں اور وہ موقوف احادیث بھی تخریج کی ہیں جو زیلعی نے یا تو عمداً چھوڑ دی تھیں یا ان سے سہواً رہ گئی تھیں۔

تخریج البیضاوی: مناوی/ترکمانی

(۴) احادیث تفسیر البیضاوی: مصنف : شیخ عبدالرؤف المناوی

(۵) احادیث تفسیر البیضاوی: مصنف : شیخ محمد ہمات زادہ بن حسن ہمات زادہ حنفی ترکمانی، جو بنیادی طور سے ترکمانی، بعد میں قسطنطنیہ میں سکونت کی وجہ سے قسطنطینی بھی کہلاتے ہیں۔ حدیث میں امامت کے درجے پر فائز ہیں۔ ۱۱۷۵ھ کو انتقال ہوا۔ ان کی اس تخریج کا نام: "تحفۃ الراوی فی تخریج احادیث البیضاوی" ہے۔

(۵) احادیث تفسیر ابواللیث سمرقندی، یہ تخریج زین الدین ابوالقاسم بن قطلوبغا جمالی حنفی کی تالیف ہے۔

الحاوی فی آثار الطحاوی

(۶) احادیث شرح معانی الآثار: جس کا نام الحاوی فی بیان آثار الطحاوی ہے۔ اس کتاب میں طحاوی کی ہر ایک حدیث کو حدیث کی مشہور کتابوں مثلاً صحاح ستہ وغیرہ کے حوالے سے تخریج کیا ہے اور صحیح حسن اور ضعیف کی بھی وضاحت کی ہے۔

تخریجات ابن حجر

(۷) احادیث الاذکار للنووی: والاربعین للنووی

یہ امام نووی کی دو کتابوں: الاذکار اور الاربعین کی احادیث کی تخریج ہے۔ جو حافظ ابن حجر کی تالیف ہے۔ ان میں سے اذکار کی تخریج حافظ صاحب مکمل نہ کر سکے چنانچہ بعد میں ان کے شاگرد سخاوی نے اسے پورا کیا۔ اس کے علاوہ مصابیح السنۃ اور مشکوۃ کی احادیث کی بھی حافظ صاحب نے ''ہدایۃ الرواۃ الی تخریج احادیث المصابیح والمشکوۃ'' کے نام سے تخریج کی ہے۔

المناہج: صدرالدین مناوی

(۸) ابن حجر کے علاوہ قاضی القضاۃ صدر الدین ابوالمعالی محمد بن ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن سلمی مناوی نے بھی المناہج والتناقیح کے نام سے مصابیح کی احادیث کی تخریج کی ہے۔ مناوی پہلے منا کے باشندے تھے پھر قاہرہ منتقل ہو گئے۔ مذہب شافعی تھا۔ سن ۸۰۳ھ کو فرات میں ڈوبنے سے وفات ہوئی۔

الشفا کی تخریجات

(۱) مناہل الصفافی تخریج احادیث الشفاء — مصنف: سیوطی

(۲) احادیث الشفا — مصنف: قاسم بن قطلوبغا

(۳) مواردابل السدادوالوفافی تکمیل مناہل الصفا۔
مصنف: ابوالعلاء ادریس بن محمد الحسینی العراقی الفاسی۔

الشہاب للقضاعی کی تخریجات

(۱) احادیث الشہاب للقضاعی ابوالعلاء العراقی

(۲) احادیث الشہاب للقضاعی رسالہ مستطرفہ کے مولف (یعنی خود علامہ عبدالحی الکتانی) لیکن یہ کام ابھی پورا نہیں ہوا۔ اللہ اپنے فضل سے آسانی فرمادے۔

منہاج کی تخریجات

المنہاج فی الاصول قاضی بیضاوی کی اصول فقہ پر جلیل القدر کتاب ہے۔ اس کی احادیث کی بھی متعدد تخریجات ہیں جیسے

(۱) احادیث منہاج تاج الدین السبکی

(۲) تحفۃ المحتاج الی احادیث المنہاج ابن الملقن

اس کے آخر میں علامہ نے ایک مختصر فصل کا اضافہ بھی کیا جس میں ان اسماء والفاظ اور لغات کوذکر کیا ہے جن کا تلفظ وضبط فقیہ محض کے لیے ایک مسئلہ ہوتا ہے۔

(۳) احادیث المنہاج ابوالفضل زین الدین عراقی

مختصر ابن حاجب کی تخریج

المختصر الکبیر فی الاصول علامہ ابن حاجب کی اصول فقہ کے موضوع پر کتاب ہے۔ اس کی احادیث کی تین آدمیوں نے تخریج کی ہے۔ (۱) ابن حجر (۲) ابن ملقن (۳) شمس الدین محمد بن احمد بن عبدالہادی بن عبدالحمید بن عبدالہادی مقدسی حنبلی جو مشہور اور ذہین وفطین محدث تھے اور سن ۷۴۴ھ کو فوت ہوئے۔

ہدایہ کی تخریجات

ہدایہ فقہ حنفی کی جلیل القدر کتاب ہے اسی لیے اس کی تخریجات کا بھی اسی انداز سے اہتمام ہوا۔

نصب الرایہ: زیلعی

(۱) اس کی سب سے جلیل القدر اور مشہور تخریج نصب الرایہ ہے جو علامہ جمال الدین

زیلعی کی تالیف ہے۔ یہ بہت مفید تخریج ہے۔ بعد میں آنے والے ہدایہ کے شراح نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔
بلکہ حافظ ابن حجر نے اپنی کتب تخریج میں بھی اس سے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا ہے علامہ زیلعی کی یہ کتاب علم حدیث اور اسماء الرجال میں ان کے تبحر علمی اور فروع حدیث میں کمال کی وسعت نظری کی دلیل ہے۔

الدرایہ: ابن حجر

(۴) علامہ ابن حجر نے بھی الدرایۃ فی منتخب تخریج احادیث الهدایہ کے نام سے ہدایہ کی احادیث کی تخریج کی ہے۔

العنایہ: عبدالقادر القرشی

اس کے علاوہ مصر کے رہنے والے جلیل القدر حنفی عالم علامہ محی الدین ابومحمد عبدالقادر بن محمد بن محمد بن نصر اللہ بن سالم القرشی (م ۷۷۵ھ) نے ''العنایہ فی تخریج احادیث الهدایہ'' کے نام ہدایہ کی احادیث مبارکہ کی تخریج کا کام سرانجام دیا ہے۔ علامہ عبدالقادر القرشی کی اس کے فقہائے احناف کے طبقات وتراجم پر بھی ''الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیہ'' کے نام سے ایک مشہور کتاب ہے۔

الکفایہ:

(۵) اسی طرح علاء الدین علی بن عثمان ماردینی نے بھی الکفایہ فی معرفۃ احادیث الهدایہ کے نام سے دو جلدوں میں ایک کتاب لکھی ہے۔

تخریج مختار: ابن قطلو بغا

مختار فقہ حنفی کی اہم کتاب ہے۔ یہ فقہ حنفی کے مشہور متون اربعہ میں سے ایک متن ہے۔ اس کے مصنف ابوالفضل مجد الدین عبداللہ بن محمود بن مودود موصلی حنفی (م ۶۸۳ھ) ہیں۔ ماتن نے اپنے متن پر پھر خود ہی الاختیار کے نام سے شرح بھی لکھی ہے جس کا نا: ''الاختیار لتعلیل المختار'' ہے۔
اس میں ذکر کردہ احادیث کی تخریج قاسم بن قطلو بغا نے کی ہے۔

تخریج قدوری

مختصر القدوری فقہ حنفی کا اہم اور اولین متن ہے۔ جس کے مصنف ابوالحسین احمد بن محمد قدوری ہیں۔ یہ فقہ حنفی کی فروعات پر مشتمل ہے۔

علامہ حسام الدین علی بن احمد بن مکی الرازی نے ''خلاصۃ الدلائل فی تنقیح المسائل'' کے نام سے اس کی شرح لکھی۔ علامہ عبدالقادر بن محمد القرشی (صاحب جواہر مضیۃ) نے الطرق والوسائل کے نام سے ایک ضخیم جلد میں اس کی احادیث کی تخریج کی ہے۔

شرح الکبیر کی تخریجات

امام غزالی نے الوجیز کے نام سے فقہ شافعی میں ایک مختصر کتاب لکھی۔ علامہ رافعی نے الشرح الکبیر کے نام سے اس کی شرح لکھی اس کتاب کی احادیث کی بھی متعدد تخریجات کی گئیں۔

البدر المنیر: ابن ملقن

(۱) علامہ سراج الدین عمر بن ملقن نے ''البدر المنیر فی تخریج الاحادیث والآثار الواقعۃ فی الشرح الکبیر'' کے نام سے سات جلدوں میں اس کی ضخیم تخریج لکھی۔ پھر خود ہی چار جلدوں میں خلاصۃ البدر المنیر کے نام سے اس کی تخلیص کی پھر اس میں بھی مزید کانٹ چھانٹ کر کے منتقی خلاصۃ البدر المنیر کے نام مختصر رسالہ تیار کیا۔

التلخیص الحبیر

(۲) ابن حجر نے بھی ''التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث شرح الوجیز الکبیر'' کے نام سے اس کی تخریج مرتب کی ہے۔

(۲) سیوطی نے بھی ''نشر العبیر فی تخریج احادیث الشرح الکبیر'' کے نام سے تخریج لکھی۔

تخریج: عزالدین، بدرالدین

(۳) ان کے علاوہ قاضی القضاۃ عزالدین ابوعمر عبدالعزیز بن قاضی القضاۃ بدرالدین محمد بن ابراہیم سعد اللہ بن جماعۃ الکنانی الحموی الشافعی (جو سن ۷۶۷ھ کو مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے) اوران کے پوتے بدرالدین یا عزالدین محمد بن شرف الدین ابوبکر بن

عبدالعزیز بن جماعۃ الکنانی شافعی (م۸۱۹ھ) نے بھی شرح کبیر کی احادیث کی تخریج کی ہے۔

تخریج زرکشی

(۴) اسی طرح علامہ زرکشی یعنی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن بہادر بدرالدین زرکشی نے بھی اس کی تخریج میں خامہ فرسائی کی ہے۔

علامہ بدرالدین زرکشی ترکی الاصل ہیں لیکن بعد میں مصر سکونت کی وجہ سے مصری کہلاتے ہیں فقہی فروع میں مذہب شافعی کے پیرو تھے۔

اور مختلف علوم وفنون میں کئی کتابوں کے مالک ہیں۔ سن ۷۹۴ھ کو فوت ہوئے اور قرافہ صغریٰ میں دفن ہوئے۔

تخریج وسیط: ابن ملقن

الوسیط امام غزالی کی فروع فقہ میں تالیف ہے اس کی بھی علامہ سراج الدین ابن ملقن نے ''تذکرۃ الاخیار بمافی الوسیط من الاخبار'' کے نام سے تخریج کی ہے جو ایک جلد پر مشتمل ہے۔

تخریج مہذب: حازمی

مہذب بھی فقہ شافعی کا ایک جلیل القدر متن ہے جس کے مولف ابواسحاق شیرازی ہیں اس کی تخریج کرنے والوں میں ابن ملقن کے علاوہ ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی بھی شامل ہیں۔

تخریج احیاء العلوم: عراقی، ابن قطلو بغا

احیاء العلوم امام غزالی کی جلیل القدر، نہایت مفید اور متنوع تالیف ہے۔ اس کی احادیث کی تخریج ابوالفضل زین الدین عبدالرحیم عراقی نے کی ہے۔

عراقی کی اس پر دو تخریجیں ہیں۔ ایک ضخیم اور ایک صغیر اور ان میں سے چھوٹی ہی زیادہ متداول اور رائج ہے۔

اس کے علاوہ قاسم بن قطلو بغا نے تحفۃ الاحیاء بما فاتہ (العراقی) من تخریج الاحیاء کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں عراقی سے رہ جانے والی احادیث کی تخریج کی ہے۔ ابن قطلو بغا نے اس کے علاوہ شیخ سہروردی کی جلیل القدر کتاب عوارف المعارف کی احادیث کی تخریج

کا کام بھی سرانجام دیا ہے۔

تخریج النصیحۃ: شیخ زروق

النصیحۃ الکافیۃ: شیخ زروق کی کتاب ہے جس کی تخریج ابوالحسن علی بن احمد الجریشی الفاسی نے کی ہے جن کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ لیکن اس تخریج میں ان کا بنیادی اور غالب مرجع و ماخذ سیوطی کی جامع صغیر و کبیر ہے۔

تخریج صحاح جوہری

الصحاح امام جوہری کی فن لغت میں ایک مشہور کتاب ہے اس میں ضمناً واستشہاداً آنے والی احادیث کی علامہ سیوطی نے "فلق الاصباح فی تخریج احادیث الصحاح" کے نام سے تخریج کی ہے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی کتب تخریج ہیں۔

عوام میں رائج روایات کے متعلق کتابیں

ذخیرہ احادیث میں وہ کتابیں بھی شامل بلکہ خاص اہمیت کی حامل ہیں جن کا مقصد ایسی احادیث و روایات کی تحقیق کرنا ہے جو عام طور سے لوگوں میں حدیث ہونے کے حوالے سے مشہور ہو جاتی ہیں اور زبان زد خاص و عام ہوتی ہیں چاہے وہ حقیقت میں حدیث ہو یا نہ ہو اس سے غرض نہیں جیسے

المقاصد الحسنۃ: سخاوی

(۱) المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ

حافظ شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی کی تالیف ہے۔

تمییز الطیب: شیبانی

جس کا بعد میں ان کے شاگرد ابوالضیا، عبدالرحمان بن دیبع شیبانی نے "تمییز الطیب من الخبیث فی مایدور علی الالسنۃ من الحدیث" کے نام سے اختصار کیا ہے۔

ان کے علاوہ ایک اور صاحب نے بھی "الدرۃ اللامعۃ فی بیان کثیر من الاحادیث

الشائعہ'' کے نام سے کتاب لکھی ہے۔

اختصارات زرقانی

اس کے علاوہ ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف بن احمد بن علوان زرقانی جو مصر کے باشندے اور مالکی مذہب کے پیرو تھے اور مصر کے علاقوں میں خاتمہ المحدثین کے لقب سے معروف تھے۔ ان کے بھی اس پر دو اختصار ہیں ایک بڑا اور دوسرا چھوٹا، چھوٹا ہی زیادہ رائج اور متداول ہے۔

الوسائل السنیہ :ابوالحسن منوفی

اس کا پورا نام ''الوسائل السنیۃ من المقاصد السخاویۃ والجامع والزوائد الاسیوطیۃ'' ہے اس کے مولف علامہ سیوطی کے شاگرد ابوالحسن علی بن محمد بن محمد بن خلف منوفی ہیں جن کی پیدائش مصر میں ہوئی اور مذہب مالکی کے پیرو تھے۔

انہوں نے بعض علماء کو صفر سن ۹۳۷ھ کو اجازت دی اور صفر سن ۹۳۹ھ کو دارفانی سے کوچ کر گئے۔ یہ مشہور رسالے کے مولف بھی ہیں۔

تذکرہ و درر: زرکشی وسیوطی

''التذکرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ'' یہ علامہ بدرالدین کی تالیف ہے۔ علامہ سیوطی نے اسی پر کچھ اضافوں کے ساتھ اس کی تلخیص کی ہے جس کا نام الدرر المنتشرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ ہے۔

البدرالمنیر :عبدالوہاب شعرانی

البدرالمنیر غریب احادیث البشیر والنذیر جس میں تین سو کے قریب احادیث ہیں جو حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب ہیں۔ اس کے مولف قطب زمانہ عبدالوہاب بن احمد بن علی الشعرانی ہیں جو مصر کے باشندے اور شافعی مذہب کے پیرو تھے۔ ویسے ان کی نسبت انصاری ہے اور انہوں نے خود اپنی بعض کتابوں میں یہ ذکر کیا ہے کہ وہ حسنین کریمین کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے سب افضل بیٹے یعنی حضرت محمد بن حنفیہ کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔

علامہ شعرانی سن ۹۷۳ھ کو مصر میں ہی فوت ہوئے۔ علامہ نے اپنی یہ کتاب سیوطی کی

جوامع اور سخاوی کی مقاصد حسنہ کے انتخاب سے تیار کی ہے۔

چند دیگر کتب: مختصر تعارف

(۱) الغماز علی اللماز: مصنف جلال الدین سمہودی

(۲) تسہیل الوصول الی کشف الالتباس عما دار من الاحادیث بین الناس۔
یہ شیخ عز الدین محمد بن احمد خلیل قادری شافعی (م ۱۰۵۷) کی تالیف ہے۔

(۳) اسنی المطالب فی احادیث مختلفۃ المراتب۔
یہ شیخ ابوعبداللہ محمد بن درویش الحوت بیروتی کی کتاب ہے جسے ان کے بیٹے علامہ ابو زید عبدالرحمٰن الحوت بیروتی نے جمع کیا ہے۔ اسی کتاب کے جامع یعنی عبدالرحمان اس (یعنی مصنف کے) زمانے تک زندہ ہیں۔

فتاویٰ حدیثیہ: ابن تیمیہ

ذخیرہ احادیث میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جو فتاوی حدیثیہ کے نام سے معروف ہیں۔ جیسے امام تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ ابن تیمیہ الحرانی دمشقی حنبلی جو مشہور محدث جامع اور متعدد کتابوں کے مولف ہیں ان کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیل چکی ہے وہ تین سو مجلدات کے مولف ہیں۔

سن ۷۲۸ھ کو دمشق میں فوت ہوئے اور قبرستان صوفیاء میں اپنے بھائی شرف الدین عبداللہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

علامہ ابن تیمیہ کے متعلق امام ذہبی فرماتے ہیں:

میں نے متون کے اس قدر استحضار اور انہیں مراجع کی طرف منسوب کرنے میں اس قدر حاضر دماغ کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ سنت ان کے ہر وقت سامنے اور نوک زبان تھی۔ انداز تعبیر صاف ستھرا اور کھلا کھلا تھا۔

اور علامہ سخاوی نے اپنے فتاویٰ میں ان الفاظ سے تعریف کی ہے کہ ان کا حافظہ اور وسعت علمی قابل رشک ہے جس کا اقرار اپنے پرایوں سب نے کیا ہے۔

فتاویٰ عسقلانی، سخاوی، سیوطی

فتاویٰ شیخ الاسلام ابن حجر العسقلانی، اور فتاویٰ ابوالخیر السخاوی جس کا نام الاجوبۃ المرضیۃ عما سئلت عنہ من الاحادیث النبویہ ہے اور فتاویٰ جلال الدین سیوطی۔

سیوطی کی الحاوی للفتاوی کے نام سے بھی ایک کتاب ہے۔ جس میں انہوں نے بیاسی استفتاء اور خط نقل کیے ہیں جن میں انہوں نے اہم موضوعات پر فتاوی دیئے ہیں۔

فتاویٰ ہیتمی

اور ایک فتاویٰ ابن حجر الہیتمی ہے۔

جس کے مولف مفتی حجاز شہاب الدین ابوالفضل احمد بن محمد بدرالدین بن محمد شمس الدین بن علی نورالدین ابن حجر الہیتمی ہیں۔ ہیتمی مصر کے مغربی علاقوں میں ایک محلے ابوالہیتم کی نسبت سے ہے۔ اس محلے میں علامہ کی پیدائش ہوئی۔ علامہ ہیتمی بعد میں مکہ منتقل ہو گئے تھے۔ جہاں پر ۹۷۵ھ کو ان کا انتقال ہوا۔

ابن حجر ہیتمی کا فقہی مسلک شافعی تھا۔

اس کے علاوہ ابوالعلاء ادریس بن محمد عراقی فاسی کے بھی حدیث کے موضوع پر فتاویٰ ہیں۔

احادیث متواترہ کی کتابیں

کتب حدیث میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کا موضوع خاص قسم کی احادیث کو جمع کرنا ہے جیسے مثلاً متواتر احادیث پر مشتمل کتب، جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) الفوائد المتکاثرہ فی الاخبار المتواترہ جو کہ علامہ جلال الدین سیوطی کی تالیف ہے۔ علامہ سیوطی نے خود ہی اس کا الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ کے نام سے اختصار بھی لکھا ہے۔

اس میں علامہ سیوطی کے بقول سو احادیث ہیں اور میں (مصنف کتاب ہذا) نے اس کی حدیثوں کو شمار کیا تو وہ ایک سو بارہ بنی۔ لگتا ہے کہ یہ زائد ملحق ہیں اصل کتاب کا حصہ نہیں۔

اللآلی المتناثرۃ: ابن طولون

(۲) اللآلی المتناثرہ فی الاحادیث المتواترہ، یہ مسند شام علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن علی بن طولون صالحی دمشقی کی تالیف ہے۔ طولون ترکی نام ہے۔ ابن طولون حنفی المسلک عالم تھے۔ سن ۹۵۳ھ کو فوت ہوئے۔ ابوالفیض علامہ مرتضیٰ حسن زبیدی حسینی جو مصر کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے لقط اللآلی المتناثرۃ کے نام سے ابن طولون کی اس کتاب کی تلخیص بھی کی ہے۔

نظم المتناثر: علامہ کتانی

نظم المتناثر من الحدیث المتواتر، یہ کتاب ہذا کے مولف (علامہ کتانی) کی تالیف ہے جس میں تین سو دس ایسی احادیث اکٹھی کی ہیں جو لفظاً یا معنیً متواتر ہیں۔

حدیث پر مشتمل تفسیریں اور شروحات

حدیث اور علوم حدیث کی کتابوں کے ذیل میں تفسیر، شروح حدیث اور فقہ وغیرہ کی وہ کتابیں بھی آ جاتی ہیں جن کے مولفین کو حدیث میں گہری بصیرت بھی ہے اور اس سے متعلقہ امور میں وہ خوب کھل کر لکھتے لکھاتے ہیں جیسے

تفسیر ابن کثیر

(۱) حافظ عماد الدین ابن کثیر کی تفسیر جو دس جلدوں پر مشتمل ہے اس میں ایسی احادیث اور آثار بہت کثرت ہے جن کی مکمل اسناد باحوالہ ہیں اور صحت وضعف کے حوالے سے بھی کلام ہے۔

سیوطی نے تذکرۃ الحفاظ کے ذیل اور زرقانی نے شرح مواہب میں لکھا ہے کہ تفسیر ابن کثیر جیسی کتاب نہیں لکھی گئی یعنی تفسیر ابن کثیر واقعتہً بے مثل تفسیر ہے۔

الدر المنثور: سیوطی

(۲) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور: یہ علامہ سیوطی کی تالیف ہے جسے علامہ نے زمانے کی ضروریات کے مطابق تفسیر کبیر مسند سے تلخیص کیا ہے کیونکہ بعد کے ادوار میں ذوق

تطویل کی بجائے اختصار اور صرف متون پر اکتفاء کرنے میں بدل گیا سیوطی کی یہ تالیف چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

علامہ سیوطی اس میں احادیث کو اصل مراجع کے حوالہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

الاستذکار: ابن عبدالبر

"الاستذکار فی شرح مذاہب علماء الامصار مما رسمہ مالک فی موطہ من الرای والآثار"۔

اس کے مولف حافظ المغرب ابوعمر بن عبدالبر ہیں۔

اسی طرح حافظ ابن حجر رحمہ کی فتح الباری جو بخاری شریف کی شرح ہے اور علامہ عینی کی عمدۃ القاری: عینی کا پورا نام، قاضی القضاۃ بدر الدین ابومحمد وابوالثناء محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی ہے۔ عینی کی بجائے ان کو عینتابی بھی کہا جاتا ہے۔ جو حلب سے تین منزل دور ایک خوبصورت شہر (جس میں بہت اعلیٰ قلعہ بھی ہے) عین تاب کی طرف نسبت ہے۔ علامہ عینی قاہرہ کے رہنے والے تھے اور فقہی مسلک حنفی تھا، سن ۸۵۵ھ کو قاہرہ میں فوت ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ بخاری کی شرح کا قرض جو امت کے ذمے تھا وہ ابن حجر و عینی نے چکا دیا ہے۔

فیض القدیر: مناوی

علامہ سیوطی کی کتاب الجامع الصغیر پر علامہ عبدالروف مناوی نے دو شرحیں لکھیں۔

(۱) بڑی جس کا نام فیض القدیر فی شرح الجامع الصغیر ہے۔ یہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۲) چھوٹی جس کا نام تیسیر ہے۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

فتح القدیر: ابن ہمام

فتح القدیر: یہ علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید بن مسعود کی تالیف ہے جو ابن ہمام کے نام سے معروف ہیں۔ ابن ہمام حنفیہ بلکہ اپنے دور کے تمام علماء میں بڑے بلند پایہ فقیہ اور عالم تھے۔ روم کے شہر سیواس کی نسبت سے یہ سیواسی بھی کہلاتے ہیں اور اسکندریہ کی وجہ سے اسکندری بھی۔ سن ۸۶۱ھ کو فوت ہوئے۔

فتح القدیر ابن ہمام کا فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ (شرح بدایۃ المبتدی) کا حاشیہ ہے جو آٹھ جلدوں پر محیط ہے۔

علامہ کا یہ حاشیہ احادیث کی تخریج اور ان پر مدلل کلام کے ساتھ بھرا ہوا ہے۔

التقریر التحبیر: ابن امیر الحاج

التحریر علامہ ابن الہمام کی اصول فقہ پر مختصر اور جلیل القدر کتاب ہے۔ اس کی دو اہم شرحوں میں سے ایک شرح التقریر والتحبیر ہے جو شمس الدین قاضی ابوعبداللہ محمد بن محمد بن امیر الحاج حلبی حنفی (م ۸۷۹ھ) کی تالیف ہے۔ یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب بھی احادیث کی تخریج، ان کی اسناد کے بیان اور ائمہ فن کی تخریج کے ساتھ بھری پڑی ہے۔

شرح احیاء العلوم: مرتضٰی زبیدی

احیاء العلوم، امام غزالی کی تالیف لطیف ہے۔ علامہ ابوالفیض محمد مرتضٰی واسطی زبیدی نے اس کی شرح لکھی۔ علامہ زبیدی بعد میں مصر میں اقامت پذیر ہو گئے تھے۔ اس لیے مصری کی نسبت بھی ان کے ساتھ استعمال ہوتی ہے۔ ان کا فقہی مذہب حنفی تھا اور نسب کے اعتبار سے حسینی سادات کرام سے تعلق رکھتے تھے۔ علامہ زبیدی کی یہ کتاب بھی احادیث سے بھری ہوئی ہے۔ اس کی ضخامت دس سے اوپر جلدوں میں ہے۔

نیل الاوطار: شوکانی

اسی طرح اسی فہرست کی نمایاں کتابوں میں علامہ محمد بن علی شوکانی کی کتاب ''نیل الاوطار من اسرار منتقی الاخبار'' بھی ہے جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اور یہ کتاب بھی احادیث کے طرق جمع کرنے، ان کے استقصاء واستیعاب اور تخریج حوالجات میں کمال کی چیز ہے۔

کتب سیرت نبوی ﷺ

ذخیرہ حدیث میں ان کتابوں کا بھی بہت بڑا حصہ ہے جن کا موضوع جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور آپ کے خصائص ومزایا کا بیان کرنا ہے۔ ان میں سے کچھ کتابوں کا تو پہلے ذکر ہو چکا ہے اس لیے یہاں باقی ماندہ ذکر کی جائیں گی۔

سیرۃ ابن سید الناس

(۱) سیرۃ ابوالفتح ابن سید الناس

ابن سید الناس کی سیرۃ کے موضوع پر دو کتابیں ہیں ایک چھوٹی ہے جس کا نام: ''نور العیون فی سیرۃ الامین والمامون'' ہے، یہ بڑی کتاب کا اختصار ہے۔

اور دوسری بڑی ہے جس کا نام: ''عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر'' ہے۔ ان کی چھوٹی کتاب یعنی نور العیون پر ابن العجمی کے پوتے علامہ برہان الدین ابراہیم بن محمد بن خلیل حلبی کا حاشیہ بھی ہے جو ''نور النبراس فی شرح سیرۃ ابن سید الناس'' کے نام سے معروف ہے۔

(۲) الدرر فی اختصار المغازی والسیر :مصنف: ابوعمر بن عبدالبر

(۳) خلاصۃ سیر سید المرسلین :مصنف محب الدین طبری اس کتاب کو انہوں نے بارہ کتابوں کے انتخاب اور چناؤ سے اکٹھا کیا ہے۔

زاد المعاد: ابن قیم الجوزیہ

(۴) زاد المعاد فی ہدی خیر العباد: یہ علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابوبکر بن ایوب بن سعید بن حریز الزرعی الدمشقی کی تالیف ہے جو ابن قیم الجوزیہ کے نام سے معروف ہیں۔

ابن قیم کا فقہی مذہب حنبلی تھا سن ۷۵۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کی یہ کتاب دو جلدوں میں بھی ملتی اور تین میں بھی۔

سیرۃ مغلطائی

(۵) الزہر الباسم فی سیرۃ المصطفی ابی القاسم:

جو سیرت مغلطائی کے نام سے معروف ہے۔ یہ علامہ علاء الدین مغلطائی کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کا انہیں کے قلم سے الاشارۃ الی سیرۃ المصطفیٰ و تاریخ من بعدہ من الخلفاء کے نام سے اختصار بھی ہے۔

سیرۃ کلاعی

(۶) سیرۃ کلاعی: اس کا پورا نام: الاکتفاء فی مغازی المصطفی والثلاثۃ الخلفاء ہے۔ اس کے مولف ابوالربیع سلیمان بن موسیٰ بن سلیمان بن حسان حمیدی کلاعی بلنسی ہیں۔ جو

مشہور اور بلند پایہ محدث تھے۔ اندلس کے علاقوں میں حدیث کے ساتھ کمال درجے کے اعتناء اور بصیرت میں مشہور تھے۔ کلاعی متعدد تصانیف کے بھی مالک ہیں۔ بیس ذی الحجہ سن ۶۳۴ھ کو دشمن کے علاقے میں شہید ہوئے ابو عبداللہ محمد بن عبدالسلام النباتی (م ۱۱۶۳ھ) نے پانچ چھ جلدوں میں اس کی شرح بھی لکھی ہے۔

سیرۃ ذہبی

(۷) السیرۃ السریہ فی شمائل خیر البریۃ: یہ علامہ ذہبی کی تالیف ہے۔

سیرۃ ابن جماعۃ

(۸) السیرۃ الکبریٰ: یہ عزالدین ابو عمر عبدالعزیز بن محمد بن جماعۃ کی تالیف ہے۔ ان کی اس کے علاوہ السیرۃ الصغریٰ بھی ہے۔

سیرۃ دمیاطی

(۹) السیرۃ: مولف: شمس الدین ابو محمد عبدالمومن بن خلف دمیاطی۔ دمیاط مصر میں ایک مشہور شہر کا نام ہے۔ دمیاطی کے متعلق علامہ مزی کا کہنا ہے کہ میں نے ان سے بڑا کوئی حافظ الحدیث نہیں دیکھا۔

سیرۃ: قطب الدین

(۱۰) السیرۃ: یہ قطب الدین حافظ ابو محمد عبدالکریم بن عبدالنور بن مغیرہ بن عبدالکریم بن علی حلبی کی تالیف ہے جو مفتی مصر کے نام سے معروف تھے یہ پہلے حلب کے باشندے تھے پھر مصر منتقل ہو گئے۔ فقہی مذہب حنفی تھا اور عام لوگوں میں شیخ نصر کے بھانجے کے نام سے معروف تھے۔ سن ۷۳۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

السیرۃ: نورالدین

(۱۱) السیرۃ: یہ شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن ابراہیم بن احمد بن علی حلبی کی تالیف ہے جو قاہرہ کے رہنے والے تھے اور فقہی مذہب شافعی تھا سن ۱۰۴۴ھ کو فوت ہوئے۔

اس سیرۃ کا نام ''انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون'' ہے جو تین جلدوں پر مشتمل

ہے۔ شیخ کی یہ کتاب ابوالفتح ابن سید الناس کی کتاب کی تلخیص ہے۔

(۱۲) السیرۃ: حافظ ابن حجر العسقلانی۔

سبل الہدیٰ والرشاد

(۱۳) ''سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد و ذکر فضائلہ واعلام نبوتہ واحوالہ فی المبدء والمعاد'' یعنی اس کتاب میں خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ، آپ کے فضائل و خصائص، آپ کی نبوت کی نشانیاں و دلائل اور ابتداء وانتہا میں آپ کے احوال بیان کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کے مولف خاتمۃ المحدثین شمس الدین محمد بن یوسف ابن علی شامی صالحی ہیں جو دمشق کے رہنے والے تھے، بعد میں قاہرہ میں مقیم ہو گئے۔ ان کی یہ کتاب چار سے زیادہ بڑی بڑی جلدوں پر مشتمل ہے۔

میں (مولفِ رسالہ علامہ کتانیؒ) نے اس کے کچھ حصے دیکھے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کی یہ کتاب متاخرین کی سیرۃ نبوی پر لکھی جانے والی کتابوں میں سے بہترین کتاب ہے۔ مولف کتاب کی یہ کاوش تین سو سے زیادہ کتابوں کا انتخاب ہے جس میں وہ صحیح قابل اعتماد اور نادر چیزیں ڈھونڈ کر لاتے ہیں۔

کتاب سات سو سے زیادہ ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب کے آخر میں مولف نے مشکل الفاظ کے معانی اور مبہم الفاظ کے ضبط کے ساتھ ساتھ قابل اشکال باتوں کی وضاحت کا بھی اہتمام کیا ہے۔

اس کتاب کو ان کے شاگرد محمد بن محمد بن احمد فلیشی مالکی نے خود مولف کتاب کے مسودے وغیرہ سے مولف کی نہج اور اسلوب سے ترتیب دیا ہے۔ اس کی ابتداء سراپا کے درمیان سے ہے۔ اس کام سے وہ ۹۷۱ھ کو فارغ ہوئے۔

مولف کتاب یعنی علامہ شمس الدین شامی کی اس کتاب کے علاوہ بھی درج ذیل کچھ اہم تالیفات ہیں۔

(۱) الآیات العظیمۃ الباہرۃ فی معراج سید اہل الدنیا والآخرۃ۔

جس کو سترہ ابواب پر ترتیب دیا ہے پھر بعد میں کچھ مزید چیزیں ملیں تو انہیں الفضل

الفائق کے نام سے اس کے ساتھ ملحق کر دیا۔

(۲) عقود الجمان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان (امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل و مناقب)

(۳) الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ (موضوع (من گھڑت) روایات)

(۴) الاتحاف بتمییز ماتبع فیہ البیضاوی صاحب الکشاف:

مولف کتاب علامہ سیوطی کے تلامذہ میں سے ہیں چنانچہ اپنی اس سیرت میں وہ علامہ سیوطی کے حوالے سے بھی بہت سی چیزیں نقل کرتے ہیں۔ان کی وفات کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے۔

الابتہاج: غیطی

الابتہاج فی الکلام علی الاسراء والمعراج: یہ نجم الدین ابوالمواہب محمد بن احمد بن علی بن ابوبکر سکندری کی تالیف ہے جو بعد میں مصر منتقل ہو گئے تھے۔مصر میں ایک جگہ غیطہ عدۃ میں رہائش پذیر ہونے کی وجہ سے غیطی بھی کہلاتے تھے۔مذہب شافعی تھا،سن وفات ۹۸۱ھ ہے۔

منظوم سیرت نبوی: علامہ عراقی

الدرر السنیۃ فی نظم السیرۃ النبویۃ یہ بحر رجز میں ہزار شعروں پر مشتمل ہے جس کو علامہ ابوالفضل عراقی نے شعروں میں پرویا ہے۔

علامہ عبدالروف مناوی نے اس کی ایک مفصل ومبسوط شرح لکھی پھر خود ہی اس کی تلخیص کی جس کا نام الفتوحات السبحانیہ ہے۔

پھر شیخ ابوالارشاد نور الدین علی بن زین العابدین محمد بن عبدالرحمٰن بن علی الاجہوری مالکی (متوفی سن ۱۰۶۶ھ مصر) نے دو جلدوں میں اس کی شرح لکھی۔

پھر شیخ ابوعبداللہ محمد الطیب بن عبدالمجید بن عبدالسلام بن کیران فاسی (م ۱۲۲۷ھ) نے ایک ضخیم جلد میں اس کی شرح لکھی۔

مواہب لدنیہ: قسطلانی

المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیہ: یہ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن ابوبکر بن

عبدالملک بن احمد الخطیب القسطلانی کی تالیف ہے۔قسطلانی مشہور محدث ہیں۔مصر کے رہنے والے تھے اور فقہی مذہب شافعی تھا۔سن ۹۲۳ھ کو مصر میں فوت ہوئے اور جامع ازہر کے قریب مدرسۃ عینی میں دفن ہوئے۔ قسطلانی کی یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے اس کتاب پر ابوالضیاء نورالدین علی بن علی بشراملسی کا حاشیہ بھی ہے جو کشف الظنون کے بیان کے مطابق پانچ اور دوسرے علماء کے بقول چار جلدوں پر مشتمل ہے۔شراملس مرکب بنائی ہے شبرا(کسری کے وزن پر) ملس کی کی طرف مضاف ہے یہ مصر میں ایک گاؤں کا نام ہے۔اسی کی نسبت سے یہ شبراملسی کہلاتے ہیں۔شبراملسی قاہرہ کے رہنے والے اور جامع ازہر سے فارغ التحصیل ہونے کی وجہ سے قاہری وازہری کی بھی نسبتیں رکھتے تھے۔ان کا فقہی مذہب شافعی تھا۔سن ۱۰۸۷ھ کو فوت ہوئے۔

اسی طرح ملاعلی قاری شمس محمد ابن احمد شوبری شافعی مصری (۱۰۶۹ھ) اور ابراہیم بن محمد المیمونی مصری شافعی (م ۱۰۷۹ھ) کے بھی حواشی ہیں اور شیخ محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی مالکی مصری نے آٹھ جلدوں میں اس کی شرح لکھی ہے۔

التنویر: ابن دحیہ بلنسی

التنویر فی موالد السراج المنیر : یہ حافظ ابوالخطاب عمر بن حسن بن علی بن محمد بن دحیہ کلبی اندلسی بلنسی کی تالیف ہے۔بلنس اندلس کے مشرقی علاقوں میں ایک شہر کا نام ہے اسی کی وجہ سے یہ بلنسی کہلاتے ہیں۔

ابن دحیہ ۶۳۳ھ کو قاہرہ میں فوت ہوئے اور سفح مقطم میں دفن ہوئے۔ان کی اس کتاب کے علاوہ بھی متعدد تالیفات ہیں۔

الدر النظیم :ابن طغربک

الدر النظیم فی مولد النبی الکریم:

یہ مشہور امام اور جلیل القدر محدث، علامہ سیف الدین ابوجعفر عمر بن ایوب بن عمر الحمیدی ترکمانی دمشقی حنفی المعروف ابن طغربک کی تالیف ہے۔ابن طغربک نطق مفہوم کے مولف بھی ہیں۔مواہب لدنیہ میں ان سے چیزیں نقل کی ہیں اور اس کا شارح بھی بہت دفعہ ان سے

تعرض کرتا ہے لیکن ان کی وفات کا تذکرہ نہیں کیا۔
نطق مفہوم (جس کا ابھی ذکر ہوا) میں مولف احادیث کو اسناد کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

جامع الآثار: دمشقی

جامع الآثار فی مولد المختار، یہ حافظ شمس الدین محمد بن ناصر دمشقی کی تالیف ہے جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

الوفاء: سمہودی

الوفا بما یجب لحضرۃ المصطفیٰ: یہ سید نور الدین ابو الحسن علی بن عبداللہ بن احمد بن ابو الحسن علی حسنی سمہودی کی تالیف ہے۔ سمہودی کی نسبت سمہود شہر کی وجہ سے ہے جو کہ مولف کی جائے پیدائش ہے بعد میں مدینہ منورہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ میں سکوت پذیر ہونے کی وجہ سے مدنی بھی کہلاتے ہیں۔ سمہودی کا فقہی مذہب شافعی تھا۔ سن ۹۱۱ھ کو مدینہ منورہ میں ہی فوت ہوئے۔
سمہودی ہی ''وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ'' جیسی اہم کتاب کے مولف بھی ہیں۔

توثیق العریٰ: بارزی

توثیق عری الایمان فی تفضیل حبیب الرحمان: یہ فضائل نبوی پر کتاب ہے۔ اس کے مولف شرف الدین ابو القاسم ہبۃ اللہ بن عبدالرحیم البارزی ہیں، یہ دراصل قاضی عیاض رحمہ اللہ کی کتاب الشفاء کی تلخیص ہے جو ایک جلد پر مشتمل ہے۔

شان نبوت کی خصوصیات وامتیازات

شفاء الصدور فی اعلام نبوۃ الرسول و خصائصہ، (نبوت کی نشانیاں اور خصوصیات و امتیازات) یہ الامام الخطیب ابو الربیع سلیمان بن سبع لبستی کی تالیف ہے۔

خصائص نبوت پہ کتابیں

کتاب الخصائص: یہ ابو الخطاب ابن دحیہ کلبی اندلسی کی تالیف ہے جس کا نام ''نہایۃ السول فی خصائص الرسول'' ہے اس کے دو جز ہیں جو ایک ہی جلد میں یکجا ہیں۔ اس طرح سراج

الدین ابن ملقن نے بھی ''غایۃ السول فی خصائص الرسول'' نے نام سے خصوصیات نبوت پر ایک کتاب لکھی ہے۔ مزید چند کتابیں فہرست وار مختصر تفصیل کے ساتھ یہ ہیں۔

(۱) اللفظ المکرّم بخصائص النبی المحترم: یہ قطب الدین محمد بن محمد بن عبداللہ بن خضیر الخیضر ی شافعی کی تالیف ہے۔

(۲) الانوار بخصائص النبی المختار: ابن حجر عسقلانی

(۳) کفایۃ اللبیب فی خصائص الحبیب: جلال الدین سیوطی

اس میں علامہ سیوطی نے یہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بیس سال تک خصائص کی تلاش و جستجو جاری رکھی حتیٰ کہ ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہوگئی۔ سیوطی کی یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے پھر خود ہی انہوں نے اس کی نموذج اللبیب فی خصائص الحبیب کے نام سے تلخیص کی۔ اسی طرح علامہ عبدالوہاب شعرانی نے بھی اس کا اختصار کیا ہے۔

نموذج پر علامہ عبدالرؤف مناوی کی دو شرحیں بھی ہیں ایک چھوٹی جس کا نام فتح الروف الجیب ہے۔ دوسری توضیح فتح الرؤف الجیب کے نام سے بڑی ہے جو ایک جلد پر مشتمل ہے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے علماء نے خصائص کے موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے۔

اسماء صحابہ پر کتابیں

حدیث اور علوم حدیث کے ذخیرہ کتب میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن میں اسماء صحابہ بیان کیے گئے ہیں۔ بنیادی کتب کا تو پہلے ذکر آ ہی چکا ہے یہاں ان کے علاوہ کچھ دیگر اسی موضوع سے متعلق کتابیں ذکر کی جاتی ہیں۔

سب سے پہلے علامہ ابن عبدالبر کی کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب پر لکھے جانے والے ذیول اور اختصارات کو لیجئے۔ اس کی مختصرات یہ ہیں۔

(۱) اعلام الاصابۃ باعلام الصحابۃ: جس کے مصنف محمد بن یعقوب بن محمد بن احمد خلیلی ہیں۔

(۲) روضۃ الاحباب فی مختصر الاستیعاب: یہ شہاب الدین احمد بن یوسف بن ابراہیم الازرعی المالکی کی تالیف ہے۔

(۳) تہذیب الاستیعات: ابن ابی طیی یحییٰ بن حمیدہ حلبی (م ۶۳۰ھ)

الاستیعاب کے ذیولات

اور الاستیعاب کے ذیولات یہ ہیں۔

(۱) ذیل الاستیعاب: ابو سحاق بن امین، جو اگلے صاحب ذیل کے ہم عصر ہیں۔

(۲) ذیل الاستیعاب: ابوبکر محمد بن ابوالقاسم خلف بن سلیمان بن خلف بن محمد بن فتحون اندلسی (م ۵۱۷) یہ بڑا جامع ذیل ہے اور پچھلے ذیل کے مقابلے میں بہتر ہے اس میں مولف نے یہ ذکر کیا ہے کہ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب میں 3500 صحابہ کا ذکر کیا ہے یعنی وہ جن کے نام یا کنیت سے ذکر کیا ہے اور انہیں اس میں وہم ہوا ہے نیز یہ کہ انہوں نے اس کا استدراک کیا کہ ان کی شرط کے موافق اتنی ہی تعداد کے قریب قریب اسماء صحابہ ابن عبدالبر نے چھوڑ بھی دیئے ہیں جن کو صاحب ذیل نے لیا ہے۔
اس ذیل کے مولف ابن فتحون، عیاض کے شیوخ میں سے ہیں۔
کیونکہ انہوں نے اپنی فہرست اور ثبت میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے مجھے ابن عبدالبر کی کتاب پر لکھی ہوئی اپنی دونوں کتابوں یعنی کتاب التنبیہ اور کتاب الذیل کی اجازت دی ہے۔

(۳) ذیل الاستیعاب: ابوالحجاج یوسف بن محمد بن مقلد الجماہری التنوخی شافعی (م ۵۵۸ھ) انہوں نے اپنے استدراک میں ان حضرات کو لیا ہے جن کا ذکر استیعاب میں نہیں آیا۔
اس ذیل کا نام ''الارتجال فی اسماء الرجال'' ہے۔

(۴) ذیل الاستیعاب: ابوالقاسم محمد بن عبدالواحد غافقی غرناطی ملاحی (م ۶۱۹ھ)

اسد الغابہ جزری کے اختصارات

اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ عزالدین ابوالحسن ابن اثیر الجزری کی تالیف ہے۔ اس کے بھی متعدد اختصار ہیں۔

(۱) مختصر اسد الغابۃ : امام نووی

(۲) مختصر اسد الغابۃ : محمد بن محمد الکاشغی نحوی لغوی (م ۷۰۵ھ)

(۳) مختصر اسد الغابہ

یہ علامہ ذہبی کی تالیف ہے جس کا نام التجرید ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے اس میں علامہ نے کتاب کا اختصار بھی کیا ہے اور ضروری اضافے بھی کیے ہیں۔ اس میں تقریباً آٹھ ہزار حضرات کا ذکر ہے۔

الاصابہ فی تمییز الصحابہ: ابن حجر

اسماء صحابہ پر لکھی گئی کتب کی فہرست میں حافظ ابن حجر کی کتاب الاصابہ کا بھی نمایاں مقام ہے اس کا پورا نام الاصابۃ فی تمییز یا فی عد الصحابہ ہے۔

حافظ صاحب نے اس میں ابن عبدالبر کی استیعاب پھر اس کے ذیول، اسد الغابہ اور تجرید وغیرہ کو جمع کرنے کے علاوہ بہت سا اضافہ بھی کیا ہے لیکن مبہمات پر کام کرنے سے پہلے پہلے ہی اجل نے انہیں آن لیا اس لیے یہ کام رہ گیا۔

علامہ سیوطی نے الاصابۃ کا عین الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ کے نام سے اختصار بھی کیا ہے۔ کتابوں میں مذکور صحابہ کی تعداد سے متعلق سیوطی نے تدریب الراوی میں عراقی سے یہ قول نقل کیا ہے فرماتے ہیں:

باوجود صحابہ پر لکھنے والے حضرات آپؐ کی زندگی میں فوت ہونے والوں، آپ کے ساتھ رہنے والوں اور آپ کے دور میں جو بچے تھے ان سب کو لیتے ہیں، لیکن پھر بھی تمام کتابوں میں دس ہزار صحابہ تک بھی تعداد نہیں پہنچتی۔ یعنی اس قدر استقصاء کے باوجود بھی کتابوں میں مندرج ہونے والوں کی تعداد دس ہزار سے کم ہے۔

شہروں اور علاقوں کی تحقیق میں لکھی گئی کتابیں

علوم حدیث کی کتابوں میں ان کتابوں کی بھی اہمیت ہے جن میں راویوں کے حالات بیان کیے جاتے ہیں اور ان کے ناموں اور علاقوں کی تحقیق کی جاتی ہے لیکن یہ کتابیں پیچھے ذکر کردہ کتابوں کے علاوہ ہیں۔ جیسے

معجم البلدان: یاقوت حموی

(۱) معجم البلدان: یہ شہاب الدین ابو عبداللہ یاقوت بن عبداللہ الحموی کی تالیف ہے جو جائے پیدائش کے اعتبار سے حموی، نسل کے اعتبار سے رومی اور سکونت کے اعتبار سے

بغدادی ہیں۔ سن ۶۲۶ھ کو حلب شہر کے باہر رباط میں ان کا انتقال ہوا۔

اس کتاب کا موضوع یا مقصد شہروں، پہاڑوں، وادیوں، جنگلوں، بستیوں، محلوں، علاقوں، سمندروں، دریاؤں، بتوں، مورتیوں اور سمندروں تک کے نام اور ان کا تعارف بیان کرنا ہے۔ یعنی یہ اپنے دور میں گویا جغرافیہ کا ان سائیکلو پیڈیا تھا۔

یاقوت حموی کی اس کے علاوہ بھی کتب ہیں مثلاً

(۱) المقتضب فی انساب العرب:

(۲) المشترک وضعاً المختلف صقعاً: یہ بڑی مفید کتاب ہے۔

معجم البلدان: ابن عساکر

اسی طرح ''معجم البلدان فی معرفۃ المدن والقری والخراب والعمار والسہل والوعر من کل مکان'' ہی کے لیے چوڑے نام سے علامہ ابوالقاسم ابن عساکر نے بھی ایک کتاب تالیف کی ہے پھر خود ہی اس کا اختصار کیا اور اس کا نام مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ والبقاع رکھا۔

اسی طرح علامہ سیوطی نے یاقوت حموی کی معجم کا اختصار کر کے اس کا بھی یہی نام رکھا تھا لیکن وہ اس کی تکمیل نہیں کر پائے تھے۔

قرۃ العین: عبدالغنی

قرۃ العین فی ضبط اسماء رجال الصحیحین، یہ علامہ عبدالغنی بن صفی الدین احمد بن محمد بن علی بحرانی شافعی کی تالیف ہے۔ جو شوال ۱۱۷۴ھ کو اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔ اسی قبیل سے ذہبی کی ''مشتبہ الاسماء والنسبۃ'' اور حافظ صاحب کی ''تبصیر المنتبہ فی تحریر المشتبہ'' بھی ہے۔ ان کے متعلق تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

تہذیب الاسماء واللغات: نووی

اسی فہرست میں محدث شام، ولی اللہ، محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف الدین نووی کی شافعی (م ۶۷۶ھ) کی کتاب تہذیب الاسماء واللغات بھی ہے۔

نووی نے اس کتاب میں مختصر مزنی، مہذب، وسیط، تنبیہ، وجیز اور روضہ، ان تمام کتابوں کے الفاظ کو جمع کر دیا۔ نووی کا کہنا یہ ہے کہ یہ چھ کتابیں تمام ضروری لغات والفاظ کو جامع

اور محیط ہیں۔ پھران الفاظ کے ساتھ ساتھ وہ تمام ضرورت کے الفاظ بھی اکٹھے کردیے ہیں جن کا ان کتب میں کسی بھی حوالے سے ذکر آتا ہے۔ روایت کے ضمن میں ہو یا بغیر روایت کے خواہ وہ مسلم ہوں یا کافر نیک ہوں یا بدکار، مرد ہوں یا عورتیں، ملائکہ ہوں یا جنات سب کے نام اکٹھے کردیے۔

اور اس لحاظ سے نووی نے کتاب کے دو حصے کردیے ہیں ایک میں یہی اسماء ہیں اور دوسرے میں لغات، یعنی الفاظ ومعانی۔

بہرکیف: نووی کی یہ کتاب اپنے موضوع پر بڑا عمدہ کام ہے۔ اسی طرح علامہ محمد طاہر پٹنی کی بھی اسماء رجال کے ضبط میں ایک کتاب ہے جس کا نام مغنی ہے۔ اسی طرح قاموس اور اس کی شرح تاج العروس میں بھی اسماء رواۃ اور بلدان کا صحیح تلفظ بتانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اس موضوع پر متعدد کتابیں ہیں جن کا پیچھے المؤتلف والمختلف کے ضمن میں ذکر آ چکا ہے۔

کتاب الہدایہ: کلاباذی

اسی طرح حافظ کلاباذی کی کتاب: ''کتاب الهداية والارشاد فی معرفة اہل الثقة والسد اوالذین اخرج لہم الامام محمد بن اسماعیل البخاری فی جامعہ کے نام سے کتاب ہے جس میں یعنی ان رواۃ کا تذکرہ جن سے امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں روایات لی ہیں۔ حافظ کلاباذی کا نام ابونصر احمد بن حسین بن حسن بن علی بن رستم بخاری کلاباذی ہے جو نہایت مضبوط محدث اور اپنے زمانے میں ماوراء النہر کے علاقوں میں سب سے زیادہ علم اور حافظے والے تھے۔

ان کی پیدائش ۳۰۶ھ کو اور وفات ۳۹۸ھ کو ہوئی۔

کتاب التعدیل: ابوالولید باجی

بخاری کے رجال کے حوالے سے ابوالولید سلیمان بن خلف باجی (م ۴۷۴ھ) نے بھی کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ''کتاب التعدیل والتجریح لمن روی عنہ البخاری فی الصحیح'' ہے۔

اور ابوبکر احمد بن علی بن محمد اصبہانی جو ابن منجویہ کے نام سے معروف ہیں۔ انہوں نے رجال مسلم کو جمع کیا ہے۔

اور ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی نے دونوں کے رجال کو جمع کر کے کتاب لکھی جس میں بنیادی طور سے ابن منجویہ اور ابونصر کی ہی کتاب کو اکٹھا کیا اور اس پر استدراک کیا۔

بلقینی شافعی

ان کے علاوہ سراج الدین ابوحفص عمر بن رسلان بن نصر البلقینی کی بھی کتاب ہے بلقین مصر میں حلہ کے قریب ایک قصبے کا نام ہے جس کی نسبت سے یہ بلقینی کہلاتے ہیں بلقینی شافعی المذہب عالم تھے اور شیخ الاسلام اور علامۃ الدنیا کے لقب سے معروف تھے سن ۸۰۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

اسی طرح ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن حسن طبری المعروف لال کائی اور شہاب الدین ابوالحسین احمد بن احمد بن احمد بن حسین بن موسیٰ کردی کہاری (م ۷۶۳ھ) کی بھی اس موضوع پر کتاب ہے۔ کہاری کی اس کے علاوہ سنن اربعہ کے رجال پر بھی کتاب ہے۔ اسی طرح حافظ ابن حجر کی بھی ہے۔ اسی طرح صحیحین میں مروی عنہ صحابہ کے حالات میں عماد الدین ابوزکریا یحییٰ بن ابوبکر عامری یمنی (م ۸۹۳ھ) کی بھی کتاب ہے۔ اور ان کی اس کے علاوہ ''بہجۃ المحافل وبغیۃ الاماثل فی تلخیص السیر والمعجزات والشمائل'' کے نام سے سیرۃ نبوی پر بھی کتاب ہے۔

ان کے علاوہ ابوعلی حسین بن محمد غسانی جو جیانی کے نام سے معروف ہیں اور مشہور محدث ہیں۔ انہوں نے سنن ابوداؤد کے رجال پر ایک کتاب لکھی ہے۔

اسی طرح علماء مغرب میں سے متعدد حضرات نے ترمذی اور نسائی کے رجال پر کتابیں لکھیں ہیں جن میں سے ایک حافظ ابومحمد الدورقی ہیں ان کی ان دونوں کتابوں میں سے ہر ایک کے رجال پر الگ سے کتاب ہے۔

الکمال: مقدسی، ابن النجار

اس کے علاوہ بعض حضرات نے یہ کیا کہ صحاح ستہ کے تمام کے تمام رجال کو اکٹھا کر دیا جیسے ابن النجار البغدادی نے ''الکمال فی معرفۃ الرجال'' کے نام سے سب کو اکٹھا کر دیا اور برہان الدین حلبی نے ''نہایۃ السول فی رواۃ الستۃ الاصول'' کے نام سے جمع کیا اور حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی نے الکمال فی اسماء الرجال کے نام سے چار جلدوں میں اکٹھا کیا۔

تہذیب الکمال: مزی

اور حافظ ابوالحجاج مزی نے اس کی تہذیب و تنقیح کر کے اس کو تہذیب الکمال فی اسماء الرجال کا نام دیا جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔

بقول تاج الدین سبکی اہل علم اس بات پر بیک زبان متفق ہیں کہ اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی اور ایک دوسرے صاحب علم کا یہ کہنا ہے:

یہ بہت بڑی کتاب ہے ایسی کتاب نہ لکھی گئی ہے اور نہ ہی لکھی جا سکتی ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مزی اس کو مکمل نہ کر سکے تھے بعد میں مغلطائی نے اس کو مکمل کیا پھر ہر مقبول اور مبسوط کتاب کی طرح مزی کی اس جلیل القدر کتاب کے بھی اختصارات لکھے گئے۔

تذہیب التہذیب: علامہ ذہبی

سب سے پہلے علامہ ذہبی کا اختصار ہے جسے انہوں نے تذھیب التہذیب کا نام دیا۔

پھر اس تذہیب کا اختصار کر کے الکاشف نام رکھا۔

علامہ ذہبی کے علاوہ صفی الدین احمد بن عبداللہ خزرجی ساعدی (مولود ۹۰۰ھ) نے بھی کچھ اضافوں کے ساتھ تہذیب کا اختصار لکھا جو خلاصۃ التہذیب کے نام سے ہے مولف نے یہ کام ۹۲۳ھ میں کیا (یعنی ۲۳ سال کی عمر میں)

تہذیب التہذیب: حافظ ابن حجر

ذہبی کے علاوہ حافظ ابن حجر نے بھی بہت سے اضافوں اور فوائد کے ساتھ تہذیب الکمال کا اختصار لکھا ہے جس کا نام تہذیب التہذیب ہے۔

پھر خود ہی اس کی ایک تصنیف لطیف کی صورت میں تلخیص کی جس کا نام تقریب التہذیب ہے۔ حافظ صاحب کی اس کے علاوہ تہذیب میں نہ ذکر ہونے والے رواۃ پر کتاب الثقات کے نام سے بھی کتاب ہے لیکن یہ پوری نہیں ہو سکی اور فوائد الاحتفال فی احوال الرجال المذکورین فی البخاری زیادۃ علی تہذیب الکمال یعنی ان رجال اور راویوں کا تذکرہ جو بخاری میں ہیں لیکن تہذیب میں نہیں یہ کتاب ان کے اضافے پر مشتمل ہے۔ جو ایک جلد پر پھیلا ہوا ہے۔

ان کے علاوہ سیوطی کی بھی زوائد الرجال علی تہذیب الکمال کے نام سے کتاب ہے۔
اسی طرح ابن ملقن کی اکمال تہذیب الکمال فی اسماء الرجال کے نام سے اور حافظ مغلطائی کی بھی کتاب ہے۔

تعجیل المنفعہ: حافظ ابن حجر

حافظ ابن حجر کی اس کے علاوہ ''تعجیل المنفعہ بزوائد رجال الائمۃ الاربعۃ'' کے نام سے بھی رجال پر کتاب ہے جس میں کتب ستہ کے علاوہ ان رواۃ کا تذکرہ ہے جن سے ائمہ اربعہ کی کتابوں میں سے کسی کتاب میں روایت لی گئی ہے اور حافظ شمس الدین محمد بن علی بن حسن دمشقی حسینی نے التذکرۃ فی رجال العشرۃ کے نام سے دس کتابوں کے رواۃ جمع کر دیئے ہیں۔

(۱) التعریف برجال الموطا: اس کے مولف ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ ابن احمد بن محمد جو کہ ابن الحذا تمیمی کے نام سے مشہور تھے (سن ۴۱۰ھ کو فوت ہوئے) یہ کتاب چار اسفار پر مشتمل ہے۔

رجال موطا: سیوطی

(۲) اس کے علاوہ سیوطی کی بھی اسعاف المبطا برجال الموطا کے نام سے موطا کے رجال پر ایک کتاب ہے۔

رجال طحاوی: عینی

علامہ طحاوی کی شرح معانی الآثار کے رجال پر علامہ عینی نے مغانی الاخیار فی رجال معانی الآثار کے نام سے دو جلدوں میں کتاب لکھی۔ اسی طرح شیخ قاسم بن قطلو بغا حنفی نے بھی الاثیار فی رجال معانی الآثار کے نام سے کتاب لکھی۔

رجال شمائل: لقانی

شمائل کے رجال اور رواۃ پر علامہ ابوالدرداء برہان الدین ابراہیم بن ابراہیم بن حسن لقانی مالکی نے بہجۃ المحافل واجمل الوسائل بالتعریف برواۃ الشمائل کے نام سے ایک جلد میں کتاب لکھی علامہ لقانی ۱۰۴۱ھ کو حج سے واپسی پر فوت ہوئے۔

کتاب الثقات: ابن قطلو بغا

مشکوۃ المصابیح کے مولف نے خود رجال مشکوۃ پر کتاب لکھی۔ اسی طرح علامہ ابن قطلو بغا حنفی نے کتاب الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستۃ کے نام سے ان رواۃ کا تذکرہ کیا ہے جو ثقہ اور باعتماد ہیں لیکن کتب ستہ میں ان کا ذکر نہیں۔

ضعفاء و مجروحین پر کتابیں

اسماء رجال کی کتابوں میں جیسے ثقہ راویوں کے لیے علیحدہ کتب اور مدونات ہیں ایسے ہی ان کے مقابل اور برعکس ضعفاء متروکین اور مدلسین اور مجہول وغیرہ جیسی صفات والے راویوں کے لیے بھی علیحدہ سے مستقل کتب موجود ہیں۔ ذیل میں ان کی فہرست نمبروار ملاحظہ فرمائیں۔

قانون الموضوعات: طاہر پٹنی

(۱) قانون الموضوعات فی ذکر الضعفاء والوضاعین، یعنی ضعفا اور گھڑنتو راویوں کا تذکرہ جو محدث ہند علامہ محمد طاہر پٹنی کی تالیف ہے۔

(۲) کتاب الضعفاء والمتروکین: یعنی ضعیف اور وہ راوی جن کی روایت نہیں لی گئی ان کا تذکرہ یہ علامہ ابن جوزی کی تالیف ہے۔

التکمیل: ابن کثیر

(۳) التکمیل فی اسماء الثقات والضعفاء والمجاہیل: یہ ثقہ ضعیف اور مجہول تینوں قسم کے راویوں کا تذکرہ ہے۔ جو حافظ عماد الدین ابن کثیر (تفسیر ابن کثیر والے) کی تالیف ہے اس میں انہوں نے مزی کی تہذیب الکمال اور ذہبی کی میزان الاعتدال کو کچھ اضافوں کے ساتھ جمع کرنے کے علاوہ ذہبی کی ہی دوسری کتاب المغنی فی الضعفاء و بعض الثقات کو لیا ہے، ابن کثیر کی یہ کاوش ایک جلد پر مشتمل ہے۔
اس میں علامہ صرف ایک ہی لفظ میں راوی کے متعلق صحیح ترین رائے ذکر کردیتے ہیں۔ بہرکیف! ابن کثیر کی یہ کتاب بڑی عمدہ چیز ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی کا اس پر ایک ذیل بھی ہے۔
ذہبی کی اس کے علاوہ دیوان الضعفاء اور معرفۃ الرواۃ فیہم بمالا یوجب الرد کے نام

سے بھی کتابیں ہیں۔

اللآلی المصنوعہ اور اس کے سیوطی والے ذیل میں جن جن رواۃ کا ذکر ہے ان کے حالات کا تذکرہ اور تحقیق علامہ عبدالوہاب بن محمد غوث بن محمد بن احمد المدراسی نے کشف الاحوال فی نقد الرجال کے نام سے کی ہے۔

اسی طرح حافظ برہان الدین حلبی نے الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث کے نام سے گھڑنتو راویوں کا علیحدہ تذکرہ کیا ہے۔ حلبی کی اس کے علاوہ التبیین لاسماء المدلسین اور الاغتباط بمن رمی بالاختلاط کے نام سے بھی رجال کے بعض خاص پہلوؤں (تدلیس واختلاط) پر دو علیحدہ سے کتابیں ہیں۔ اسی فہرست میں حافظ ابن حجر کی مدلسین پر تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصفین بالتدلیس کے نام سے بھی کتاب ہے۔ ضعفاو متروک راویوں پر کتابیں تو بے شمار ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

وفیات کی کتابیں

علوم حدیث اور تعلقات خصوصاً رجال کے موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں وفیات کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں کی بھی خاص اہمیت ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعے کسی راوی کی دوسرے سے ملاقات کی صحت اور امکان کو جانچا جا سکتا ہے۔ چند کتابیں ملاحظہ ہوں۔

(۱)	درالسحابۃ فی وفیات الصحابۃ	:	صاغانی
(۲)	الاعلام بوفیات الاعلام	:	ذہبی
(۳)	التکملہ لوفیات النقلہ	:	حافظ ذکی الدین عبدالعظیم المنذری
(۴)	تاریخ الوفاۃ للمتاخرین من الرواۃ	:	ابوسعد السمعانی
(۵)	کتاب الوفیات	:	ابوالقاسم عبدالرحمان بن مندہ اس میں

بہت استیعاب واستقصاء سے کام لیا گیا ہے۔ ذہبی فرماتے ہیں۔

''میں نے اس سے زیادہ کسی کتاب میں استیعاب نہیں دیکھا۔''

علوم حدیث کی تین اہم چیزیں

ابوعبداللہ محمد بن ابونصر حمیدی جو الجمع بین الصحیحین کے مولف ہیں وہ فرمایا کرتے

تھے کہ علوم حدیث میں تین چیزیں ایسی ہیں جن کا پہلے مرحلے میں ہی اہتمام ہونا ضروری ہے۔ وہ تینوں یہ ہیں۔

(۱) کتاب العلل: یعنی روایت کے اندر خفیہ علت اور گڑبڑ کا موضوع: اور اس موضوع پر امام دارقطنی کی کتاب العلل حرف آخر ہے۔

(۲) المؤتلف والمختلف کا موضوع یعنی (وہ اسماء جن میں تلفظ، کتابت اسم، کنیت وغیرہ کے حوالے سے اشتراک اور ظاہری مشابہت ہو لیکن حقیقت میں اختلاف اور تفاوت ہو) اور اس موضوع پر متقدمین کی نسبت بہترین کتاب ابن ماکولا کی ہے۔

(۳) تیسرا موضوع وفیات شیوخ ہے لیکن اس میں کوئی کتاب نہیں۔ تدریب الراوی میں علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ کتاب نہ ہونے سے حمیدی کی مراد یہ ہے کہ استقصاء اور استیعاب والی کوئی کتاب نہیں ورنہ اس موضوع پر ابن زبر اور ابن قانع کی کتابیں ہیں ابن زبر کی کتاب پر پھر درج ذیل حضرات نے مرحلہ وار ذیل بھی لکھے۔ (۱) عبدالعزیز احمد کتانی (۲) ابومحمد الاکفانی (۳) ابوالحسن بن مفضل (۴) منذری، (۵) سید عزالدین احمد بن محمد حسینی (۶) محدث احمد بن ایبک دمیاطی (۷) حافظ ابوالفضل عراقی۔

وفیات ابن قانع اور ابن زبر

مولف کتاب (علامہ کتانی): علامہ سیوطی کی اس عبارت کی مزید تفصیل کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

وفیات پر قاضی ابوالحسین عبدالباقی بن قانع بغدادی نے لکھا جو کہ مشہور محدث تھے، ان کی وفات (جیسا کہ پیچھے گزرا) سن ۳۵۱ھ کو ہوئی۔ اور وفیات میں ان کی آخری نقل ۳۴۶ھ کی ہے۔ یعنی خود اپنی وفات سے پانچ سال قبل تک۔

اسی طرح قاضی ابوسلیمان محمد بن ابومحمد عبداللہ بن احمد بن ربیعہ بن زبر الربعی دمشقی نے بھی وفیات پر کتاب لکھی۔

ابن زبر محدث دمشق کے لقب سے مشہور تھے ان کے والد ابومحمد بن زبر بھی زبردست

محدث اور مضبوط ولائق مصنف تھے۔ابن زبر کی وفات ۳۷۹ھ کی ہے۔

ذہبی فرماتے ہیں۔ابن زبر کی وفیات پر سنین کے اعتبار سے مشہور کتاب ہے جس میں انہوں نے عہد رسالت میں سے ہجرت سے لے کر ۳۳۸ھ تک کی وفیات بیان کی ہیں۔

ان کے ذیولات

پھر اس پر ابو محمد علامہ عبدالعزیز بن احمد بن محمد بن علی کتانی تمیمی (م ۴۶۶ھ) جو دمشق کے باشندے اور صوفی و بلند پایہ محدث تھے۔انہوں نے ذیل لکھا۔

پھر کتانی کے ذیل پر ان کے شاگرد رشید محدث دمشق ابو محمد ہبۃ اللہ بن احمد الانصاری اکفانی (م ۵۲۴ھ) نے چھوٹا ذیل لکھا جو بیس سے لے کر ۴۸۵ھ ہجری تک کی وفیات پر مشتمل ہے۔اس کا نام جامع الوفیات ہے۔پھر اکفانی کے ذیل پر مشرف الدین ابوالحسن علی بن مفضل بن علی المقدسی ثم الاسکندری مالکی نے ذیل لکھا۔مقدسی مشہور محدث اور متعدد تصانیف کے مالک ہیں سن ۶۱۱ھ کو قاہراہ میں فوت ہوئے۔اوران کا یہ ذیل ۵۸۱ھ تک کی وفیات پر مشتمل ہے۔پھر ابن مفضل کے ذیل پر علامہ ذکی الدین ابو محمد عبدالعظیم منذری نے ذیل لکھا منذری کا یہ ذیل بہت بڑا مضبوط اور مفید کام ہے۔مشہور یہ ہے کہ یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔بغیۃ الوعاۃ میں لکھا ہے کہ یہ ایک جلد میں ہے جس کا نام ''التکملہ لوفیات النقلہ'' ہے۔

اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ مذکورہ کتابوں میں بہت سے لوگوں سے اہمال اور غفلت ہوئی ہے اورانہوں نے خودان کے ذکر کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

پھر منذری کے ذیل پر ان کے شاگرد حافظ سید عزالدین ابوالعباس یا ابوالقاسم احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن حسینی (م ۶۹۵ھ) نے ذیل لکھا۔عزالدین پہلے حلب کے رہنے والے تھے بعد میں مصر منتقل ہو گئے۔اس لیے حلبی اور مصری کی نسبت سے یاد کیے جاتے ہیں۔سید عزالدین کا یہ ذیل ایک جلد پر مشتمل ہے۔

پھر سید عزالدین کے اس ذیل پر شہاب الدین ابوالحسن احمد بن ایبک بن عبداللہ حسامی نے ذیل لکھا۔ابن ایبک دمیاطی کے نام سے مشہور تھے۔ان کا یہ ذیل ۷۴۹ھ تک ہے۔جو طاعون کا سال ہے اسی سال رمضان میں طاعون کی حالت میں یہ فوت ہوئے۔

پھر ابن ایبک کے ذیل پر علامہ ابوالفضل زین الدین عبدالرحیم عراقی نے ذیل لکھا جو سن ۶۲۵ھ تک کے وفیات پر ہے۔

پھر ان کے ذیل پر ان کے بیٹے ابوزرعہ عراقی نے ذیل لکھا یہاں تک کہ وہ سن ۸۲۶ھ کو فوت ہوئے۔

سخاوی کہتے ہیں لیکن جو میں نے ذیل دیکھا ہے اس میں مستقل طور پر ۸۷ھ تک وفیات ہیں البتہ بعد میں کچھ صفحات ہیں جو منتشر و متفرق ہیں اور بعد کے متاخرین کے ذیول متقدمین کی نسبت مفصل بھی ہیں اور مفید بھی البتہ ترتیب میں سب سنین کے حساب سے ہیں۔

اصول حدیث کی کتابیں

علوم حدیث میں بہت اہم اور بنیاوی کتابیں وہ ہیں جن میں مصطلح الحدیث یا اصول حدیث کے حوالے سے مواد ہے۔ اس موضوع پر گویا مکتبوں کے مکتبے بھرے پڑے ہیں چند ایک اہم اہم اور بنیادی کتابوں کا یہاں ہم تعارف کرواتے ہیں۔

ابتدائی کاوشیں

سب سے پہلے (جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے) حافظ ابومحمد رامہرمزی نے اس موضوع پر لکھا لیکن ان کا کام ظاہر ہے ابتدائی کاوش تھی اس لیے طبعی بات یہ ہے کہ استیعاب مباحث نہ ہو سکا۔

پھر ان کے بعد ابوعبداللہ حاکم (صاحب مستدرک) آئے انہوں نے حدیث کی قسموں میں سے پچاس اقسام بیان کیں لیکن یہ بھی استیعاب نہ کر سکے بلکہ ان کی کتاب تہذیب و تنقیح کے مرحلے سے بھی نہ گزر سکی۔

مقدمہ ابن الصلاح کی مرکزیت

پھر ان کے بعد ابوعمرو عثمان ابن الصلاح نے اپنی کتاب علوم الحدیث لکھی اس میں انہوں نے حدیث کی پینسٹھ قسمیں ذکر کیں اور تہذیب بھی کی اور اپنی کتاب میں وہ تمام مفید چیزیں اکٹھی کر دیں جو دیگر کتب میں متفرق طور سے موجود تھیں ان کے استقصاء اور اہتمام کو دیکھتے ہوئے فن اصول کے شائقین ان کی اس کتاب پر گویا جھک پڑے اور امڈ آئے۔

بہت سے لوگوں نے اس کو نظم کا جامہ پہنایا، دوسرے کچھ لوگوں نے اس کے اختصار لکھے کچھ نے استدراک مباحث کیا کچھ نے اسی پر اکتفا کیا اور کچھ اس کے معارضے ومقابلے میں لکھنے لگے کچھ پھر ان کے حق میں طرفدار بن کر لکھنے بیٹھے (اس طرح ایک پورا گویا مکتبہ تیار ہو گیا)۔

حضرات ثلاثہ کے نکات

زین الدین، بدرالدین زرکشی اور حافظ ابن حجر ان تینوں جلیل القدر محدثین میں سے ہر ایک کے اس (مقدمہ ابن الصلاح) پر نکات ہیں۔ عراقی کے نکات کا نام: "التقیید والایضاح لما اطلق واغلق من کتاب ابن الصلاح" ہے جو ایک جلد پر مشتمل ہے۔ اور حافظ ابن حجر کے الافصاح علی نکت ابن الصلاح کے نام سے ہیں۔

المنہل الروی: ابن جماعۃ

مقدمہ ابن الصلاح کا اختصار لکھنے والی بھی پوری ایک جماعت ہے جن میں سے ایک مصر کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) بدرالدین محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعہ کنانی حموی ہیں جو شافعی المذہب تھے اور سن ۷۳۲ھ کو مصر میں فوت ہوئے اور قرافہ میں دفن ہوئے۔ اس اختصار کا نام: المنہل الروی فی الحدیث النبوی ہے پھر ان کے پوتے عزالدین محمد بن ابوبکر بن عبدالعزیز بن بدرالدین بن جماعہ کنانی نے المنہج السوی فی شرح المنہل الروی کے نام سے اس کی شرح لکھی۔

التقریب: نووی

مقدمہ ابن الصلاح کے اختصار کرنے والوں میں علامہ نووی بھی شامل ہیں ان کے ابتدائی اختصار کا نام "الارشاد" ہے پھر دوسرے مرحلے میں مزید اختصار کیا تو تقریب الارشاد نام ہوا۔ یہی آج کل رائج اور مشہور ہے۔

الفیہ عراقی

مقدمہ ابن الصلاح پر زین الدین عراقی، سخاوی اور سیوطی وغیرہ کی متعدد شروح بھی ہیں۔ بہت سے اضافوں کے ساتھ زین الدین عراقی نے اسے ہزار شعروں میں منظوم کر دیا جس

کا نام نظم الدرر فی علم الاثر ہے۔

پھر خود اس کی دو شرحیں لکھیں ایک طویل اور دوسری مختصر اس کی شرح کرنے والوں میں سخاوی بھی شامل ہیں جنہوں نے فتح المغیث فی شرح الفیۃ الحدیث کے نام سے شرح لکھی۔ سخاوی کی شرح الفیہ کی سب سے بہترین شرح ہے۔ ضبط واتقان اور تحقیق واستقصاء میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ سیوطی نے بھی الفیہ کی شرح لکھی جس کا نام قطر الدرر ہے، اسی طرح قطب الدین محمد بن محمد خیضر دمشقی نے صعود المراقی کے نام سے اس کی شرح رقم کی۔

فتح الباقی: زکریا انصاری

ان کے علاوہ شیخ الاسلام قاضی ابو یحییٰ زکریا بن محمد انصاری مصری جو شافعی المسلک تھے اور سن ۹۲۸ھ کو مصر میں فوت ہوئے۔ انہوں نے بھی فتح الباقی بشرح الفیۃ العراقی کے نام سے اس کی شرح لکھی۔

حاشیہ عدوی

ان کے علاوہ شیخ علی بن احمد بن مکرم صعیدی عدوی مالکی جو مصر میں سن ۱۱۸۹ھ کو فوت ہوئے ان کا الفیہ عراقی پر ایک جلد میں ایک حاشیہ ہے۔

الفیہ سیوطی

اصول حدیث میں جلال الدین سیوطی نے بھی ایک الفیہ لکھا ہے جو الفیہ عراقی کے قریب قریب ہے اس میں سیوطی نے بہت سے مزید نکات اور فوائد کا اضافہ بھی کیا ہے۔

شرح نخبۃ الفکر کے حواشی

اصول حدیث کی کتابوں میں حافظ ابن حجر کی کتاب نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر بھی شامل ہے جس کی بعد میں مولف نے خود ہی نزہتہ النظر کے نام سے شرح کی ابن حجر کی اس کتاب پر دو حاشیے ہیں۔

(۱) شیخ ابو الامداد ابراہیم بن ابراہیم بن حسن اوقانی مالکی کا جو قضاء الوطر من نزہتہ النظر کے نام سے موسوم ہے۔

(۲) شیخ قاسم بن قطلو بغا حنفی کا۔

شروحات

شرح نخبۃ الفکر کی متعدد شروحات بھی ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

(۱) نتیجۃ النظر فی شرح نخبۃ الفکر: یہ خود مصنف کے بیٹے کمال الدین محمد بن احمد بن حجر العسقلانی کی تالیف ہے۔

شرح نخبۃ: شمنی

(۲) شرح نخبۃ الفکر: یہ ابن حجر کے ہم عصر عالم، کمال الدین ابوعبداللہ محمد بن حسن بن علی بن یحییٰ بن محمد بن خلف اللہ بن خلیفہ تمیمی داری مالکی شمنی کی تالیف ہے جو مصر کے شہر اسکندریہ کی وجہ سے اسکندری بھی کہلاتے ہیں۔ بعد میں قاہرہ میں مقیم ہو گئے۔ سن ۸۲۱ھ کو فوت ہوئے۔ حافظ ابن حجر نے اپنی معجم میں ان کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ انہوں نے میری کتاب نخبۃ الفکر کو نظم کا جامہ بھی پہنایا اور اس کی شرح بھی لکھی ہے۔

شرح الشرح: ملا علی قاری

(۳) مصطلحات اہل الاثر علی شرح نخبۃ الفکر۔ یہ مولف کی شرح پر شرح ہے۔ جو بہت سے قیمتی اور مفید نکات پر مشتمل اور رائج و متداول ہے۔

(۴) الیواقیت والدرر: علامہ عبدالروف المناوی کی شرح ہے۔

شرح ابوالحسن سندھی

اس طرح شیخ ابوالحسن محمد صادق بن عبدالہادی سندھی مدنی حنفی نے بھی اس کی شرح لکھی۔ شیخ ابوالحسن سندھی جلیل القدر عالم تھے۔ مذہب حنفی تھا، بعد میں سندھ سے مستقل طور سے مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے تھے۔

نخبۃ الفکر: منظوم

نخبۃ الفکر کی مقدمہ ابن الصلاح کی طرح مرکزیت و جامعیت کے پیش نظر حواشی اور کثیر تعداد میں شروحات کے ساتھ ساتھ اس کو نظم بھی کیا گیا۔ منظومات یہ ہیں۔

شرح شمنی

(۱) پہلے ناظم وہی علامہ کمال الدین شمنی ہیں جن کا تذکرہ ابھی شارحین نخبۃ کے ضمن میں گزر چکا ہے۔
شمنی کے بیٹے علامہ تقی الدین ابوالعباس احمد بن محمد شمنی قسطلا طینی نے پھر اس کی شرح لکھی۔ جس کا نام :العالی المرتبہ فی شرح نظم النخبۃ ہے۔ تقی الدین، شمنی اصل تو قسطنطنیہ کے تھے۔ البتہ پیدائش اسکندریہ میں اور نشوونما اور تربیت قاہرہ میں ہوئی پہلے مالکی مذہب کے پیرو تھے بعد میں حنفی مذہب اختیار کرلیا۔
تقی الدین شمنی ہی مغنی ابن ہشام کے شارح اور شفاء کے محشی ہیں۔ سن ۸۳۲ھ کو فوت ہوئے۔

منظوم نخبۃ: فاسی

(۲) نخبۃ الفکر کے دوسرے ناظم ابو حامد سیدی العربی ابن ابی المحاسن سیدی یوسف بن محمد ہیں جو جائے سکونت اور لقب کے اعتبار سے فاسی، اصل کے اعتبار سے قصری اور نسباً مہری ہیں۔ سن ۱۰۵۲ھ کو فوت ہوئے۔
ان کی نظم کا نام عقد الدرر فی نظم نخبۃ الفکر ہے۔ خود ناظم نے اس پر شرح بھی لکھی ہے، ناظم کا اس کے علاوہ القاب حدیث میں الطرفہ نام سے ایک مختصر منظومہ بھی ہے۔
اس منظومے پر ابو عبداللہ سیدی محمد فتحا بن شیخ الاسلام ابو محمد عبدالقادر بن علی بن ابوالمحاسن سیدی یوسف الفاسی (م ۱۱۱۶ھ) کی ایک شرح بھی ہے جو کہ مشہور اور متداول ہے۔ ہمارے زمانے میں اس پر متعدد حواشی بھی لکھے گئے ہیں۔
ان میں سے بعض محشین نے مذکورہ کتاب کے حواشی میں ہمارے حواشی الطرر سے بھی استفادہ کیا ہے۔

ظفر الامانی: عبدالحی لکھنوی

اصول حدیث پر سید ابوالحسن علی بن محمد بن علی حسینی الجرجانی الحنفی کا بھی ایک مختصر رسالہ ہے جو علوم حدیث کی اہم اور ضروری باتوں کو جامع ہے۔

سید شریف نے اسے ایک مقدمہ اور مقاصد پر ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کا اکثر مواد اصول حدیث میں حسن الطیبی کے خلاصے سے ماخوذ ہے۔ سید شریف جرجانی کے اس رسالے کی بعد کے زمانے میں ہندوستان کے ایک جلیل القدر عالم ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی (م۱۳۰۴ھ) نے ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی کے نام سے نہایت مفید شرح لکھی ہے۔

قصیدہ غرامیہ

یہ ابوالعباس شہاب الدین احمد بن فرح بن احمد بن محمد اللخمی الشبیلی کا القاب حدیث پر قصیدہ ہے۔ ابن فرح شافعی المسلک تھے، بعد میں اندلس کی بجائے دمشق میں مقیم ہو گئے تھے سن ۶۹۹ھ میں انتقال ہوا اس قصیدے کو غرامیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ابتدائی شعر میں ہی ''غرامی صحیح'' کے الفاظ ہیں۔

شروحات غرامیہ

قصیدہ غرامیہ کی متعدد حضرات نے شرح لکھی ہے۔

(۱) شیخ قاسم بن قطلو بغا حنفی۔

(۲) بدرالدین محمد بن ابوبکر بن جماعۃ اس شرح کا نام زوال الترح بشرح منظومۃ ابن فرح ہے۔

بغیۃ الرواۃ کے مطابق ان کی اس پر تین شرحیں ہیں۔

(۳) ابوالعباس احمد بن حسین بن علی بن خطیب بن قنفذ القسطنطینی (م۸۱۰ھ)

(۴) شمس الدین ابوالفضل محمد بن محمد بن محمد الدلجی العثمانی شافعی (م۹۵۰ھ)

(۵) محمد بن ابراہیم بن خلیل التتائی المالکی (م۹۳۷ھ)

اصول حدیث میں شیخ عمر بن محمد بن فتوح بیقونی دمشقی شافعی کا بھی ایک منظومہ ہے جو منظومہ بیقونیہ کے نام سے معروف ہے۔

اس منظومے کی بھی متعدد شروحات ہیں جیسے

(۱) شرح : شیخ محمد بن سعدان المعروف جاد المولی شافعی حاجری (م ۱۲۲۹ھ)

(۲) شرح حموی

(۳) شرح : ابن المیت البدیری الدمیاطی

(۴) شرح : محمد بن عبدالباقی الزرقانی وغیرہ

اصول و مصطلح حدیث کی کتابیں بہت زیادہ ہیں۔ایسے ہی سارے علوم حدیث بڑے تفصیل طلب ہیں اور اس میں ائمہ فن نے ہر ہر پہلو اور گوشے میں غایت درجے کی داد تحقیق دی ہے۔اس کی وسعت وتنوع کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ "ضعیف" حدیث کی ایک قسم ہے۔ابو حاتم بن حبان نے اپنی تقسیم میں اس کی انچاس قسمیں بیان کی ہیں اور ابن ملقن کا کہنا ہے کہ اس کی قسمیں دو سو سے بھی اوپر چلی جاتی ہیں۔ یہ ایک قسم کا حال ہے تو باقیوں کا اندازہ خود ہی لگا لیجئے۔

ع قیاس کن ز بہار من گلستان مرا

حرف آخر

علوم کی جتنی بھی انواع و اقسام ہیں ان میں سے سب سے اہمیت اور ضرورت والا علم رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کا علم ہے۔

اس علم کی تفصیل وصورت یہ ہے کہ احادیث کے متون، اسناد اور اس سے متعلق تمام امور کی معرفت و بصیرت حاصل ہو۔یعنی ایک طرف حدیث کا متن اور سند معلوم ہو اور دوسرے اس کے ساتھ ساتھ اس حدیث اور روایت سے تعلق رکھنے والی تمام ضروری باتیں معلوم ہوں۔

علم حدیث کی اہمیت کی وجہ ظاہر ہے اور وہ اس لیے کہ ہماری شریعت کی بنیاد کتاب مقدس اور سنت مطہرہ ہے۔

پھر کتاب میں سے احکام اور فروعی مسائل سے تعلق رکھنے والی آیات مجمل اور محتاج تشریح وتفسیر ہیں اور ان کی تشریح وتفسیر کا سب سے بڑا ذریعہ رسول اللہ کی سنت ہے۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو احکام کا قریبی اور تفصیلی مدار سنت نبوی ٹھہرتی ہے۔کیونکہ خدا تعالیٰ کے فرمان ہے:

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم (الآیۃ)

ترجمہ: اور اتارا ہم نے آپ پر ذکر تا کہ آپ کھول کھول کر بیان کر دیں لوگوں کے لیے جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔

اس آیت کے مطابق سنت رسول وحی الٰہی کا بیان اور تشریح ہے۔ اسی وجہ سے تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مجتہد کیلئے خواہ وہ قاضی ہو یا مفتی احکام سے تعلق رکھنے والی احادیث کا علم ہونا ضروری ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حدیث کے کام میں لگنا بڑا ضروری ہے اور یہ بڑے اعلیٰ درجے کی نیکی اور عبادت ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اللہ جسے توفیق دے میرے خیال میں اس کے لیے علم حدیث سے بڑھ کر کوئی علم فضیلت نہیں رکھتا۔''

عبداللہ بن مبارک کا بھی اسی طرح کا ایک مقولہ مشہور ہے۔ اور یہ بات بھی واقعۃ ایسی ہی ہے کہ علم حدیث بڑی بلند رتبہ چیز ہے، آخر ایسا کیوں نہ ہوتا (باقی وجوہات واسباب ضرورت ایک طرف) اس کی شرافت وفضیلت کے لیے یہی ایک وجہ کافی ہے کہ یہ افضل الخلائق خیر الانام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی کے افعال و اقوال اور احوال پر مشتمل ہے۔ (اور ایک دیوانے کیلئے اس سے بڑھ کر کیا مقام ہوگا)۔

ارباب حدیث کا مقام

حضرت شیخ ابونصر مقدسی نے اپنی کتاب: کتاب الحجۃ علی تارک المحجۃ میں اپنے سے لے کر امام احمد تک متصل سند کے ساتھ یہ بیان کیا ہے کہ امام احمد سے سوال کیا گیا کہ کیا زمین میں اللہ کے نیک بندے ابدال ہیں؟

انہوں نے جواباً فرمایا: ہاں۔

عرض کیا گیا: وہ کون لوگ ہیں؟

فرمایا: حدیث رسول کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے والے لوگ ابدال ہیں، اور اگر یہ لوگ ابدال نہیں تو پھر دنیا میں ابدال ہے ہی کوئی نہیں۔ (ملاحظہ ہو: الخبر الدال علی وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال: سیوطی)۔

امام احمد سے یہ بھی پوچھا گیا کہ یہ جو حدیث میں آتا ہے کہ ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔ ان کا مخالف انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا یہ جماعت (طائفہ منصورہ) کون سی ہے؟ تو

انہوں نے فرمایا: محدثین کا طبقہ ہے اور اگر یہ نہیں تو کوئی نہیں اور امام شافعی فرماتے ہیں۔ جب میں محدثین کو دیکھتا ہوں تو مجھے یوں لگتا ہے کہ جیسے میں رسول اللہ کی زیارت مشرف ہوا ہوں۔

کچھ کھونا پڑتا ہے!

پھر یہ بھی ظاہر بات ہے کہ اس علم کی تحقیق اور رسوخ اسی کو حاصل ہو سکتا ہے جو اپنا سب کچھ اسی کے حوالے کر دے سارے اوقات اسی میں کھپا دے باقی رہا وہ جو تھوڑا سا حصہ ادھر دے اور زیادہ توجہ دیگر مصروفیات میں رکھے وہ اس میں رسوخ اور داد تحقیق نہیں دے سکتا۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں:

علم حدیث پوری طرح اس کے ساتھ لگتا ہے جو اپنے آپ کو اسی کے ساتھ خاص کر لے اور دیگر علوم وفنون کو اس کے ساتھ نہ ملائے اور امام شافعی فرماتے ہیں:

کیا تم چاہتے ہو کہ حدیث وفقہ بیک وقت ہوں؟ نہ نا سے بھول جاؤ یہ نہیں ہوگا۔

اور شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد بن مت انصاری اصبہانی ہروی فرماتے تھے۔

علم حدیث تو اس کا کام ہے جسے اس کے علاوہ دوسرا کوئی کام نہ ہو۔

یک فن مولی اور ہر فن مولیٰ

چنانچہ جو آدمی سب طرف سے یکسو ہو کر ایک کام میں لگے اور دوسرا سب طرف لگے تو دونوں میں فرق کا ہونا ایک بدیہی بات ہے۔ چنانچہ ایک کو جو اختصاص اور مہارت حاصل ہوگی۔ وہ دوسرے کو نہیں ہو سکتی۔

اسی وجہ سے سیوطی اور سخاوی کی بات میں حدیث کے حوالے سے کہیں تعارض آ جائے تو سخاوی کی بات کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ سخاوی نے اپنے آپ کو حدیث کے ساتھ خاص کیا ہوا تھا اور سیوطی ہر فن میں کچھ نہ کچھ حصہ لیتے تھے۔

کیونکہ جو آدمی یک فن ہو وہ اپنے اس اختصاصی فن میں دوسرے ہر فن مولا سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ باتیں عام حالات اور اشخاص کے اعتبار سے ہیں ورنہ کبھی استثنائی صورت میں یہ بھی ہو جاتا ہے کہ ایک ہی شخص میں فقہ بھی ہوتی ہے اور حدیث بھی جیسے ہمارے امام مالک اور دیگر بعض ائمہ کے ہاں صورت حال تھی۔

یگانہ روزگار ہستی

چونکہ ان علوم میں اتنا تنوع اور وسعت ہے کہ ایک میں بکمالہ جمع ہونا قریب قریب ناممکن ہے اس لیے علماء کہتے ہیں:

فقہ، حدیث اور تصوف، یہ تینوں علوم ایک آدمی میں بیک وقت کم ہی اکٹھے ہوتے ہیں۔ لیکن جس میں اکٹھے ہو جائیں وہ پھر عام معمولی درجے کا آدمی نہیں رہتا بلکہ وہ یگانہ روزگار بن جاتا ہے۔ زمانہ اس کے پیچھے چلتا ہے وہ زمانے کا امام ہوتا ہے۔ لوگ دور دراز سے سفر کر کے اس کی قدم بوسی کو آتے ہیں کیونکہ یہ آدمی بے مثل اور بے نظیر ہوتا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

علم حدیث کے فضائل اور خصوصیات اور محدثین کے مناقب و امتیازات شمار سے باہر ہیں چنانچہ اس موضوع پر بے شمار تالیفات کی گئی ہیں۔ ہم اپنے اس مختصر رسالے اور کتابچے میں اس پر بس کرتے ہیں۔

دعائے خیر

ہم خدا تعالیٰ کے دربار الطاف و عنایات میں بصد عجز و نیاز سائل ہیں کہ حق تعالیٰ ہماری بقیہ زندگی اسی علم کے لیے وقف کر دے اور اس علم کی تحصیل و تحقیق میں ہمیں پوری طرح لگا دے، اور ہمیں شیطان لعین کے مکر سے محفوظ رکھے اور ہمیں اس اعلیٰ نسب و بالا حسب نبی ﷺ کے در کا طفیلی اور آنجناب کے ان خدام میں سے بنا دے جو آپ کی پاکیزہ اور نورانی سنت کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ شرافت اور عزت کے ساتھ۔ آمین آمین یا رب العالمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

تاریخ فراغت از تالیف: ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ بروز جمعرات

آج بحمد اللہ ۲۰ شوال ۱۴۳۰ھ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ ترجمہ کی تسوید سے فراغت حاصل ہوئی۔

مترجم
شعیب احمد عفی عنہ
"مقیم لاہور"